عمران سیریز
اِنونٹری گرپ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین! السلام مسنون۔ نیا ناول "انونڑی گرپ" پیش خدمت ہے۔ طویل عرصے کے بعد عمران اور شاگل کے درمیان برپا ہونے والے ایک ایسے معرکے کو پیش کیا جا رہا ہے جس میں انتہائی گہرا پلان لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات، کے ساتھ ساتھ ایکشن اور سسپنس اس طرح یکجا ہو گئے ہیں کہ یہ ناول واقعی جاسوسی ادب میں ایک شاندار اور منفرد حیثیت حاصل کر گیا ہے۔ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اب ایک ایسا کردار بن چکا ہے جس سے نہ صرف قارئین بخوبی واقف ہو چکے ہیں بلکہ قارئین کی کثیر تعداد کا مسلسل اصرار رہتا ہے کہ شاگل کے کردار پر مبنی زیادہ سے زیادہ کہانیاں لکھی جائیں۔ اس ناول میں شاگل کا کردار کچھ زیادہ اُبھر کر سامنے آیا ہے اور اس نے اس بار واقعی عمران جیسے شخص کو بھی ناکوں چنے چبانے پر مجبور کر دیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے آپ کو بے حد پسند آئے گا۔ اب قارئین کے خطوط بھی پڑھ لیجئے۔

لاہور محلہ ککے زئیاں سے غلام لیٰسین، ہارون آباد سے طاہر عباس، لاہور سنت نگر سے شہباز احمد، کراچی کیماڑی سے بخت رحمٰن، لاہور سے عبداللہ جمیل، ٹنڈو اللہ یار سندھ سے محمد ندیم سلطان، گوجرانوالہ سے محمد سعید ناصر، ملتان سے محمد یونس۔ ملک محمد مانک بچہ، جہلم سے راجہ ایم نذیر زخمی۔ ان سب قارئین نے اپنے خطوط میں ٹائٹ پلان کی بے پناہ پسندیدگی کے ساتھ ساتھ اس میں موجود ایک غلطی کی بھی نشاندہی کی ہے کہ عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان جب گرفتار ہو کر کانڈی جیل میں قید کئے جاتے ہیں تو ان کی تعداد آٹھ ہوتی ہے لیکن

جب وہ وہاں سے فرار ہوتے ہیں تو ان کی تعداد سات رہ جاتی ہے اور تنویر ان میں شامل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس پورے باب میں تنویر کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ حالانکہ بعد میں جب وہ محفوظ مقام پر پہنچتے ہیں تو وہاں تنویر کی موجودگی ظاہر ہو جاتی ہے۔"

ان سب قارئین کا میں بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے اس غلطی کی نشاندہی کی۔ تنویر جیسے کردار کا گنتی میں شامل نہ ہونا واقعی حیرت انگیز بات ہے کیونکہ تنویر سیکرٹ سروس کا ایسا کردار ہے جو ہر سچوایشن میں کسی نہ کسی طرح اپنے وجود کا ہمیشہ اظہار کرتا رہتا ہے لیکن قارئین تنویر کے کردار کی نفسیات کو بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے جب سیکرٹ سروس کے ارکان لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے اپنی اپنی تجاویز پر بحث کر رہے تھے تو ایک وقت ایسا بھی آیا کہ تنویر کی تجویز کے بعد کیپٹن شکیل نے ایک تجویز پیش کر دی اور تنویر اپنی تجویز کو چھوڑ کر کیپٹن شکیل کی تجویز کی حمایت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کیپٹن شکیل کی تجویز کے مطابق سیکرٹ سروس اس لیبارٹری کی تباہی کے لئے چل پڑتی ہے اور اس کے بعد تنویر واقعی گنتی سے غائب ہو جاتا ہے دوسرے لفظوں میں وہ موجود تو ہوتا ہے لیکن اس کا وجود عدم وجود کے برابر ہو جاتا ہے اگر تنویر کی نفسیات پر غور کیا جائے تو تنویر کی بظاہر عدم موجودگی سمجھ میں آجاتی ہے۔ بہرحال اس نفسیاتی توجیہہ کے باوجود تنویر کی بظاہر عدم موجودگی کی وجہ سے میں ان تمام قارئین سے معذرت خواہ ہوں جنہیں اس کی وجہ سے ذہنی الجھن کا شکار ہونا پڑا۔ انشاءاللہ ٹائٹ پلان کے آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ کر دیا جائے گا۔

عمرکوٹ تھرپارکر سندھ سے سید ضیاالحسن شاہ بخاری صاحب لکھتے ہیں۔ "ٹائٹ پلان واقعی ایک شاہکار ناول ہے اور نہ صرف مجھے بلکہ میرے تمام دوستوں کو بھی یہ بیحد پسند آیا ہے۔ آپ نے چند باتوں میں لکھا ہے کہ عمران اسرائیل کے خلاف کام کرتے ہوئے انتہائی پُرجوش، فعال اور خطرناک بن جاتا ہے۔ میں بھی عمران سیریز پڑھتے ہوئے اتنا ہی پُرجوش ہو جاتا ہوں۔ جو جذبہ آپ عمران سیریز کے ذریعے نوجوانوں میں پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ واقعی قابل قدر ہے۔ ایک فرمائش بھی ہے کہ جولیا کے کردار پر کوئی ایسا ناول لکھیں جس میں جولیا اپنی پوری صلاحیتوں کا مظاہرہ کرے۔ مطلب ہے کہ وہ فل ایکشن میں نظر آئے۔"

سید ضیاالحسن شاہ بخاری صاحب! ٹائٹ پلان کی بے پناہ پسندیدگی پر بیحد مشکور ہوں۔ عمران تو اسرائیل کے خلاف کام کرتے ہوئے پُرجوش، فعال اور خطرناک بن جاتا ہے مگر آپ نے لکھا ہے کہ آپ عمران سیریز پڑھ کر صرف پُرجوش ہو جاتے ہیں۔ باقی دو جذبوں کا بھی آپ پر یقیناً اثر ہوتا ہوگا اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے ملک کے دشمنوں اور معاشرے میں موجود برائیوں کے خلاف یقیناً فعال اور خطرناک بھی ہو جاتے ہوں گے۔ جہاں تک جولیا پر ایسے ناول لکھنے کی فرمائش کا تعلق ہے کہ جس میں جولیا اپنی پوری صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے فل ایکشن میں آئے تو آپ نے یقیناً اپنی فرمائش کے نتیجے پر غور نہیں کیا کیونکہ جب جولیا واقعی فل ایکشن میں آگئی تو پھر عمران اور تنویر دونوں کا کیا انجام ہوگا۔ پہلے اس پر تو غور کر لیں۔

کراچی سے نریش کمار صاحب لکھتے ہیں۔ "ٹائٹ پلان جیسا شاہکار ناول لکھنے پر میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔ عمران جولیا کو بے حد تنگ کرتا رہتا ہے۔ آپ میری طرف سے عمران کو کہہ دیں کہ وہ جولیا کو اتنا تنگ مت کرے۔ ورنہ عمران کو سچ مچ سینڈل مار دے گی۔ ابھی تو عمران ہر بار سینڈل کی زد سے بچ جاتا ہے لیکن اگر کبھی وہ واقعی جولیا کے سینڈل کی زد میں آگیا تو۔"

نریش کمار صاحب! ناول کی پسندیدگی کا شکریہ۔ جہاں تک عمران کا جولیا

کو تنگ کرنے کا تعلق ہے تو وہ خود بھی کبھار رہتا ہے کہ وہ جولیا کو سمارٹ رکھنے کے لئے تنگ کرتا ہے۔ جہاں تک پیچ مچ سینڈل مارنے اور عمران کا اس کی زد میں آجانے کی بات ہے تو اسی پیچ مچ کے سینڈل کھانے سے بچنے کے لئے تو عمران ہر بار عین موقع پر مجبوراً کنی کاٹ جاتا ہے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ابھی تو وہ سینڈل سے بچ جاتا ہے کیونکہ جولیا بقول آپ کے پیچ مچ سینڈل نہیں مارتی۔ لیکن بعد میں وہ مسلسل سینڈل کی زد میں رہے گا۔ کیا خیال ہے؟

ٹانڈہ ضلع گجرات سے رانا محمد منیر صاحب لکھتے ہیں۔ ٹائٹ پلان بیحد پسند آیا۔ مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ریڈ اسکوائر کی چھت تو بے حد مضبوط تھی اور اس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن عمران نے کیسے ایک خنجر کی مدد سے چھت میں سوراخ کر لیا۔؟

رانا محمد منیر صاحب! ناول کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ نے غور نہیں فرمایا کہ مشین اور اس کے موجد سائنسدان اور اس کے دو ساتھیوں کو چھت کے ایک سوراخ کے ذریعے ہی اس کمرے میں پہنچایا گیا تھا۔ ظاہر ہے اس کیلئے وہ پوری چھت تو نہ توڑ سکتے تھے اس کیلئے انہوں نے ضرورت کے مطابق چھت میں سوراخ رکھا ہوگا جسے بعد میں ایمرجنسی میں بند کیا گیا۔ چھت تو واقعی بیحد مضبوط بنائی گئی ہوگی مگر وہ سوراخ بہرحال بعد میں بند کیا گیا تھا اور چھت میں یہی ایک ایسی کمزوری تھی جس کا احساس انہیں بھی تھا اور اسی وجہ سے انہوں نے چھت پر دو مسلح افراد کو بھی حفاظت کیلئے رکھا ہوا تھا اور جس جذبہ کے ساتھ اس وقت عمران کام کر رہا تھا یہ سوراخ خنجر سے کھول لینا عمران کے لئے ناممکن نہ تھا اور خنجر تو بہرحال فولادی ہوتا ہے۔ امید ہے اب بات سمجھ میں آگئی ہوگی۔"

اب اجازت دیجئے۔ والسلام :- مظہر کلیم ایم۔ اے۔

سر رحمان اپنے دفتر میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس" ——— سر رحمان نے رسیور اٹھاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"پی۔ اے بول رہا ہوں سر۔ صدر مملکت سے بات کریں، وہ لائن پر ہیں" ——— دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی اور سر رحمان بری طرح چونک پڑے۔ صدر مملکت کی براہ راست ٹیلی فون کال بتا رہی تھی کہ کوئی اہم واقعہ ہو گیا ہے۔

"ہیلو ——— چند لمحوں بعد صدر مملکت کی باوقار آواز رسیور پر گونجی۔

"یس سر ——— میں رحمان بول رہا ہوں" ——— سر رحمان کے لہجے میں مؤدبانہ پن تو تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ وقار کی حد تک تھا۔

"سر رحمان۔ ہمسایہ ملک کافرستان میں ہونے والی میٹنگ کی

تفصیلات آپ کو مل چکی ہیں" ــــ صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ابھی فائل پہنچی ہے۔ اور میں اس کا مطالعہ ہی کر رہا تھا" ــــ سر رحمان نے جواب دیا۔

"اس میٹنگ میں آپ کے ساتھ جانے والے وفد میں سیکرٹ سروس کا نمائندہ بھی شامل ہو گا۔ میں نے ایکسٹو سے کہہ دیا ہے وہ اپنا نمائندہ بھیج دیں گے۔ تفصیلات آپ آپس میں طے کر لیں گے" صدر مملکت نے جواب دیا۔

"لیکن سر۔ یہ میٹنگ تو انٹیلی جنس کی میٹنگ ہے۔ اس میں سیکرٹ سروس کے نمائندے کی کیا ضرورت پیش آگئی" ــــ سر رحمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو کو ایک خفیہ رپورٹ ملی ہے کہ اس میٹنگ کے پس منظر میں کوئی ایسی بات موجود ہے کہ میٹنگ میں سیکرٹ سروس کے نمائندے کی شمولیت ضروری ہے" ــــ صدر مملکت نے جواب دیا۔

"لیکن کیا رپورٹ ملی ہے۔ یہ تو ایک روٹین میٹنگ ہے۔ ایسی میٹنگیں ہمسایہ ملکوں کے درمیان ہوتی رہتی ہیں" ــــ سر رحمان کی حیرت اور بڑھ گئی۔

"مجھے نہیں معلوم اور نہ میں نے پوچھنے کی کوشش کی ہے۔ بہرحال ایکسٹو انتہائی ذمہ دار عہدے دار ہے۔ اسے کوئی ایسی رپورٹ ملی ہو گی" ــــ صدر مملکت نے جواب دیا۔

"لیکن سر۔ میں اس وفد کا سربراہ ہوں۔ میرے علم میں ہر بات

ہونی چاہیئے۔ یہ انتہائی ضروری ہے" ــــ سر رحمان نے اس بار خشک لہجے میں جواب دیا۔

"آپ کو ایکسٹو کے مزاج کا اچھی طرح علم ہے کہ وہ جو کچھ بتانا چاہتا ہے خود ہی بتا دیتا ہے ورنہ نہیں۔ ویسے میری طرف سے آپ کو اجازت ہے کہ آپ ایکسٹو سے پوچھ لیں۔ بہرحال ان کا نمائندہ آپ کے وفد میں شامل ہو گا۔ یہ اصولی طور پر طے کر لیا گیا ہے" ــــ صدر مملکت نے بھی خشک لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں بات کر لیتا ہوں۔ لیکن اگر انہوں نے انکار کر دیا تو پھر میں وفد کی سربراہی نہ کر سکوں گا۔ کیونکہ میں اسے اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ البتہ ہو سکتا ہے کہ میں بھی اس میٹنگ میں اپنا نمائندہ بھیج دوں" ــــ سر رحمان حسب عادت ضد پہ اتر آئے۔

"جیسا آپ مناسب سمجھیں کریں۔ بہرحال آپ بھی ذمہ داری میں ایکسٹو سے کم نہیں ہیں۔ ملک کا مفاد ہر حال، ہر صورت میں سامنے رہنا چاہیئے۔ گڈ بائی" ــــ دوسری طرف سے صدر مملکت نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سر رحمان چند لمحے تو خاموش بیٹھے ہونٹ کاٹتے رہے۔ پھر انہوں نے کریڈل دبا دیا۔

"یس سر" ــــ دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"سلطان سے بات کراؤ" ــــ سر رحمان نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اور چند لمحوں بعد جب گھنٹی بجی تو سر رحمان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ــــ سر رحمان نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر سلطان صاحب سے بات کیجئے سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔اے کی آواز سنائی دی۔ اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سر سلطان کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ سلطان بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ سر سلطان کے لہجے میں حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"سلطان۔ میں رحمان بول رہا ہوں۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ ہمسایہ ملکوں کے درمیان انٹیلی جنس کے اعلیٰ عہدے داروں کی میٹنگز ہوتی رہتی ہیں۔ اب بھی ہمسایہ ملک کافرستان کے انٹیلی جنس عہدیداروں کے ساتھ ایک میٹنگ ہونے والی ہے۔ جس میں پاکیشیا کی طرف سے میں وفد لے کر جا رہا ہوں۔ لیکن ابھی صدر مملکت کا فون آیا ہے کہ اس وفد میں سیکرٹ سروس کا نمائندہ بھی شامل ہو گا۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو مجھے بتایا گیا کہ ایکسٹو کو کوئی رپورٹ ملی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنا نمائندہ بھیج رہا ہے۔ لیکن صدر مملکت کو اس رپورٹ کا علم نہیں ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے" ۔۔۔۔ سر رحمان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس رپورٹ کے بارے میں تو علم نہیں ہے۔ البتہ ایکسٹو نے مجھے ضرور کہا تھا کہ اس کا نمائندہ اس وفد میں شامل ہو گا۔ لیکن میں تمہاری عادت جانتا ہوں اس لئے میں نے خود بات نہیں کی۔ اس کے بعد شاید صدر مملکت سے ایکسٹو کی بات ہوئی ہو گی اور اس نے میری خاموشی کے متعلق بتایا ہو گا۔ چنانچہ صدر مملکت نے تم سے براہِ راست بات کرنی مناسب سمجھی ہو گی" ۔۔۔۔ سر سلطان نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن بحیثیت سربراہ مجھے اس رپورٹ کا علم ہونا ضروری ہے" سر رحمان نے تیز لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات اصولی طور پر درست ہے۔ میں نے بھی ایکسٹو سے بھی بات کی تھی۔ لیکن اس نے جواب دیا کہ وہ فی الحال اس کے متعلق کچھ نہیں بتانا چاہتا۔ اسی لئے تو میں نے تم سے کوئی بات نہ کی تھی۔ ویسے تمہیں معلوم ہے کہ اس نے کون سا نمائندہ تمہارے ساتھ بھیجنے کے لئے منتخب کیا ہے" ۔۔۔۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں۔ مجھے کیا معلوم" ۔۔۔۔ سر رحمان نے جواب دیا۔

"وہ تمہارا بیٹا علی عمران ہے" ۔۔۔۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"عمران ۔۔۔ وہ احمق ۔۔۔ نہیں میں کسی صورت بھی اسے اس اہم سرکاری میٹنگ میں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ میں اس کی اوٹ پٹانگ حرکتیں ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا" ۔۔۔۔ سر رحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے۔ ویسے میرا ایک مشورہ ہے۔ تم خود جانے کی بجائے اس بار کسی اور کو سربراہ بنا کر بھیج دو۔ روٹین میٹنگ ہی تو ہے۔ ہوتی رہے گی۔ تمہارا وہاں جانا کیا ضروری ہے" ۔۔۔۔ سر رحمان نے جواب دیا۔

"ہوں۔ میں سمجھ گیا کہ ایکسٹو نے جان بوجھ کر عمران کو ساتھ بھیجنے

کی سازش کی ہے۔ تاکہ میں نہ جا سکوں۔ اور اب یہ سازش ناکام ہوگی۔
میں خود جاؤں گا اور عمران میرے ساتھ نہیں جائے گا۔ ہاں اگر ایکسٹو
کسی کو بھیجنا ہی چاہتا ہے تو اسے کہہ دو کہ وہ عمران کی بجائے کسی
اور کو بھیج دے" ـــــ سر رحمان اپنی فطرت کے مطابق فوراً ہی
ضد پہ اتر آئے۔

"سنو رحمان ـــــ خواہ مخواہ کے جھگڑے کی آخر کیا ضرورت
ہے۔ ایکسٹو کے مطابق عمران کا جانا بے حد ضروری ہے اور عمران
شاید ابھی تمہارے پاس پہنچنے ہی والا ہے۔ اس لئے یا تو اسے
ساتھ لیتے جاؤ۔ یا پھر اپنی جگہ کسی اور کو سربراہ بنا کر بھیج دو" ـــــ
سر سلطان نے بڑے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ دونوں باتیں ہی ناممکن ہیں۔ ٹھیک ہے میں خود نبٹ
لوں گا" ـــــ سر رحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور
کریڈل پہ پٹخ دیا۔ اور پھر گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے ان
کا چپڑاسی دروازے میں داخل ہوا۔

"خدا بخش۔ عمران کو جانتے ہو" ـــــ سر رحمان نے انتہائی
غصیلے لہجے میں بوڑھے چپڑاسی سے کہا۔

"عمران۔ چھوٹے صاحب ـــــ جی ـــــ جی ـــــ میں نے تو انہیں
گود میں کھلایا ہے" ـــــ بوڑھے چپڑاسی نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ ان کا پرانا چپڑاسی
تھا۔ اس لئے سر رحمان کا یہ کہنا کہ عمران کو جانتے ہو اسے شدید
حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔

"سنو۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے دفتر میں داخل ہو جائے"۔
سر رحمان نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھا چپڑاسی سر ہلاتا ہوا
واپس مڑ گیا۔

"نانسنس" ـــــ سر رحمان نے سر جھٹکتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔
اور سامنے کھلی ہوئی فائل بند کر کے اسے سائیڈ ٹرے میں اچھال دیا۔
لیکن اسی لمحے دروازے سے عمران نمودار ہوا۔ اس نے دونوں ہاتھوں
سے بوڑھے چپڑاسی کو پکڑ رکھا تھا۔ اور اسے دھکیلتا ہوا اندر داخل
ہو رہا تھا۔

"میں اور خدا بخش چپڑاسی حاضر ہو سکتے ہیں جناب" ـــــ عمران
نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیا حماقت ہے۔ کیوں اسے پکڑے ہوئے ہو۔ گٹ آؤٹ"۔
سر رحمان نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"جاؤ بابا ـــــ تمہیں تو جانے کی اجازت مل گئی" ـــــ عمران
نے بوڑھے چپڑاسی سے کہا اور اسے چھوڑ دیا۔

"ج ـــــ ج ـــــ صاحب میں نے تو چھوٹے صاحب کو روکنے
کی کوشش کی۔ لیکن چھوٹے صاحب مجھے ہی دھکیلتے ہوئے اندر
آ گئے صاحب" ـــــ بوڑھے چپڑاسی نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"آئی۔ سی۔ گٹ آؤٹ" ـــــ سر رحمان غصے سے چیخ پڑے۔
اور چپڑاسی اس طرح تیزی سے باہر کو دوڑا۔ جیسے اس کے پیچھے موت
لپک رہی ہو۔ لیکن عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا میز کے قریب
پہنچا اور پھر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ہاتھ اٹھا کر اس طرح

سلام کیا جیسے انتہائی فرمانبردار قسم کا ماتحت اپنے افسر کو سلام کرتا ہے۔

" کیا تم نے میرا حکم نہیں سنا۔ نانسنس "۔۔۔۔ سر رحمان کا پارہ انتہائی بلندیوں پر پہنچ چکا تھا۔

" جج۔۔۔ جج۔۔۔ جی سن لیا۔ لیکن میں تو اماں بی کا حکم سنانے آیا ہوں۔ اگر آپ نہیں سننا چاہتے تو میں واپس چلا جاتا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب۔۔۔۔ کیا تمہیں ایکسٹو نے نہیں بھیجا "۔۔۔۔ سر رحمان نے انتہائی حیرت سے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" ایکسٹو کیا حیثیت رکھتا ہے اماں بی کے سامنے۔ اماں بی تو ایکس دن ہیں "۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" تم گھر سے آ رہے ہو "۔۔۔۔ سر رحمان نے اس بار قدرے نرم لہجے میں پوچھا۔ وہ اپنی بیگم کا مزاج اچھی طرح سمجھتے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ وہ کسی بھی لمحے قیامت برپا کر سکتی ہے۔

" جی ہاں۔ لیکن میں وہاں بالکل نہیں بیٹھا۔ بس کھڑے کھڑے آ گیا ہوں۔ اماں بی نے حکم ہی ایسا دیا ہے۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو میں بیٹھ جاؤں "۔۔۔۔ عمران نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بیٹھو "۔۔۔۔ سر رحمان نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اور عمران واقعی بڑے مؤدبانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

" بولو۔ کیا کہا ہے اس نے "۔۔۔۔ سر رحمان نے ہونٹ کاٹتے

ہوئے پوچھا۔

" کس نے جناب "۔۔۔۔ عمران نے اس طرح چونک کر پوچھا۔ جیسے وہ کچھ جانتا ہی نہ ہو۔

" تمہاری اماں بی نے۔ اور کس نے۔ نانسنس "۔۔۔۔ سر رحمان کو دوبارہ غصہ آنے لگا تھا۔

" کہا تو کچھ نہیں جناب۔ حکم دیا ہے "۔۔۔۔ عمران واقعی انتہائی فرمانبردارانہ اور مؤدبانہ لہجے میں بات کر رہا تھا۔

" کیسا حکم۔۔۔۔ بکو بھی سہی "۔۔۔۔ سر رحمان اب بری طرح جھنجھلا گئے تھے۔

" جناب حکم دیا جاتا ہے۔ بکا نہیں جاتا۔ کم از کم گرامر تو۔۔۔۔۔۔ " عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہنا شروع کیا۔

" سنو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ کہنا ہے۔ کہہ دو۔ ورنہ میں تمہیں اور تمہاری اماں بی دونوں کو گولی مار سکتا ہوں "۔۔۔۔ سر رحمان واقعی بری طرح جھنجھلا گئے تھے۔

" آخری بار۔ وہ کیوں جناب۔ کیا آپ نے اس کے بعد نہ بولنے کی قسم کھا لی ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو جناب فکر کی ضرورت نہیں بس قسم توڑنے کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ اور یہ بڑا معمولی سا کفارہ ہوتا ہے۔ بس چالیس غریبوں کو کھانا کھلانا پڑتا ہے اور جناب مجھ سے بڑا غریب کون ہو سکتا ہے۔ میں چالیس غریبوں کو ملا کر بھی اکیلا ان سے زیادہ غریب ہوں۔ بے روزگار ہوں۔ مکان بھی نہیں ہے۔ ملنگے کے فلیٹ میں پڑا ہوں۔ تین تین دن فاقہ کرنا پڑتا ہے

اس لئے اگر آپ مجھے ہی چالیس کھانوں جتنی رقم دے دیں تو کفارہ پورا ہو جائے گا۔ لیکن میں غریب ضرور ہوں لیکن کھانا فائیو سٹار ہوٹل میں ہی کھاتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

سر رحمان چند لمحے تو خاموش بیٹھے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے رہے ان کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اپنے غصے کو بڑی مشکل سے کنٹرول میں کئے ہوئے ہیں۔ پھر انہوں نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"گھر میں بیگم سے بات کراؤ"۔۔۔۔ سر رحمان نے انتہائی غصیلے لہجے میں پی۔ اے سے کہا۔ اور ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"گھر میں۔۔۔۔ اوہ جناب۔۔۔۔ کیا گھر سے باہر۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ مم میرا مطلب ہے کہ آپ نے۔ اب کیا کہوں جناب۔ مجھے تو شرم آ رہی ہے"۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش نہیں رہ سکتے"۔۔۔۔ سر رحمان نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک جھٹکے سے میز کی دراز کھولی اور ریوالور باہر نکال لیا۔ ان کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سر رحمان نے ریوالور میز پر پٹخ کر رسیور اٹھا لیا۔

"سر۔ بیگم صاحبہ سے بات کیجئے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔ اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ عمران چونکہ میز کی اس طرف بیٹھا ہوا تھا جہاں ٹیلی فون تھا۔ اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز اس کے کانوں تک بھی پہنچ رہی تھی۔

"کیا بات ہے بیگم۔ تم نے اس احمق عمران کو کیوں بھیجا ہے میرے پاس"۔۔۔۔ سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کسے احمق کہہ رہے ہو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے اماں بی کا پھاڑ کھانے والا لہجہ سن کر عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں پوچھ رہا ہوں۔ تم نے عمران کو کیوں میرے پاس بھیجا ہے"۔ سر رحمان نے جواب دیا۔ لیکن باوجود غصے کے اس بار انہوں نے عمران کے ساتھ احمق کا لفظ نہ بولا تھا۔

"تو اور کس کے پاس بھیجتی۔ کیا اس کا اور باپ بیٹھا ہوا ہے کہیں"۔ اماں بی کا غصہ سر رحمان سے بھی زیادہ پاورفل تھا۔

"اوہ۔ میں پوچھ رہا ہوں کیوں بھیجا ہے"۔۔۔۔ سر رحمان نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"تمہیں تو خیال ہی نہیں ہے بیٹے کا۔ بس ہر وقت دفتر میں بیٹھے رعب جماتے رہتے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ عمران تمہارا بیٹا ہے اور اس کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ وہ روتا ہوا میرے پاس آیا کہ اس نے بڑی بھاگ دوڑ کر کے کسی دوسرے ملک میں سرکاری طور پر جانے کا بندوبست کیا ہے تاکہ وہ موا کیا۔ ٹی۔ ٹی۔ سی۔ ٹی بن جائے گا۔ لیکن تم اسے نہیں جانے دے رہے۔ میں پوچھتی ہوں آخر تمہارے دماغ کو کیا ہو گیا ہے۔ اگر اسے سرکار سے کچھ پیسے مل سکتے ہیں تو تمہیں کیا اعتراض ہے۔ تمہاری جیب سے تو نہیں جائیں گے"۔۔۔۔ اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہوں۔۔۔۔ تو یہ بات ہے۔ نہیں۔ وہ نہیں جا سکتا۔ وہ میرے

ساتھ جانا چاہتا ہے اور میں اسے ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ ہرگز نہیں۔
اسے پیسے چاہئیں۔ وہ میں دے دوں گا۔ بس یہ میرا فیصلہ ہے"
سر رحمان ساری بات سمجھ گئے تھے۔

" اچھا تو تم خود جا رہے ہو۔ اور اپنے بیٹے کو ساتھ نہیں لے جا
سکتے۔ میں پوچھتی ہوں کیوں۔ کیا بیٹے باپ کے ساتھ نہیں جا سکتے
تمہیں آخر اعتراض کیا ہے۔ میں سمجھ گئی تم سرکاری دورے کا بہانہ
بنا کر وہاں رنگ رلیاں منانے جاتے ہو۔ اس لئے بیٹے کو ساتھ
نہیں لے جا رہے۔ ٹھیک ہے۔ اب تم جا کر دیکھو میں کہتی ہوں
اب تم ہرگز نہیں جاؤ گے دورے پر۔ ورنہ میں تمہاری اور اپنی
جان ایک کر دوں گی" ـــــ اماں بی کی آواز اتنی اونچی تھی کہ اب
عمران کے کانوں تک ان کا ایک ایک لفظ بخوبی پہنچ رہا تھا۔

" میری بات سنو۔ خواہ مخواہ فساد ڈالنے کی کوشش مت کیا
کرو۔ میں سرکاری دورے پر جا رہا ہوں۔ اور اگر تم نے میرے
سرکاری کاموں میں مداخلت کرنے کی کوشش کی تو" ـــــ سر
رحمان غصے سے چیخ پڑے اور پھر فقرہ مکمل کئے بغیر انہوں نے
دھڑام سے رسیور رکھ دیا۔ غصے کی شدت سے ان کا چہرہ ٹماٹر
کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ وہ مسلسل ہونٹ کاٹ رہے تھے۔

" اماں بی کے آنے تک بیٹھا رہوں یا" ـــــ عمران نے بڑے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہو" ـــــ سر رحمان عمران کی بات سن
کر بری طرح اچھل پڑے۔

" آپ اماں بی کی عادت تو جانتے ہیں۔ جس طرح آپ نے فون بند
کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ خود یہاں آ جائیں گی" ـــــ عمران
نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ کیا مصیبت ہے۔ اوہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اس
سے کچھ بعید نہیں" ـــــ سر رحمان کی حالت واقعی قابل دید ہو گئی۔
انہوں نے جلدی سے دوبارہ رسیور اٹھایا اور چیخ پڑے۔

" جلدی ملاؤ بیگم سے فون۔ جلدی" ـــــ سر رحمان نے پھاڑ
کھانے والے لہجے میں پی۔ اے سے کہا۔ اور پھر رسیور رکھنے
کی بجائے انہوں نے ہاتھ کریڈل پر رکھ دیا۔ دوسرے لمحے
گھنٹی بج اٹھی۔ پی۔ اے نے واقعی لائن ملانے میں کمال پھرتی
سے کام لیا تھا۔

" اوہ۔ میں کہتا ہوں۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اگر تم
دفتر میں آئیں تو میں تمہیں گولی مار دوں گا" ـــــ سر رحمان نے
چیختے ہوئے کہا۔

" ڈیڈی۔ کیا بات ہے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں" ـــــ
دوسری طرف سے ثریا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ اور سر
رحمان چونک پڑے۔

" ثریا تم ـــــ کہاں ہے تمہاری ماں" ـــــ سر رحمان نے
بری طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" وہ برآمدے کی طرف گئی ہیں۔ شاید ڈرائیور کو پکار رہی تھیں
مگر ڈیڈی بات کیا ہے۔ آپ بھی غصے میں ہیں۔ اور اماں بی بھی

غصے میں نظر آرہی تھیں "۔۔۔۔۔ ثریا نے کہا۔

"یہ عمران ۔ احمق ۔ الو ۔ اس نے فساد کھڑا کر دیا ہے ۔ اور وہ تمہاری ماں یقیناً یہاں دفتر میں آرہی ہو گی ۔ بلاؤ اسے ۔ بلاؤ فون پر"۔۔۔۔۔ سر رحمان نے تپ چیختے ہوئے کہا۔

"بھائی جان نے ۔ کیا ہوا ۔ میں تو ابھی کالج سے آئی ہوں ۔ کیا ہوا اماں بی آپ کے دفتر میں کیوں جائیں گی "۔۔۔۔۔ ثریا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"تم اسے بلاؤ ۔ جلدی "۔۔۔۔۔ سر رحمان نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"جی اچھا"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ثریا نے کہا اور پھر لائن خاموش ہو گئی۔

سر رحمان مسلسل ہونٹ چبا رہے تھے ۔ جبکہ عمران مسکینوں کی طرح سر جھکائے بڑا مودب اور خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"ہاں ۔ کیا بات ہے ۔ میں تمہارے دفتر میں آرہی تھی ۔ تم سرکاری دورے پر جا رہے ہو نا ۔ ٹھیک ہے اب میں خود تمہارے ساتھ جاؤں گی ۔ اور میں دیکھتی ہوں تم کیسے مجھے ساتھ جانے سے روکتے ہو ۔ میں بھی دیکھوں ، آخر تم یہ روز روز کون سے سرکاری دورے کرتے ہو ۔ میں آرہی ہوں "۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد اماں بی کی غصیلی اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سنو ۔ میں نہیں جا رہا ۔ کسی سرکاری دورے پر ۔ کہیں نہیں جا رہا ۔ تمہارا بیٹا ہی جائے گا ۔ اور تم اس کے ساتھ جانا چاہتی ہو تو

بے شک چلی جاؤ "۔۔۔۔۔ سر رحمان نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے عمران کے ساتھ جانے کی ۔ اور ویسے بھی مجھے معلوم ہے وہ انتہائی شریف لڑکا ہے ۔ سات لڑکیوں جیسا ۔ تمہاری طرح نہیں ہے ۔ اور سنو ۔ اسے خالی ہاتھ پردیس نہ بھیج دینا "۔۔۔۔۔ اماں بی کا غصہ سر رحمان کی بات سنتے ہی ختم ہو گیا اور انہوں نے رسیور رکھ دیا تھا ۔ سر رحمان نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا ۔ ان کے چہرے پر غصے کے ساتھ ساتھ اب شدید بے بسی کے آثار نمایاں تھے ۔ وہ عمران کو اس طرح گھور رہے تھے جیسے اسے کچا چبا جائیں گے۔

" تو تمہارا ایکسٹو نہیں چاہتا کہ میں اس دورے پر جاؤں ۔ اور تم نے اس کے کہنے پر یہ سازش کی ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ آخر وہ کیوں نہیں چاہتا "۔۔۔۔۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سر رحمان نے میز پر مکہ مارتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈیڈی ۔ میری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی "۔۔۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"یہ شادی کہاں سے ٹپک پڑی "۔۔۔۔۔ سر رحمان کو اور زیادہ غصہ آگیا۔

"مم ۔۔۔۔ مم ۔۔۔۔ میرا مطلب ہے رعب تو بیگم جھاڑ سکتی ہے اور بیگم کے مقابلے میں بے چارے ایکسٹو کی کیا حیثیت ہے ۔ ویسے ڈیڈی ایکسٹو نے تو مجھے صرف اتنا کہا ہے کہ میں آپ کے ساتھ

دورے پر جاؤں۔ میں نے اس سے رقم مانگی تھی۔ اس نے رقم تو نہیں
دی۔ بس دورے پر جانے کی اجازت دے دی۔ کہ اس طرح ٹی۔ اے
ڈی۔ اے بن جائے گا۔ مجھے بھی ڈیڈی سیر کرنے کا بڑا شوق ہے
اور غریب آدمی تو سیر بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں خوش ہو گیا ڈیڈی
کہ چلو سیر بھی ہو جائے گی اور ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے بھی مل جائے گا۔
اور میرا کچھ ادھار اتر جائے گا۔ اس لئے اس نے مجھے آپ کے پاس
بھیج دیا۔ بس اتنی سی بات ہے" ——— عمران نے بڑے مؤدبانہ
انداز میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ تم میرے پاس براہِ راست نہیں آ سکتے تھے" ——— سر
رحمان نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ج ——— ج ——— جی بالکل آ سکتا تھا۔ مگر آپ نے خود ہی تو کہا ہوا
ہے کہ مجھ سے پیسے مانگنے مت آیا کرو۔ ورنہ گولی مار دوں گا" ———
عمران نے اسی طرح معصوم لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے کتنا بن جائے گا"
سر رحمان نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ایکسٹو بتا رہا تھا۔ دو تین ہزار بن جائے گا" ——— عمران نے
جواب دیا۔

"دو تین ہزار ——— کیا اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے" ——— سر
رحمان کو پھر غصہ آنے لگا۔

"جی معلوم نہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں فون کر کے پوچھ لوں"
عمران نے کہا۔

"خاموش رہو" ——— سر رحمان نے اسے جھڑک کر کہا۔ اور
جیب سے بٹوہ نکال کر انہوں نے چند بڑے نوٹ نکالے اور انہیں
اس طرح عمران کی طرف پھینک دیا۔ جیسے کسی کو خیرات دے رہے
ہوں۔

"یہ پانچ ہزار ہیں۔ انہیں اٹھاؤ اور دفع ہو جاؤ۔ کوئی ضرورت
نہیں کہیں جانے وانے کی" ——— سر رحمان نے فیصلہ کن لہجے
میں کہا۔

"جی بہت بہتر۔ اماں بی نے کہا تھا کہ اگر ڈیڈی تمہیں جانے سے
روکیں تو مجھے بتانا۔ ٹھیک ہے ڈیڈی۔ میں جا کر بتا دیتا ہوں" ———
عمران نے نوٹ جھپٹ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو" ——— سر رحمان نے چیخ کر کہا۔

"جی بہت بہتر۔ ویسے بھی ٹیکسی والے کو پیسے دینے پڑتے۔
آپ فون پر میری بات کرانا چاہتے ہیں۔ شکریہ ڈیڈی" ——— عمران
نے واپس آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم وہاں جا کر کیا کرو گے" ——— سر رحمان نے پھنکارتے
ہوئے کہا۔

"آپ کا پیغام دوں گا ڈیڈی۔ اور کیا کروں گا" ——— عمران
نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ نانسنس ——— میں پوچھ رہا ہوں تم کافرستان جا کر اس
روٹین میٹنگ میں کیا کرو گے۔ کیا ہدایات دی ہیں تمہیں ایکسٹو
نے" ——— سر رحمان نے کہا۔

”جی بتایا تو سیر کروں گا اور ٹی۔اے۔ڈی۔اے ملنے پر
کچھ ادھار چکاؤں گا۔ اور میں نے کیا کرنا ہے۔ ویسے بھی مجھے
ان بور میٹنگوں سے وحشت ہوتی ہے۔ احمقوں کی طرح آمنے سامنے
بیٹھ جاؤ۔ اور پھر رسمی باتیں کرتے رہو“ ـــــ عمران نے منہ بناتے
ہوئے جواب دیا۔

”تم اپنی ماں سے بھی بڑے ضدی ہو۔ میں پوچھ رہا ہوں ایکسٹو نے
تمہیں کیا ہدایات دی ہیں“ ـــــ سر رحمان نے جھنجھلائے ہوئے
لہجے میں کہا۔

”اس نے کہا ہے ڈیڈی کہ سفر کرتے وقت احتیاط سے کام
لینا چاہیئے۔ سفر میں جیب کٹ سکتی ہے۔ اپنے سامان کو نگاہ میں
رکھنا چاہیئے۔ زیادہ سامان ساتھ نہیں لے کر جانا چاہیئے۔ کیونکہ
اس سے سفر میں تکلیف ہوتی ہے۔ چلتی ہوئی گاڑی میں نہیں
چڑھنا چاہیئے۔ اور سر اور بازو بھی کھڑکی سے باہر نہیں نکالنا
چاہیئے اور“ ـــــ عمران کی زبان چل پڑی۔

”شٹ اپ یو نانسنس۔ میں خود ہی معلوم کر لوں گا“ ـــــ سر
رحمان نے کہا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے
لمحے بوڑھا چپڑاسی کسی جن کی طرح نمودار ہو گیا۔

”سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بلاؤ“ ـــــ سر رحمان نے پھاڑ کھانے
والے لہجے میں کہا۔ اور چپڑاسی تیزی سے مڑ کر باہر چلا گیا۔ سر رحمان
مسلسل ہونٹ چبانے میں مصروف تھے۔

چند لمحوں بعد پردہ ہٹا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اندر داخل ہوا۔

”میں حاضر ہو سکتا ہوں جناب“ ـــــ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے
بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”آؤ“ ـــــ سر رحمان نے اسی طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے
جواب دیا۔

اور سپرنٹنڈنٹ فیاض تیزی سے آگے بڑھا اور میز کے قریب
آکر بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ وہ کن انکھیوں سے عمران
کو دیکھ رہا تھا۔

”بیٹھو“ ـــــ سر رحمان نے سخت لہجے میں کہا اور فیاض جلدی
سے کرسی کے اگلے حصے پر ٹک گیا۔

”یہ فائل پکڑو۔ کافرستان سرکاری دورے پر اب میری بجائے تم
جاؤ گے۔ میں نہیں جا رہا۔ اور سنو۔ تم اکیلے جاؤ گے۔ یہ عمران بھی
تمہارے ساتھ جائے گا۔ یہ تمہارا ماتحت ہو گا۔ سمجھے“ ـــــ سر
رحمان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”س۔ س ـــــ س ـــــ سر ـــــ عمران کے ساتھ“ ـــــ
فیاض اس عجیب و غریب حکم پر بری طرح بوکھلا گیا۔

”کوئی حماقت نہیں ہو گی۔ اگر مجھے رپورٹ ملی کہ تم نے یا اس
احمق عمران نے کوئی ایسی حرکت کی ہے جو ملکی عزت کے خلاف ہے
تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دوں گا“ ـــــ سر رحمان
نے سرد لہجے میں کہا۔

”لیکن وہ تو ڈیڈی وفد جا رہا تھا۔ چھ افراد کا“ ـــــ عمران
نے حیران ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ کوئی وفد نہیں جا رہا۔ صرف تم دونوں جاؤ گے۔ اور فیاض اس فائل میں ایجنڈا موجود ہے۔ اسے اچھی طرح پڑھ لو جانے سے پہلے میں تمہیں بریف کر دوں گا۔ جاؤ"۔۔۔۔ سر رحمان نے سخت لہجے میں کہا۔ اور ان دونوں کے اٹھنے سے پہلے خود اٹھ کر ریٹائرنگ روم کی طرف بڑھ گئے۔

"اب کیا کرنا ہے عمران صاحب"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کرنا کیا ہے۔ ساری پلاننگ ہی تباہ ہو گئی ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ انٹیلی جنس کے وفد میں کسی بھی انسپکٹر کی جگہ میک اپ میں چلا جاؤں گا۔ اس طرح شاگل کو کسی طرح میری وہاں موجودگی کا علم نہ ہو سکے گا۔ مسئلہ صرف ڈیڈی کو روکنے کا تھا کیونکہ ان کی موجودگی میں یہ سب کچھ نہ ہو سکتا تھا اور انہیں روکنے کے لئے میں نے اماں بی کا سہارا لیا۔ مجھے معلوم تھا کہ ڈیڈی نے لازماً مجھے ساتھ لے جانے سے انکار کر دینا ہے۔ اور اماں بی ہتھے سے اکھڑ جائیں گی۔ اور اس کے بعد ڈیڈی کے لئے اور کوئی چارہ کار ہی نہ رہے گا کہ وہ خود رک جائیں۔ اور ہوا بھی ایسے ہی۔ لیکن ڈیڈی نے وفد منسوخ کر کے صرف فیاض کو بھیجنے کے آرڈرز کر دیئے۔ اس

طرح سب کیے کرائے پر پانی پھر گیا" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ اگر سر رحمان کے علم میں لائے بغیر وفد کے کسی آدمی کی جگہ لے لیتے تو یہ سارا کچھ نہ ہوتا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر ڈیڈی کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا۔ لیکن وہ میرے باپ ہیں۔ ایک لمحے میں انہیں معلوم ہو جاتا۔ اور پھر جانتے ہو کیا ہوتا۔ تھامیں ایک گولی چلتی اور عمران صاحب کلمہ پڑھے بغیر ہی اس جہانِ فانی سے کنوارے ہی رخصت ہو جاتے۔ اور پھر جنت میں حوریں بھی نہ ملتیں۔ کیونکہ سنا ہے جنت میں حوریں صرف شادی شدہ مردوں کو ملتی ہیں۔ کیونکہ وہ بیچارے شادی کر کے نہ صرف بے ضرر ہو چکے ہوتے ہیں بلکہ خدمت گذاری کا قیمتی تجربہ بھی انہیں حاصل ہوتا ہے۔ کنواروں کے لئے تو اللہ میاں نے حوروں کا کوٹہ ہی نہیں رکھا" ـــــ عمران اچھی بھلی سنجیدہ باتیں کرتے کرتے پٹڑی سے اتر گیا۔

بلیک زیرو مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے کوئی جواب دیا تو پھر عمران کی زبان چلتی ہی رہے گی۔

"تم چپ کیوں ہو گئے۔ اب اتنا بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی نہ کوئی حل نکل ہی آئے گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس بات کا حل" ـــــ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"شادی کے مسئلے کا۔ اور کس کا" ـــــ عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا اور بلیک زیرو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اچھا۔ میں سمجھا تھا آپ کافرستان جانے کے بارے میں بات کر رہے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کافرستان اور پرستان ہم وزن ہیں اور پرستان جانے کے لئے کسی بزرگ کے دیئے ہوئے تعویذ۔ انگوٹھی کی ضرورت پڑتی ہے۔ میں نے تو کہانیوں میں یہی پڑھا ہے۔ کہ کوئی دیو کسی شہزادی کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔ اور بیچارہ شہزادہ بزرگ ڈھونڈھتا رہ جاتا ہے۔ جس کی مدد سے پرستان جا کر شہزادی کو چھڑا لائے اور پھر آخر میں دونوں کی شادی اور آخری فقرہ کہ وہ دونوں ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔ ایسے ہی ہوتا ہے ناں۔ بس تم بھی آج سے بزرگ کی تلاش شروع کر دو۔ ورنہ شادی اور ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے کا خواب دیکھتے دیکھتے تمہاری شہزادی بیچاری بوڑھی ہو جائے گی" ـــــ عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو ہنستے ہنستے بے حال ہو گیا۔

"آپ جب اپنے لئے بزرگ تلاش کریں گے تو میں بھی اس کی منت کر لوں گا" ـــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سوچ لو۔ میرا بزرگ بڑا سخت ہے۔ پچھلے دس سال سے مونگ کی دال کھلا رہا ہے۔ کہتا ہے کہ جب تک پندرہ سال مسلسل مونگ کی دال نہ کھائی جائے پرستان میں داخلہ ممکن ہی نہیں" عمران نے کہا اور بلیک زیرو کا ایک بار پھر قہقہہ نکل گیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا۔ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھاتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران کہاں ہے" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"مونگ کی دال کھا رہا ہے۔ اور دعائیں دے رہا ہے بزرگ کو" ——— عمران نے اصل لہجے میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا بکواس ہے۔ کبھی تو سیدھی طرح بات بھی کر لیا کرو" ——— سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ میں دس سالوں سے مونگ کی دال کھا رہا ہوں اور آپ نے ایک لمحے میں اسے بکواس قرار دے دیا۔ آپ شاید نہیں چاہتے کہ میں پرستان جا کر شہزادی کو چھڑا لاؤں۔ پھر دونوں کی شادی ہو اور ہم ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگیں۔ ہاں ایک اور بھی بات لکھی ہوتی ہے کہ بوڑھے بادشاہ نے تخت و تاج ان کے حوالے کر دیا۔ اور خود اللہ کی یاد میں زندگی بسر کرنے لگا۔ اب آپ کے پاس نہ تو تاج ہے نہ تخت۔ آپ مجھے کیا دیں گے" ——— عمران نے ان کے نام سلطان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بات بنا دی۔

"آخر تمہیں ہو کیا گیا ہے۔ کیا تم نے بچوں کی کہانیاں پڑھنی شروع کر دی ہیں" ——— سر سلطان نے اس بار مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میرے خیال میں اب آپ کو واقعی اللہ کی یاد میں باقی زندگی بسر

کرنی چاہیئے۔ اب آپ کی عمر ایسی ہو ہی گئی ہے جناب یہ بچوں کی کہانیاں نہیں ہوتیں۔ دیوؤں، پریوں، شہزادے، شہزادیوں جادوگروں، چڑیلوں، بھوتوں کی کہانیاں ہوتی ہیں۔ ہاں البتہ نو سال سے لے کر نوے سال کے بچے انہیں پڑھتے ضرور ہیں" عمران نے جواب دیا۔

"تم سے تو بات کر کے آدمی ایک عذاب میں پھنس جاتا ہے میں نے اس لئے فون کیا تھا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ سر رحمان نے تو جانے سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن انہوں نے وفد بھیجنے کی بجائے صرف سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے" ——— سر رحمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بتایا تو ہے۔ فی الحال مونگ کی دال کھا رہا ہوں۔ پرستان جانے کے لئے بزرگ کا چلہ بڑا سخت ہے" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا کہ تم ابھی اس بارے میں سوچ رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ سوچتے رہو۔ لیکن تمہارا جانا انتہائی ضروری ہے۔ بس مجھے اتنا ہی کہنا ہے" ——— سر رحمان نے جلدی سے کہا۔ اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"دیکھا مونگ کی دال کی کرامت کہ صرف نام سنتے ہی عقل آ جاتی ہے" ——— عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ ایک بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آخر سر سلطان آپ کو اس سرکاری میٹنگ میں بھیجنے پر کیوں مصر

ہیں" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک ہی حل ہے۔ مونگ کی دال۔ پھر سمجھ آجائے گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مطلب ہے۔ آپ بتانا نہیں چاہتے۔ ٹھیک ہے۔ آپ کی مرضی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر تمہارا یہی حال رہا تو پھر تمہیں چھڑانے کے لئے کسی شہزادے کو آنا پڑے گا۔ عورتوں کی طرح روٹھنے میں ماہر ہو چکے ہو"۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اس بار بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔

"کوئی گہرا مسئلہ نہیں ہے طاہر صاحب۔ بس معمولی بات ہے۔ اس بار اس سرکاری میٹنگ کا ایجنڈا کافرستان کی طرف سے تیار کیا گیا ہے۔ یہ پروٹوکول ہے کہ جس ملک میں ایسی میٹنگ ہوتی ہے ایجنڈا وہی ملک تیار کرتا ہے اور اس سے پہلی میٹنگ پاکیشیا میں ہوئی تھی۔ اور اس بار کافرستان میں ہو رہی ہے۔ اور اس ایجنڈے میں گفتگو کے لئے ایک شق رکھی گئی ہے کہ دونوں ملکوں کی انٹیلی جنس اپنے اپنے ملک میں آنے والے غیر ملکی سربراہوں کے لئے کئے گئے حفاظتی انتظامات کی تفصیلات سے ان سربراہوں کی آمد سے پہلے ایک دوسرے کو آگاہ کرنے کی پابند ہوں گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ اس سے فائدہ۔ اور دوسری بات یہ کہ ایجنڈے میں اس شق کو رکھنے کا یہ مقصد تو نہیں کہ اسے منظور بھی کر لیا جائے۔

پھر سر سلطان کو کیا دلچسپی ہے۔ حکومت کی طرف سے سر رحمان کو ہدایات دے دی جائیں کہ اس شق کو منظور نہ کیا جائے بس"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں کتنی تنخواہ ملتی ہے۔ ایکسٹو کے عہدے کی"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا اور بلیک زیرو چونک پڑا۔

"کیا ۔۔۔۔ کیا مطلب۔ تنخواہ کا یہاں کیا سوال۔ آپ کو تو علم ہی ہے کہ میں تنخواہ لیتا ہی نہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔ پھر خیر ہے۔ میں تو ڈر ہی گیا تھا کہ مونگ کی دال اب اتنی مہنگی ہو گئی ہے کہ تمہاری تنخواہ خرچ کرنے کے باوجود نہیں ملتی۔ ظاہر ہے جب تم تنخواہ ہی نہیں لیتے تو پھر چاہے وہ سستی بھی ہو۔ تم تو خرید ہی نہیں سکتے"۔۔۔۔ عمران نے اس طرح اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ جیسے بلیک زیرو کا جواب سن کر اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

"آپ نے تنخواہ کا پوچھ کر مجھے بھی ڈرا ہی دیا۔ میں سمجھا کہ مجھ سے کوئی بہت بڑی حماقت ہو گئی ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت بڑی تو خیر نہیں البتہ بڑی ضرور کہا جا سکتا ہے۔ تمہیں شاید علم نہیں کہ آئندہ ماہ شوگران کے نئے منتخب صدر پہلی بار پاکیشیا کے دورے پر آ رہے ہیں۔ اس دورے کا سرکاری طور پر اعلان بھی ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی تمہیں معلوم ہو گا کہ نو منتخب صدر کے اس

دورے کا مقصد پاکیشیا اور شوگران کے درمیان ایک بہت اہم
فوجی معاہدے پر حتمی بات چیت کرنا ہے۔ یہ ایسا معاہدہ ہے کہ اگر
ہو گیا تو پاکیشیا کافرستان سے بڑی فوجی طاقت بن سکتا ہے۔ ایسی
صورت حال میں اچانک کافرستان کی طرف سے ایجنڈے میں
اس شق کے رکھے جانے پر سر سلطان کی پریشانی لازمی ہے۔ ظاہر ہے
ڈیڈی انکار تو کر سکتے ہیں۔ لیکن ڈیڈی اس شق کے رکھے جانے
کے اصل پس منظر کو تو میٹنگ کے دوران ٹریس نہیں کر سکتے"۔
عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو کے چہرے پر حقیقتاً شرمندگی کے
آثار نمایاں ہو گئے۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس کا ذہن ابھی گہرائی
میں سوچنے کا عادی نہیں ہوا۔

"میں سمجھ گیا۔ تو آپ اس پس منظر کی تلاش میں ساتھ جا رہے
تھے۔ اس لئے سر سلطان آپ کے جانے پر بضد تھے"۔۔۔۔
بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ مقصد تو یہی تھا۔ اس لئے میں سرکاری وفد میں شامل ہونا
چاہتا تھا۔ کہ اس طرح میں وہاں چند روز رہ کر آسانی سے ضروری
معلومات حاصل کر لیتا۔ اور دوسری بات یہ کہ اس طرح میں شاگل
کی نظروں سے بھی چھپا رہتا۔ کیونکہ اگر کوئی ایسی بات ہے جیسا کہ
ہمارے ذہنوں میں شک ہے تو پھر یقیناً شاگل اپنی سیکرٹ
سروس سمیت اس سرکاری وفد کی بھی خفیہ نگرانی کرے گا۔ اور
خفیہ نگرانی کرانے کا وہ بادشاہ ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

"میں سمجھا نہیں آپ کی بات۔ شاگل تو سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔
اس کا انٹیلی جنس کے وفد کی نگرانی سے کیا تعلق۔ اور ایک دوسری
بات یہ کہ کافرستان والوں کو یہ کیسے شک ہو سکتا ہے کہ ہم اس
شق کے اصل پس منظر کو تلاش کریں گے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو وہ
یہ شق ہی ایجنڈے میں کیوں رکھتے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری پہلی بات کا جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ ایجنڈے میں
یہ شق رکھوائی ہی کافرستان سیکرٹ سروس کی طرف سے گئی ہے۔
اور مسئلہ یہ ہے کہ مونگ کی دال کافرستان میں بھی کھائی جاتی ہے۔
اس شق کا ایجنڈے میں رکھا جانا پاکیشیا کی حکومت کو چونکانا ہے۔
ظاہر ہے چونکنے کے بعد ہم زیادہ محتاط ہو جائیں گے۔ اور یقیناً
اس شق کے اصل پس منظر کو تلاش کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔
اس طرح ہمارے شکوک کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا۔ اور جیسے
جیسے شکوک بڑھتے جائیں گے ہم شوگران کے صدر کے حفاظتی
انتظامات میں اور زیادہ سخت ہوتے جائیں گے۔ اور پروٹوکول
کے مطابق حفاظتی انتظامات کی تفصیلات سے دورے سے قبل
شوگران کی حکومت کو بھی آگاہ کیا جاتا ہے۔ اور ہمارے انتہائی
سخت ترین حفاظتی انتظامات کا نتیجہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت شوگران
کو کسی لمبی گڑبڑ کا احساس ہو جائے۔ اور اس کے بعد کسی بھی بہانے
سے یہ دورہ ہی ملتوی کر دیا جائے۔ یہ تو ایک ممکنہ صورت ہے۔
دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہمارے وفد کے کسی بھی

اعلیٰ افسر کو خفیہ طور پر خرید لیا جائے۔ اور پھر اس سے کسی کاغذ پر دستخط کرا لئے جائیں۔ اس کے بعد اس کاغذ پر ایسی رپورٹ لکھی جائے۔ جس سے یہ ظاہر ہو کہ بظاہر تو ہم نے اس شق کو منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن درپردہ ہم اس پر راضی ہو گئے ہیں۔ اور پھر اس دستاویز کو بنیاد بنا کر شوگران حکومت کو پاکیشیا سے بدظن کیا جائے۔ تم جانتے ہو کہ شوگران اور پاکیشیا میں جتنی دوستی ہے۔ اتنی ہی کافرستان اور شوگران میں دشمنی ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"میں آپ کی بات اب پوری طرح سمجھ گیا ہوں کہ یہ شق کسی خاص مقصد کے لئے ہی رکھی گئی ہے۔ اور حکومت کافرستان اس سے کوئی گہرا فائدہ اٹھانا چاہتی ہے۔ اور آپ اصل حالات معلوم کرنے جا رہے ہیں۔ تاکہ قیاس آرائیوں کی بجائے اصل بات سامنے آ جائے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے۔ دنیا میں ایک آدمی کو تو میری بات سمجھ میں آ گئی"۔۔۔۔۔ عمران نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو ہنس پڑا

"پھر تو سر سلطان کی تشویش درست ہے۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کسی بھی بہانے پر میٹنگ ہی کینسل کر دی جائے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اس میٹنگ میں پاکیشیا کے مفاد میں بھی چند فیصلے ہونے

ہیں۔ بہرحال ڈیڈی نے مسئلہ ٹیڑھا کر دیا ہے۔ سوپر فیاض کے ساتھ میرے اکیلے جانے سے مسئلہ کسی صورت بھی حل نہیں ہو سکتا۔ اور مسئلہ کو حل ہونا ہی چاہیئے"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ اور سوچنے والے لہجے میں کہا۔ اور پھر چونک کر میز پر پڑے ہوئے لانگ رینج ٹرانسمیٹر کو اپنی طرف کھسکایا اور اس پر فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔

"آپ ناٹران سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کافرستان میں فارن ایجنٹ ناٹران کی مخصوص فریکونسی سیٹ ہوتے ہی چونک کر پوچھا۔ اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر کا سرخ بلب جل اٹھا اور اس میں سے ٹوں۔ ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ایک جھماکے سے سرخ بلب سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ناٹران کی آواز برآمد ہوئی۔

"ناٹران سپیکنگ اوور"۔۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"ایکسٹو اوور"۔۔۔۔۔ عمران نے بٹن دباتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ کوڈ الیون سکس تھرٹی تھری اوور"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ طے شدہ اصول کے مطابق اس نے فوراً اپنا مخصوص کوڈ دوہرا دیا تھا۔

"شاگل کے بارے میں تمہارے پاس کوئی رپورٹ ہے اوور"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ یہاں دارالحکومت میں موجود ہے۔ اس سے زیادہ تو میں نے چیک نہیں کیا اوور" ۔۔۔ ناٹران نے جواب دیا۔

"کوئی غیر معمولی سرگرمیاں تمہارے نوٹس میں آئی ہوں اوور" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"غیر معمولی سرگرمیاں تو نوٹس میں نہیں آئیں البتہ ایک ایسی رپورٹ مجھے ملی ہے جسے شائد معمول سے ہٹ کر کہا جا سکے۔ شاگل نے گذشتہ دنوں ایک خصوصی میٹنگ اٹنڈ کی ہے۔ اس میٹنگ میں وزیراعظم کافرستان، وزیر خارجہ کافرستان کے ساتھ کافرستان کے سنٹرل انٹیلی جنس کے چیف سردار جوگندر سنگھ بھی شامل تھے اور خاص بات یہ ہے کہ شاگل کو اچانک ایمرجنسی کال پر طلب کیا گیا تھا۔ ویسے تو ایسی میٹنگز ہوتی رہتی ہیں اوور" ۔۔۔ ناٹران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس میٹنگ کے بارے میں کوئی تفصیلات اوور" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نو سر ۔۔۔ ہم نے اسے اہمیت ہی نہیں دی ویسے اگر آپ حکم دیں تو اس کی تفصیلات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ایسی میٹنگز جس میں وزیراعظم شامل ہوں۔ ان کا ریکارڈ ان کے منٹ سیکرٹری کے پاس ہوتا ہے اور اس ریکارڈ کی نقل وہاں سے اڑائی جا سکتی ہے اوور" ۔۔۔ ناٹران نے جواب دیا۔

"گڈ ۔۔۔ کتنا وقت لگے گا اوور" ۔۔۔ عمران نے داد بھرے لہجے میں کہا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ سر ۔۔۔ کیونکہ مسئلہ یہیں دارالحکومت کا ہے اور میرا ایک خاص آدمی اس ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہے۔ البتہ آپ تک پہنچنے میں اسے وقت لگ سکتا ہے اوور" ۔۔۔ ناٹران نے جواب دیا۔

"بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی تفصیلات ٹرانسمیٹر پر بتائی جا سکتی ہیں۔ تم اسے فوری طور پر حاصل کرو اور پھر مجھے کال کرو اوور اینڈ آل" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میں فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ ناٹران جب کال کرے تو تم ٹرانسمیٹر کال کو آٹومیٹک ٹیپ سے لنک کر دینا۔ اس طرح تمام تفصیلات ٹیپ ہو جائیں گی۔ پھر ہم اس کو اطمینان سے چیک کرتے رہیں گے کہ اس سے کوئی کام کی بات بھی ملتی ہے یا نہیں" ۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی احتراماً کرسی سے اٹھتے ہوئے جواب دیا۔ اور عمران ابھی دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں سر ۔۔۔ میں آپ کو ایک اہم اطلاع دینا چاہتی ہوں سر" ۔۔۔ جولیا کا لہجہ بے حد پرجوش تھا۔

"تمہید میں وقت مت ضائع کیا کرو۔ کیا اطلاع ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو کا لہجہ حسب عادت سرد ہو گیا تھا اور عمران مسکراتا ہوا

واپس مڑا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

" یس سر۔ یس سر۔ وہ اطلاع یہ ہے سر کہ میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہوٹل گولڈن سے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو نکل کر کار میں بیٹھتے ہوئے دیکھا ہے" ——— جولیا نے جواب دیا اور اس کی بات سن کر نہ صرف بلیک زیرو بلکہ عمران بھی کرسی سے اچھل پڑا۔ عمران نے جھپٹ کر رسیور بلیک زیرو کے ہاتھ سے لے لیا۔

" کیا وہ اصل شکل میں تھا" ——— عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں جلدی سے پوچھا۔

" اوہ نہیں جناب۔ وہ میک اپ میں تھا۔ لیکن سر قریب سے گزرتے ہوئے اچانک میری نظر اس کی دائیں کلائی پر پڑی۔ اس کی کلائی پر گندھا ہوا مخصوص نشان مجھے نظر آگیا تھا۔ اور اس کے بعد میں نے غور کیا تو اس کا قد و قامت، چال ڈھال سب شاگل سے ملتے جلتے تھے" ——— جولیا نے جواب دیا۔

" گڈ شو جولیا۔ اس کار کا نمبر۔ جس میں وہ بیٹھ کر گیا ہے" ۔ عمران نے اسے بڑے خلوص سے داد دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ جولیا کی تیز نگاہی واقعی قابل داد تھی۔

" وہ ہوٹل کار تھی سر۔ میں نے فوراً اس کا تعاقب کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میری کار پارکنگ میں تھی۔ اور جب میں کار لے کر اس کے پیچھے گئی تو مجھے وہی ہوٹل کار واپس آتی ہوئی دکھائی دی۔ چنانچہ میں بھی واپس آگئی۔ اور اب وہیں ہوٹل کے بوتھ سے آپ کو فون کر رہی ہوں" ——— جولیا نے جواب دیا۔

" تم ایسا کرو کہ فوراً ہوٹل سے معلومات حاصل کرو کہ وہ کس نام سے اور کس کمرے میں ٹھہرا ہوا ہے۔ کیونکہ ہوٹل کار صرف ہوٹل میں مقیم افراد ہی استعمال کر سکتے ہیں۔ اور اپنے کسی ساتھی کو کال کر کے اس کے ذمہ لگا دو کہ وہ اس ہوٹل کار کے ڈرائیور سے معلومات حاصل کرے کہ شاگل نے اسے کار میں بیٹھتے ہوئے کہاں جانے کے لئے کہا تھا اور پھر وہ کہاں اترگیا ہے" ——— عمران نے اسے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے سر۔ میں یہ ساری معلومات حاصل کرتی ہوں" ——— جولیا نے جواب دیا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" شاگل کی بذات خود یہاں موجودگی کا مطلب ہے کہ کوئی گہری سازش ہو رہی ہے" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" جی ہاں" ——— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں خود ہی اسے چیک کرتا ہوں۔ اب یہ بہت ضروری ہو گیا ہے" ——— عمران نے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی چونک پڑا۔

"یس۔ کم ان" —— اس نے سخت لہجے میں کہا دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"کیا رپورٹ ہے شنکر" —— کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ عجیب رپورٹ ملی ہے —— سر رحمان نے وفد کے سربراہ کے طور پر جانے سے انکار کر دیا ہے۔ اور اپنے محکمے کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بھیج دیا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض وفد لے جانے کی بجائے اکیلا جا رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ صرف ایک ماتحت ہو گا" —— شنکر نے قریب آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— اس تبدیلی کا مقصد" —— باس نے چونک کر پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"یہ معلوم نہیں ہو سکا باس۔ صرف سر رحمان جانتے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو سر رحمان کو ٹٹولا جائے" —— شنکر نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح معاملات مشکوک ہو جائیں گے۔ فائل کا کیا ہوا" باس نے پوچھا۔

"کام ہو رہا ہے باس۔ جیسے ہی فائل دستیاب ہوئی آپ تک پہنچ جائے گی" —— شنکر نے جواب دیا۔

"لیکن تمام کام ہاتھ پیر بچا کر ہونا چاہیے۔ یہاں کی سیکرٹ سروس کو اس کی بھنک نہ پڑے۔ خاص طور پر اس شیطان عمران کو" —— باس نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس —— آپ کی ہدایات پر پوری طرح عمل ہو رہا ہے" شنکر نے جواب دیا۔

"میں ابھی ہوٹل گولڈن گیا تھا۔ راشد سے ملاقات کرنے۔ لیکن راشد نے کام سے معذرت ظاہر کر دی۔ اب اس کا دوسرا بندوبست کرنا پڑے گا۔ یہ گھی سیدھی انگلیوں سے نکلتا نظر نہیں آتا" —— باس نے جو کہ سٹگل تھا انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"حکم کریں باس" —— شنکر نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"ہم راشد سے زبردستی بھی نہیں کر سکتے۔ ورنہ سیکرٹ سروس چونک پڑے گی۔ اور راشد کے بغیر ہمارا مقصد بھی حل نہیں

ہو سکتا۔ اس لیے ہمیں کوئی ایسی ترکیب سوچنی چاہیے۔ جس سے مقصد بھی پورا ہو جائے اور کسی کو علم بھی نہ ہو"۔۔۔۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ایک صورت ہو سکتی ہے۔ ہم راشد کو اغوا کر کے اس کی جگہ اپنا آدمی ڈال دیں"۔۔۔۔ شنکر نے کہا۔

"لیکن کب تک۔ بہرحال یہ بات تو سامنے آجائے گی۔ اور اس کے بعد سارا مشن ہی ختم ہو جائے گا"۔۔۔۔ شاگل نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دوسری صورت یہ ہے کہ راشد کو بلیک میل کیا جائے۔ تاکہ وہ ہماری بات ماننے پر مجبور ہو جائے"۔۔۔۔ شنکر نے کہا۔

"تجویز تو ٹھیک ہے۔ لیکن اس طرح وقت بہت ضائع ہو جائے گا۔ جبکہ میں جلد از جلد اس مشن سے فارغ ہو کر واپس جانا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ شاگل نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"تو پھر باس ایک ہی صورت ہے کہ وزارتِ دفاع کے فائل روم میں داخل ہو کر وہاں سے فائل کی فوٹو کاپی حاصل کر لی جائے"۔۔۔۔ شنکر نے جواب دیا۔

"نہیں۔۔۔۔ اس بارے میں پہلے سوچا جا چکا ہے۔ وہاں داخلہ ناممکن ہے"۔۔۔۔ شاگل نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ شنکر کوئی اور تجویز پیش کرتا پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ شاگل نے

ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔۔۔۔ رابرٹ سپیکنگ"۔۔۔۔ شاگل نے اپنا بدلا ہوا نام لیتے ہوئے کہا۔

"جونی بول رہا ہوں باس۔۔۔۔ فرم ہم سے سودے پر آمادہ ہو گئی ہے۔ لیکن قیمت بہت زیادہ مانگتی ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل چونک پڑا۔ اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

"کتنی قیمت مانگتی ہے اور کیسے راضی ہوئی۔ مجھے تو اس نے صاف انکار کر دیا تھا"۔۔۔۔ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔۔۔۔ لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ اگر یہ سودا نہ ہوا تو ان کی فرم ہی قرق کی جا سکتی ہے تو وہ تیار ہو گیا۔ پچاس لاکھ میں سودا ہو سکتا ہے۔ ویسے وہ تو ایک کروڑ مانگ رہا تھا۔ لیکن پچاس لاکھ میں راضی ہو گیا ہے۔ اس سے کم پر نہیں آتا"۔۔۔۔ جونی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت زیادہ قیمت ہے۔ زیادہ سے زیادہ پانچ لاکھ روپے دے سکتے ہیں"۔۔۔۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس اس سے کم پر وہ نہیں مانتا۔ تو پھر میں بات چیت ختم کر دوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جونی نے کہا۔

"باس آپ تیار ہو جائیں۔ یہ رقم بعد میں بھی اس سے وصول کی جا سکتی ہے"۔۔۔۔ اچانک سامنے بیٹھے شنکر نے دبے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جونی۔ اگر مجبوری ہے تو ٹھیک ہے۔ ہم یہ رقم دینے

پر تیار ہیں۔ لیکن سودا کھرا ہونا چاہیئے۔ ــــــ شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بالکل کھرا ہو گا۔ میں اس سے تفصیل طے کر کے آپ کو کال کرتا ہوں" ــــــ دوسری طرف سے جونی نے جواب دیا۔ اور شاگل نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"باس۔ ہمیں فائل مل جاتے تو ہم رقم آسانی سے واپس حاصل کر سکتے ہیں۔ مسئلہ تو فائل کا ہے" ــــــ شنکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں فائل لے کر فوراً نکل جاؤں گا۔ تم اور جونی مل کر اس سے رقم وصول کر لینا" ــــــ شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بس صرف فائل ہمارے ہاتھ آ جائے" ــــــ شنکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جونی کی کال دوبارہ آ گئی۔

باس۔ بات طے ہو گئی ہے۔ آدھے گھنٹے بعد فائل زیرو پوائنٹ پر مل جائے گی۔ اور رقم کیش وہیں دینا ہو گی" ــــــ دوسری طرف سے جونی نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میں شنکر کو رقم دے کر بھیج رہا ہوں۔ سارا کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے" ــــــ شاگل نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"تم رقم لے کر زیرو پوائنٹ پہنچ جاؤ اور فائل کی کاپی لے کر

سیدھے گھاٹ پر پہنچ جانا۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔ کیونکہ میں فائل لے کر فوراً یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں۔ اور جب تک میری طرف سے پہنچنے کا کاشن نہ مل جائے۔ تم نے رقم واپس حاصل کرنے کی کارروائی نہیں کرنی" ــــــ شاگل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس" ــــــ شنکر بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر شاگل تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے کار ہوٹل گولڈن کے کمپاؤنڈ میں موڑ کر ایک سائیڈ پر روکی اور خود نیچے اتر آیا۔ کار لاک کر کے ابھی وہ ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اس نے جولیا اور صفدر کو گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔

جولیا اور صفدر نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔ عمران انہیں دیکھتے ہی اس طرح چونکا جیسے کوئی ناممکن بات ممکن ہو گئی ہو۔

"کمال ہے۔ دکھ سہے بی فاختہ اور کوے انڈے کھائیں"۔۔۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے ان کے قریب پہنچتے ہی کہا۔

"کیا مطلب"۔۔۔ جولیا نے چونک کر پوچھا جبکہ صفدر صرف مسکرا دیا۔

"مطلب تو کسی اسکول کی کتاب میں ہی ملے گا۔ مجھے تو مدت ہوئی اسکول کی کتاب پڑھے ہوئے۔ ویسے یہ محاورہ آٹھویں

جماعت میں پڑھا تھا۔ اس وقت اس کا مطلب تھا۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو بات آپ سوچ رہے ہیں عمران صاحب۔ وہ بات نہیں اس وقت ہم ڈیوٹی پر ہیں"۔۔۔ صفدر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ڈیوٹی پر۔۔۔ یعنی واہ کس قدر خوب صورت ڈیوٹی ہے۔ کہ اکٹھے ہوٹلوں میں گھومو پھرو اور تنخواہ بھی وصول کرو۔ یار صفدر مجھے بھی کوئی ایسی ہی نوکری دلوا دو"۔۔۔ عمران نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔

"آؤ صفدر۔ یہ تو ایسے ہی وقت ضائع کرتا رہے گا"۔۔۔ جولیا نے جھلا کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

"ارے ارے۔ ایک منٹ۔ چھری تلے دم تو لو۔ چلو چھری نہ سہی خنجر سہی۔ تلوار تلے سہی"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ آج آپ کو سارے محاورے اکٹھے کیسے یاد آ گئے ہیں"۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے کمال ہے۔ میں نے تو سنا ہے محاوروں کی زبان میں بات کرو تو بات جلدی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ بہرحال وہ پھانگ میں سوراخ ہوا یا نہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا جو منہ بنائے کھڑی تھی۔ عمران کی بات سن کر چونک پڑی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا"۔۔۔ جولیا نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا۔
"ایک ہی ذریعہ ہے۔ اس چوہے کا۔ اچھا بھلا فلیٹ میں
بیٹھا سلیمان کو ایسا سالن پکانے کی ترکیب سمجھا رہا تھا کہ جس
سے کھانے والے کے دانت ہمیشہ کے لئے کھٹے ہو جاتے
ہیں —— اور میں تو پروگرام بنا رہا تھا کہ یہ نسخہ حکومت کو
سپلائی کر دوں۔ تاکہ کافرستان والوں کے دانت ہمیشہ کے
لئے کھٹے ہو جائیں۔ کہ بس اس کا حکم آگیا کہ فوراً ہوٹل گولڈن
پہنچو۔ وہاں اس نسخے کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں کافرستانی
چھاگل نظر آگئی ہے۔ اب یہ مجھے معلوم نہیں کہ اس چھاگل
میں پانی ہے یا خالی ہے" —— عمران کی زبان چل پڑی۔
"تم نے ایک چھوٹی سی بات کرنے کے لئے ہمارا اتنا وقت
ضائع کیا ہے۔ آؤ صفدر —— ہمیں چونکہ چیف باس نے
اس کے متعلق کوئی ہدایات نہیں کی۔ اس لئے ہم اسے کچھ
بتانے کے بھی پابند نہیں ہیں" —— جولیا نے خشک
لہجے میں کہا۔
"نہ بتاؤ۔ میں اسے خود بتا دوں گا کہ جولیا اور صفدر دونوں
نے آپ کے حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور
اس دوران خالی چھاگل پاکیشیا کے پانی سے لبریز ہو کر واپس
بھی پہنچ گئی ہے" —— عمران نے کہا۔ اور کندھے اچکاتا ہوا
ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔
"میری بات سنو۔ ہم نے جو معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کے

مطابق شاگل ویسٹرن چوک پر کار سے اتر گیا تھا۔ ڈرائیور سے
اس نے کہا تھا کہ وہ ضروری شاپنگ کرنا چاہتا ہے۔ اور
ڈرائیور واپس آگیا" —— جولیا نے مجبوراً اسے بات بتا دی۔
"ڈرائیور آہستہ آہستہ چل کر آیا تھا یا دوڑتا ہوا آیا" —— عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"مطلب ہے۔ اس نے کار واپس کر دی۔ ویسے وہ یہاں
مقیم نہیں ہے" —— جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔
"عمران صاحب۔ یہ پتہ چلا ہے کہ اس نے کسی اہم سرکاری
افسر سے کیبن میں بیٹھ کر بات کی ہے۔ اور اس افسر کے کہنے
پر اسے ہوٹل کی کار میں بھیجا گیا تھا۔ لیکن ہوٹل والے اس افسر کو
ذاتی طور پر نہیں جانتے۔ اس نے ایک سرکاری کارڈ دکھایا تھا"
صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
"کیا اب کاؤنٹر پر لوگ اندھوں کو بٹھانے لگ گئے ہیں۔ یا کارڈ
ہی خالی تھا" —— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"میں نے تو بڑی کوشش کی ہے۔ لیکن کاؤنٹر مین بس یہی کہتا
ہے کہ اس نے کارڈ دور سے دیکھا۔ اس پر کوئی سرکاری نشان
چھپا ہوا تھا۔ اور ویسے بھی کار ہائر کی گئی تھی اس لئے اس نے
زیادہ توجہ نہ دی تھی" —— صفدر نے جواب دیا۔
"آؤ میرے ساتھ۔ میں ذرا اس کاؤنٹر مین کی یادداشت کا امتحان
لے لوں" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ہوٹل میں
داخل ہونے کے لئے آگے بڑھ گیا۔ جولیا اور صفدر بھی اس کے

پیچھے چلنے لگے۔ ہوٹل کے ہال میں داخل ہوتے ہی عمران سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اور کاؤنٹر پر بیٹھا ہوا نوجوان عمران کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شناسائی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

" تو تمہیں ضرورت ہے سرمہ نور نظر کی "۔۔۔۔ عمران نے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہوئے مسکرا کر کاؤنٹر کلرک سے کہا۔

" اوہ عمران صاحب۔ آپ۔ اوہ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ دراصل مجھے معلوم نہ تھا کہ مجھے یہ سب کچھ بتانا ہو گا۔ اس وقت رش بھی تھا۔ اس لئے میں نے زیادہ خیال نہ کیا تھا۔ ویسے یہ آپ کے ساتھی ہیں تو آئی۔ ایم۔ سوری۔ یہ رقم "۔۔۔ کاؤنٹر کلرک نے جیب سے سو روپے کا نوٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ صفدر نے اسے رقم دے کر یہ معلومات حاصل کی تھیں۔

" اسے واپس جیب میں رکھو اکرم۔ یہ مال غنیمت ہے۔ اور مال غنیمت کا فلسفہ یہ ہے کہ وہ واپس نہیں کیا جاتا۔ بہرحال وہ نشان کیا تھا۔ ذرا کاغذ پر بنا کر دکھاؤ۔ اور یہ سن لو کہ یہ انتہائی اہم ہے۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ تمہاری کمزور یادداشت بالکل ہی غائب ہو جائے "۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" جج۔۔۔ جج۔ میں بتا دیتا ہوں مجھے یاد آگیا ہے "۔۔۔ کاؤنٹر کلرک اکرم نے اس بار گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے

ادھر ادھر دیکھا اور ذرا سا آگے کی طرف جھک گیا۔

" پلیز عمران صاحب۔ میں مارا جاؤں گا۔ وہ اس ہوٹل کے مالک کے بھائی راشد صاحب تھے۔ وزارت دفاع میں ہیں۔ یہ کارڈ وغیرہ کی بات تو میں نے نوٹ لینے کے لئے کی تھی "۔۔۔ اکرم نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

" راشد۔ اوہ ٹھیک ہے۔ تھینک یو "۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ صفدر اور جولیا بھی اس کے ساتھ ہی واپس مڑے۔ لیکن ان کے چہروں پر ہلکی سی خجالت کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ اس کاؤنٹر کلرک نے واقعی انہیں چکر دے دیا تھا۔

" یہ راشد کون ہے "۔۔۔ ہوٹل سے باہر نکلتے ہوئے جولیا نے پوچھا۔

" سنو جولیا۔۔۔ صورت حال انتہائی سیریس ہے۔ شاگل کا بذات خود یہاں آنا اور پھر وزارت دفاع کے آفیسر راشد سے اس طرح خفیہ بات چیت کرنے سے ظاہر ہے کہ کوئی اہم معاملہ ہے "۔۔۔ عمران نے کہا۔

" یہ تو میں بھی سمجھ رہی ہوں۔ لیکن یہ راشد ہے کون "۔۔۔ جولیا نے جھلا کر پوچھا۔

" ابھی معلوم ہو جاتا ہے "۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے رسیور اٹھا کر سکے ڈالے اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔ سیکرٹریٹ انکوائری" ۔۔۔ دوسری طرف سے سنٹرل سیکرٹریٹ کی مخصوص ایکس چینج کے انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

" وزارت دفاع کے راشد صاحب سے بات کرنی ہے ۔ میں سپرنٹنڈنٹ فیاض سنٹرل انٹیلی جنس سے بول رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ راشد صاحب ۔ لیکن اس وقت تو دفتر بند ہو چکا ہے جناب ۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کی رہائش گاہ پر فون کر لیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے جواب دیا۔

" نمبر بھی بتا دو اور ساتھ ہی پتہ بھی ۔ شاید مجھے خود ذاتی طور پر ملنا پڑے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" یس سر ۔ نمبر نوٹ کر لیجئے ۔ سیون ۔ ٹرپل تھری ۔ سیون ۔ اور پتہ ہے ۔ تھرٹی ون آفیسرز کالونی" ۔۔۔ آپریٹر نے جواب دیا۔

" ان کا پورا نام کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" راشد حسین" ۔۔۔ آپریٹر نے فوراً جواب دیا۔

" یہ وہی راشد صاحب ہیں جو وزارتِ دفاع میں رابطہ افسر ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" رابطہ آفیسر ۔۔۔ جی نہیں ۔ وہ تو اسلم صاحب ہیں ۔ یہ تو فائیلنگ سیکشن کے انچارج ہیں ۔۔۔ پوری وزارت میں صرف ایک ہی راشد صاحب ہیں ۔ دوسرے تو ہیں نہیں" آپریٹر نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ۔ یہ وہی راشد صاحب ہیں جو ہوٹل گولڈن کے

مالک کے بھائی ہیں" ۔۔۔ عمران نے مزید وضاحت کے لئے پوچھا۔

" جی ہاں سر ۔۔۔ بالکل وہی ہیں سر" ۔۔۔ آپریٹر نے فوراً جواب دیا اور عمران نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" تمہارا ذہن واقعی خوب چلتا ہے" ۔۔۔ جولیا نے تعریف بھرے لہجے میں کہا۔

" عورتوں کی زبان اور مردوں کا دماغ ۔ بس یہی دو چیزیں تو چلتی ہیں دنیا میں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر دوبارہ رسیور اٹھا کر اس نے سکے ڈالے اور آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر گھما دیا۔

" یس" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" یہ راشد صاحب کی رہائش گاہ ہے" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" جی ہاں ۔ میں ان کی بیگم بول رہی ہوں ۔ آپ کون صاحب ہیں" دوسری طرف سے بیگم راشد نے پوچھا۔

" میں ان کا ایک پرانا دوست ہوں ۔ میرا نام علی عمران ہے ۔ راشد صاحب سے بات کرا دیجئے" ۔۔۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

" وہ ابھی گئے ہیں ۔ کہہ رہے تھے کہ ایک گھنٹے بعد واپسی ہو گی ۔ آپ اپنا نمبر بتا دیجئے وہ آئیں گے تو میں انہیں بتا دوں گی" ۔۔۔ بیگم راشد نے کہا۔

" میرا نمبر نہیں ہے ۔ میں ہوٹل کے کاؤنٹر سے بات کر رہا ہوں ۔ اور میں رات کو گریٹ لینڈ جا رہا ہوں ۔ بہرحال ابھی

میرے پاس کچھ وقت ہے۔ میں آجاؤں گا ملنے۔ تھینک یو" ـــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اس چھاگل کی تلاش میں کون ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جولیا سے پوچھا۔

"تنویر اور کیپٹن شکیل اسے تلاش کر رہے ہیں۔ ابھی ان کی طرف سے کوئی رپورٹ تو نہیں ملی" ـــــ جولیا نے اس بار بڑی شرافت سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اس راشد کی کوٹھی چیک کرنی چاہیئے۔ اس سے فوری ملاقات بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ جس عہدے پر وہ ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ شاگل اس سے کوئی فائل حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور ظاہر ہے یہ فائل اتنی اہم تو ہوگی کہ شاگل کو خود یہاں آنا پڑا۔ ورنہ وہ اپنے کسی ایجنٹ کو بھی بھیج سکتا تھا" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اپنی کاروں کی طرف بڑھ گئے۔

"میرا خیال ہے۔ چیف باس کو رپورٹ دے دینی چاہیئے" صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ کیونکہ عمران ایک طرف کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا تھا۔ جبکہ صفدر اور جولیا پارکنگ کی طرف چلے گئے تھے جہاں ان کی کار موجود تھی۔

"کار ٹرانسمیٹر سے بات کر لیتے ہیں" ـــــ جولیا نے کہا۔ اور پھر کار میں بیٹھتے ہی اس نے کال ملا دی۔

"ایکسٹو اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور جولیا نے اسے عمران سے ملاقات سے لے کر اب تک کی تمام رپورٹ دے دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے اسی لئے عمران کو بھیجا تھا۔ کیونکہ شاگل کی یہاں موجودگی انتہائی خطرناک ہے۔ تم نے عمران کی ہدایات پر عمل کرنا ہے اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"چیف باس عمران پر اتنا اندھا اعتماد کرتا ہے تو اسے سیکرٹ سروس میں کیوں شامل نہیں کر لیتا" ـــــ جولیا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اب کار چلاتے ہوئے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکال رہا تھا۔

"عمران ہماری طرح تنخواہ پر گزارہ کہاں کر سکتا ہے۔ سنجی نے وہ ایکسٹو سے اپنے کام کی کتنی رقم وصول کرتا ہو گا" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کار کو بائیں طرف موڑ دیا۔ کیونکہ عمران کی کار بھی اسی طرف مڑ کر آگے جا رہی تھی۔

"ہوں۔ ضرور ایسی بات ہو گی۔ ویسے بھی وہ فیاض سے لمبی رقمیں وصول کرتا رہتا ہے۔ اور ملازمت کے بعد وہ ایسا کرے تو ایکسٹو اسے کھڑے کھڑے گولی مار دے" ـــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر مسکرا دیا۔

"ویسے ایک بات ہے۔ کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کہ عمران ویسے تو بڑا با اصول بنتا ہے۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ فیاض کی رشوت اور بلیک میلنگ کی رقم وہ کیوں وصول کرتا ہے۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے" جولیا نے کہا۔

"آپ کو علم ہے کہ وہ اس رقم کا کیا کرتا ہے" ۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"کرنا کیا ہے۔ خرچ کرتا ہوگا اور کیا کرنا ہے۔ یا پھر بینک بیلنس بنا رہا ہوگا" ۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ یہ ساری رقمیں ضرورت مندوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ میں نے خود کئی واقعات دیکھے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

اور جولیا نے اس طرح سر ہلایا جیسے اسے صفدر کی بات کا یقین نہ آیا ہو۔

"میں نہیں مانتی۔ وہ اتنا کنجوس ہے کہ اگر اسے دعوت کا کہہ دو تو اس کی جان پر بن جاتی ہے۔ تم کہتے ہو کہ وہ ضرورت مندوں کو لمبی رقمیں دیتا رہتا ہے" ۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور جب جواب میں صفدر نے اسے ایسے کئی واقعات بتلائے جس میں عمران نے واقعی ضرورت مندوں کی اس طرح امداد کی تھی کہ بعض اوقات انہیں خود بھی معلوم نہ ہو سکا کہ ایسا کس نے کیا ہے تو جولیا آنکھیں پھاڑے حیرت سے صفدر کو دیکھتی رہ گئی۔

کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئیں آفیسرز کالونی میں داخل ہو گئیں اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کی کار راشد حسین کی

کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ صفدر نے بھی کار اس کے پیچھے روک دی۔ عمران نے نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن دبایا تو کوٹھی کے گیٹ کا چھوٹا حصہ کھلا اور ایک ملازم باہر آ گیا۔

"راشد صاحب آ گئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اس سے پوچھا۔

"جی نہیں۔ وہ موجود نہیں ہیں" ۔۔۔ ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہماری ان کی بیگم سے بات ہوئی ہے۔ ہم ان کا انتظار کر لیتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر" ۔۔۔ ملازم نے کہا۔ اور پھاٹک کے اندر واپس جا کر اس نے پھاٹک کھول دیا اور عمران جو اس دوران واپس کار میں بیٹھ چکا تھا۔ کار اندر لیتا گیا۔ چھوٹے سے پورچ میں اس نے کار روکی اور نیچے اتر آیا۔

اس کے پیچھے صفدر بھی کار اندر لے آیا تھا۔ اور پھر صفدر اور جولیا بھی کار سے نیچے اتر آئے۔ ملازم نے ڈرائنگ روم کھول دیا۔ اور وہ تینوں اندر صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ کیا پئیں گے" ۔۔۔ ملازم نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ تھینک یو" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ملازم سر ہلاتا ہوا باہر جانے لگا۔

"سنو۔ بیگم صاحبہ موجود ہیں" ۔۔۔ عمران نے اچانک پوچھا۔

"جی وہ ابھی چند لمحے پہلے کلب گئی ہیں" ۔۔۔ ملازم نے مڑ کر جواب دیا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ دوبارہ مڑا۔ اور ڈرائنگ روم

سے باہر چلا گیا۔
"اتنے بڑے افسر کے لحاظ سے تو یہ بنگلہ خاصا چھوٹا ہے"۔
جولیا نے کہا۔
"میرے فلیٹ سے تو بڑا ہے۔ ویسے اگر تم کہو تو میں چار کنال
میں بھی بنگلہ بنوا سکتا ہوں۔ بس سوپر فیاض کی تھوڑی سی منت کرنا پڑے
گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"تم چاہے چار کنال کا بناؤ یا آٹھ کنال کا۔ میرا کیا تعلق"۔۔۔ جولیا
نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"آٹھ کنال والا مسئلہ تو غلط ہے۔ اب ہم نے وہاں کرکٹ تو
نہیں کھیلنی۔ باقی رہا تعلق تو تعلق کے زور پر ہی تو بنگلہ بنے گا۔ ورنہ
تو میرا فلیٹ ہی کافی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور جولیا نے منہ پھیر لیا جبکہ صفدر ہنس پڑا۔
"عمران صاحب۔ یہ شاگل آخر چاہتا کیا ہوگا"۔۔۔ صفدر نے
شائد بات کا رخ بدلنے کے لئے فقرہ کہا تھا۔
"بنگلہ بنوانا چاہتا ہوگا میرا۔ ظاہر ہے بڑے کام کا بڑا معاوضہ
ملتا ہے۔ اب شاگل کی بجائے کوئی عام ایجنٹ آجاتا تو وہ تمہارا
مہا کنجوس باس ایک چھوٹا سا چیک پکڑا دیتا۔ میں نے اسے
کئی بار کہا ہے کہ اتنی کنجوسی بھی اچھی نہیں۔ اب یہ بھی کوئی تک ہے
کہ آدمی صفریں ڈالنے میں بھی کنجوسی کرے"۔۔۔ عمران نے
کہا اور صفدر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
"آپ کتنی صفریں چاہتے ہیں"۔۔۔ صفدر نے ہنستے

ہوئے پوچھا۔
"بس یہی دس بارہ صفریں۔ لیکن وہ تو تین صفروں سے آگے ہی
نہیں بڑھتا۔ اب تم خود بتاؤ۔ صفروں کی کوئی قیمت ہوتی ہے کہ
آدمی اس میں بھی کنجوسی شروع کر دے"۔۔۔ عمران نے کہا۔
اور اس بار جولیا بھی ہنس پڑی۔
"تم خالی صفریں چاہو تو میں باس سے سفارش کر دوں گی۔
لیکن شرط یہی ہے کہ کوئی ہندسہ ساتھ نہ ہوگا"۔۔۔ جولیا نے
ہنستے ہوئے کہا۔
"چلو اسے کہو کہ پندرہ بیس صفریں وہ ڈال دیا کرے اور ہندسہ
تم بھر دیا کرو۔ بے شک ایک ہندسہ ڈال دینا آخر تم بھی تو سیکنڈ
باس ہو۔ اب کم از کم اتنا اختیار تو تمہیں بھی ہونا چاہیئے کہ ایک کی
فیاضی تم بھی کر دیا کرو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
صفدر اور جولیا دونوں ہی بے اختیار ہنس پڑے۔
اسی لمحے انہیں باہر کار کے ہارن کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز
پھاٹک کے قریب سے سنائی دے رہی تھی۔ صفدر جلدی سے اٹھا
اور ڈرائنگ روم کے دروازے میں آگیا۔
"ملازم پھاٹک کھول رہا ہے"۔۔۔ صفدر نے کمنٹری کے
سے انداز میں کہا۔
"ٹھیک ہے راشد صاحب تشریف لائے ہوں گے"۔۔۔ عمران
نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور صفدر واپس آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد
ہارن رکنے اور کسی کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر تیز

تیز قدم ڈرائنگ روم کی طرف بڑھے۔ اور چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی دروازے پر کھڑا نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک نیا بریف کیس تھا۔ عمران اور صفدر اسے دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ" ـــــ آنے والے نے حیرت بھرے لہجے میں اندر قدم رکھتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے غور سے عمران، صفدر اور جولیا کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام عمران ہے۔ یہ صفدر سعید اور جولیا نافٹز واٹر ہیں۔ آپ ـــــ" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا نام راشد حسین ہے۔ لیکن آپ سے پہلے تو ملاقات نہیں ہوئی" ـــــ آنے والے نے کہا۔ اس کے لہجے سے اس بار خاصی ناگواری سی ظاہر ہو رہی تھی۔ جیسے اسے ان کے اس طرح بلا اطلاع آنا ناگوار گزرا ہو۔

"میں نے فون کیا تھا۔ آپ کی بیگم نے بتایا کہ آپ ایک گھنٹے بعد آئیں گے۔ اس لئے ہم یہاں آپ کے انتظار میں بیٹھ گئے ویسے اگر آپ کو ہمارا آنا اتنا ہی ناگوار گزرا ہے تو ہم واپس چلے جاتے ہیں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اب اتنی بھی کیا بد اخلاقی۔ بہر حال فرمائیے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں" ـــــ راشد حسین نے تکلف سے کام لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ لیکن اس کے چہرے سے اب بھی یہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ یہ اخلاق زبردستی برت رہا ہے

"آپ تشریف رکھیں" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے

میں کہا اور راشد حسین سر ہلاتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔ بریف کیس اس نے ساتھ ہی رکھ لیا تھا۔

"کتنی رقم وصول ہوئی ہے" ـــــ عمران نے اچانک کہا اور راشد حسین اس طرح اچھلا جیسے عمران نے بات کرنے کی بجائے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

"کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ رقم۔ کیسی رقم" ـــــ راشد حسین نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ لاشعوری طور پر اس کا ہاتھ بریف کیس کے ہینڈل پر جم گیا۔

"وہ رقم جو اس بریف کیس میں موجود ہے" ـــــ عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں جواب دیا۔

"آپ ہیں کون۔ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا" ـــــ اس بار راشد حسین نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"خاموشی سے بیٹھ جاؤ راشد ورنہ" ـــــ عمران نے اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ راشد حسین کا جسم نمایاں طور پر کانپ اٹھا۔

"گگ ـــــ گگ ـــــ کیا مطلب" ـــــ راشد حسین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صفدر۔ اٹھ کر دروازے میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور اگر کوئی مداخلت کرے تو بیشک گولی مار دینا" ـــــ عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا جبکہ سامنے صوفے پر بیٹھی جولیا یک لخت جھپٹی اور اس نے راشد حسین کے ہاتھ سے بریف کیس لیا اور ایک طرف جا کھڑی ہوئی۔

"مم ——— میں پولیس کو فون کرتا ہوں" ——— راشد حسین کا رنگ
اب واقعی زرد پڑ گیا تھا۔
"ضرور کرو۔ تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ وزارتِ دفاع کے
فائل سٹور آفیسر راشد حسین نے غیر ملکی ایجنٹوں کے ساتھ فائل کا
سودا کر کے ان سے بھاری رقم وصول کی ہے" ——— عمران نے
اٹھتے ہوئے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔
"نہ ——— نہ ——— نہیں۔ یہ غلط ہے" ——— راشد حسین
کے لہجے میں اب بے پناہ گھبراہٹ تھی۔ لیکن دوسرے لمحے کمرہ
اس کی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران کا زوردار تھپڑ اس کے چہرے
پر پڑا تھا۔ اور راشد حسین چیختا ہوا اچھل کر صوفے پر جا گرا۔ اس
کے گال پر عمران کی انگلیوں کے نشانات ابھر آئے تھے۔
"کون سی فائل کا سودا کیا ہے" ——— عمران نے غراتے
ہوئے کہا اور ساتھ ہی دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اس
کی کنپٹی سے لگا دیا۔
"مم ——— مم ——— میں نے" ——— راشد حسین نے کانپتے ہوئے
کچھ کہنا چاہا کہ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور راشد
حسین کی چیخ سے ایک بار پھر کمرہ گونج اٹھا۔ عمران کا دوسرا تھپڑ
شاید پہلے سے زیادہ زوردار تھا۔
"صاحب ——— صاحب کیا بات ہے" ——— اچانک کمرے
کے باہر سے اس ملازم کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔
لیکن دوسرے لمحے وہ ملازم کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا سامنے

والی دیوار سے جا ٹکرایا۔ دروازے کی سائیڈ میں کھڑے ہوئے
صفدر نے اس کے اندر داخل ہوتے ہی اس کو ضرب لگا کر
اچھال دیا تھا۔
"خبردار اگر حرکت کی۔ چپ چاپ پڑے رہو" ——— جولیا
نے غراتے ہوئے کہا۔ لیکن ملازم تیزی سے سر جھٹک کر اٹھنے
ہی لگا تھا کہ جولیا کا بریف کیس والا ہاتھ گھوما اور بریف کیس پوری
قوت سے سر اٹھاتے ہوئے ملازم کے سر پر پڑا۔ اور وہ وہیں
ڈھیر ہو گیا۔ اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔
"جولیا۔ یہ بریف کیس کھول کر دیکھو۔ رقم سے ہی اندازہ لگ
جائے گا کہ اس نے کس قسم کی فائل فروخت کی ہے" ——— عمران
نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔
"نہ ——— نہ ——— نہیں ——— نہیں" ——— صوفے پر پڑے ہوئے
راشد حسین نے عمران کی بات سنتے ہی تیزی سے اٹھنا چاہا تھا کہ
عمران کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما۔ اور راشد حسین اس بار چیخ بھی نہ سکا
اور صوفے پر گر کر ایک لمحے کے لئے پھڑ پھڑایا پھر ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی
آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔
"اوہ۔ اس میں تو بہت بھاری رقم ہے" ——— جولیا نے
بریف کیس کھولتے ہوئے کہا۔
"ہوں۔ میرے خیال میں پچاس لاکھ سے کم نہیں ہے۔ اور شاگل جس
ملک کا چیف ہے وہ اتنی بھاری رقم کسی عام فائل کے لئے نہیں
دے سکتا" ——— عمران نے ہونٹ دباتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب رقم کی موجودگی بتا رہی ہے کہ فائل شاگل کے پاس پہنچ چکی ہے۔ اس لئے اب جتنا بھی وقت گزرے گا اتنا ہی ہمارے لئے نقصان دہ ہوگا" ——— صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم درست کہہ رہے ہو" ——— عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے راشد حسین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ریوالور تو ایک طرف رکھا اور پھر جھک کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے منہ اور ناک کو مضبوطی سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی نتیجہ نکل آیا اور سانس مکمل طور پر بند ہو جانے کی وجہ سے راشد حسین کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اور عمران نے ہاتھ ہٹا لئے۔ دوسرے لمحے راشد حسین کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور ساتھ ہی اس کے منہ سے کراہ بھی نکل گئی۔

"سنو راشد حسین۔ تم نے ملک سے غداری کی ہے۔ اس لئے تمہاری سزا موت ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ تم نے کسی خاص مجبوری کی بنا پر ایسا کیا ہوگا۔ ورنہ اس سے پہلے تمہاری شکایت ہم تک ضرور پہنچتی۔ اس لئے اب آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ تفصیل سے فوراً بتا دو۔ تاکہ ہم وہ فائل ملک سے باہر جانے سے روک سکیں۔ اس صورت میں تمہارے لئے گنجائش نکل سکتی ہے۔ یہ میرا وعدہ رہا" ——— عمران نے ریوالور کی نال کا رخ راشد حسین کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"مم ——— مم۔ بتاتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں۔ واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ کاش میں بیگم کی باتوں میں نہ آجاتا" ——— راشد حسین نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔ اب اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے تھے۔

"کیا تمہاری بیگم نے تمہیں بلیک میل کیا ہے" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ وہ ہر وقت کہتی تھی کہ تنخواہ میں سے ہم کچھ بچا نہیں سکتے۔ اسے چار کنال کا ذاتی بنگلہ بنانے کی شدید خواہش تھی۔ اور میں تنخواہ میں سے چار کنال کا بنگلہ تو ایک طرف۔ چار کنال زمین بھی نہ خرید سکتا تھا۔ اوہ کاش میں نے ایسا نہ کیا ہوتا" ——— راشد حسین نے گلوگیر لہجے میں کہا۔ اور عمران نے معنی خیز نظروں سے ایک طرف کھڑی جولیا کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔ دیکھا چار کنال کے بنگلے کس طرح بنتے ہیں۔

"وقت مت ضائع کرو۔ جلدی بتاؤ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں نے انہیں ایکس تھرٹی تھری کی فوٹو کاپی دی ہے" ——— راشد حسین نے کہا۔

"ایکس تھرٹی تھری فائل۔ اس میں کیا ہے" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ فائل ہماری بحریہ میں شامل ہونے والی نئی ایٹمک آبدوز کے متعلق ہے۔ جو ہم نے حکومت شوگران سے خفیہ طور پر حاصل کی ہے۔

اس فائل میں اس آبدوز کی جنگی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ دفاعی منصوبے
میں اس کے ذمہ کی پوری تفصیل درج ہے۔ یعنی وہ کہاں موجود رہتی ہے
کہاں کہاں گشت کرتی ہے۔ اور جنگ یا ایمرجنسی کی صورت میں اس
کے ذمہ کیا کیا فرائض ہوں گے" ـــــ راشد حسین نے جلدی
جلدی بتانا شروع کر دیا۔

"تم نے اس فائل کی کاپی کسے دی ہے اور کہاں پر دی ہے" ـــــ
عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے تو رابرٹ کو یکسر انکار کر دیا تھا۔ اس نے مجھے ہوٹل
گولڈن میں بلایا تھا ایک دوست بن کر۔ لیکن پھر اس کا آدمی مجھے
ملا۔ اور اس نے مجھے اس پر آمادہ کر لیا۔ کاش میں ایسا نہ کرتا" ـــــ
راشد حسین نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہ فائل کہاں دی ہے تم نے ان لوگوں کو" ـــــ
عمران کا لہجہ بے حد کرخت ہو گیا۔

"زیرو پارک میں" ـــــ راشد حسین نے جواب دیا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"میں ابھی وہیں سے آ رہا ہوں" ـــــ راشد حسین نے جواب دیا۔

"لیکن رابرٹ سے تمہاری ملاقات کو زیادہ وقت تو نہیں گزرا
اتنی دیر میں تم نے فائل کی فوٹو کاپی کیسے حاصل کر لی" ـــــ عمران
کا لہجہ بھیڑیوں جیسا تھا۔

"وہ۔ وہ آدمی کئی دنوں سے میرے پیچھے پڑا ہوا تھا لیکن میں
انکار کرتا رہا۔ مم ـــــ مگر میں نے فوٹو کاپی بنوا لی تھی پھر رابرٹ ملا۔

میں نے بتایا کہ وہ اس آدمی کا باس ہے۔ لیکن میں نے اسے بھی
انکار کر دیا۔ لیکن پھر اس آدمی نے مجھے مجبور کر دیا۔ اس نے میری ایک
کمزوری جان لی تھی" ـــــ راشد حسین نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے تم پہلے سے اس پر راضی ہو گئے تھے۔ لیکن تم
اس کی زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کرنا چاہتے تھے۔ پہلے میں سمجھا تھا
کہ شاید تم نے کسی خاص مجبوری کی بنا پر ایسا کیا ہے۔ لیکن اب پتہ
چلا ہے کہ تم انتہائی لالچی آدمی ہو۔ اس لئے تم چھٹی کرو" ـــــ عمران
نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔
دھماکے کی آواز کے ساتھ ہی راشد حسین کے حلق سے چیخ نکلی اور
وہ صوفے پر گر کر تڑپنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ساکت ہو گیا۔

"آؤ۔ ہمیں اب فوری کارروائی کرنی ہو گی" ـــــ عمران نے ریوالور
جیب میں ڈالتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اس ملازم کا کیا کرنا ہے۔ یہ تو ہمیں پہچانتا ہے" ـــــ جولیا نے کہا۔

"پہچانتا رہے۔ ایکسٹو خود ہی سنبھال لے گا" ـــــ عمران نے
سرد لہجے میں کہا۔ اور ڈرائنگ روم سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھ
گیا۔ جولیا اور صفدر بھی اس کے پیچھے تھے۔ بریف کیس جولیا کے
پاس ہی تھا۔

شاگل ——— بڑی بے چینی کے عالم میں گھاٹ پر بنے ہوئے
ریسٹورنٹ کی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بار بار کلائی کی گھڑی پر
وقت دیکھتا۔ اور پھر سامنے رکھے ہوئے شراب کے جام کو اٹھا کر
منہ سے لگا لیتا۔ اسے یہاں آئے ہوئے آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا۔
اور اس دوران وہ مسلسل تین جام پی چکا تھا۔ اس کی نظریں بار بار
ریسٹورنٹ کے دروازے کی طرف اُٹھ جاتیں۔ ریسٹورنٹ میں
کافی آدمی تھے اور وہ سب تقریباً مختلف قومیتوں اور ملکوں سے
تعلق رکھتے تھے۔ یہ سب غیر ملکی بحری جہازوں سے متعلق تھے۔
چونکہ یہاں ایسے افراد کا زیادہ جھمگٹا رہتا تھا۔ اس لئے شاگل
نے اس ریسٹورنٹ کو منتخب کیا تھا۔ تاکہ کوئی اس پر شک نہ
کر سکے۔ اور پھر اس نے ویٹر کو چوتھے جام کا آرڈر دینے کے لئے
ہاتھ اٹھایا ہی تھا۔ کہ دروازے پر شنکر نمودار ہوا۔ اور شاگل نے
چونک کر اسے مخاطب کرنے کے لئے ہاتھ اٹھا دیا۔ شنکر بھی اس
کا اٹھا ہوا ہاتھ دیکھ کر چونکا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ اس میز کی
طرف بڑھ آیا جس پر شاگل اکیلا بیٹھا تھا۔

"کیا ہوا" ——— شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"کامیابی باس" ——— شنکر نے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے
مسکرا کر کہا۔ اور شاگل نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔

"کہاں ہے مال" ——— شاگل نے پوچھا۔

"میری جیب میں ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ ٹھیک ہے"
شنکر نے جواب دیا۔

"کوئی تعاقب۔ کوئی مسئلہ" ——— شاگل نے بے اختیار
ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے پوری طرح خیال رکھا ہے۔ جونی اس آدمی کے
پیچھے گیا ہے۔ تاکہ جب آپ کا کاشن ملے تو اس سے رقم حاصل کی
جا سکے" ——— شنکر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ" ——— شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر
جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نے میز پر رکھا اور تیز تیز قدم
اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ شنکر اس کے پیچھے تھا۔ ریسٹورنٹ
سے نکل کر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔

"تمہاری کار کہاں ہے" ——— شاگل نے پوچھا۔

"موجود ہے۔ آخری حصے میں" ——— شنکر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ وہیں چلتے ہیں۔ میں تو ٹیکسی پر آیا ہوں" ——— شاگل

نے کہا۔

"آیئے ادھر" ——— شنکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پارکنگ کے آخری حصے کی طرف بڑھ گیا۔ شاگل اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سیاہ رنگ کی ایک کار کے پاس پہنچ گئے۔ یہ کار باقی کاروں سے خاصی ہٹ کر پارک کی گئی تھی۔ شنکر نے جیب سے چابی نکال کر دروازے کا لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر وہ سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے دوسری سائیڈ کا دروازہ اندر سے کھول دیا اور دوسری سیٹ پر شاگل بیٹھ گیا۔

"لاؤ۔ مجھے دو" ——— شاگل نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا اور شنکر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تہہ شدہ چند کاغذات نکالے۔ اور شاگل کی طرف بڑھا دیئے۔ شاگل ان کاغذوں کو کھول کر ان پر نظریں دوڑانے لگا۔ اور جیسے جیسے وہ کاغذوں پر نظریں دوڑاتا جاتا اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمودار ہوتے جا رہے تھے۔

"ویری گڈ ——— یہ بالکل درست فائل ہے۔ گڈ" ——— شاگل نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا اور کاغذات کو تہہ کر کے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے" ——— شنکر نے کہا۔

"تم مجھے بستی کے قریب اتار کر واپس چلے جاؤ وہاں آدمی موجود ہے۔ میں اس کے ساتھ لانچ میں بیٹھ کر جہاز میں پہنچ جاؤں گا اور جہاز آج ہی پاکیشیا کی سرحد سے نکل جائے گا" ——— شاگل

نے کہا۔ اور شنکر نے سر ہلاتے ہوئے کار کا انجن اسٹارٹ کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک شنکر کی جیب سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ شنکر کے ساتھ ساتھ شاگل بھی یہ آوازیں سن کر چونک پڑا۔ شنکر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب میں موجود ایک چھوٹا لیکن خاصا جدید ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں اس سے نکل رہی تھیں۔ شنکر نے جلدی سے اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— جونی کالنگ اوور" ——— بٹن دبتے ہی جونی کی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"یس ——— ایس اٹنڈنگ اوور" ——— شنکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"فرم کا منیجر اپنی رہائش گاہ پر ٹھیک پہنچ گیا تھا۔ اور میں وہیں آپ کی طرف سے کال کے انتظار میں رک گیا۔ لیکن ابھی منیجر کی رہائش گاہ سے دو کاریں باہر آئی ہیں۔ وہ شاید پہلے سے اندر تھیں اور ان میں سے ایک کار میں عمران موجود تھا۔ جبکہ دوسری کار میں ایک غیر ملکی عورت اور ایک مقامی آدمی تھا اوور" ——— جونی کی آواز سنائی دی۔

"جونی۔ میں رابرٹ بول رہا ہوں۔ یہ کہاں ہیں اب اوور" ——— شاگل نے شنکر کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر جھپٹتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"میں نے ان کے تعاقب کی کوشش کی۔ لیکن میں اپنی کار کالونی سے باہر پارک کر کے گیا تھا۔ کیونکہ کار چیک ہو سکتی تھی۔ اس لئے

جب میں واپس اپنی کار تک پہنچا اور انہیں تلاش کرنے لگا۔ لیکن وہ غائب ہو چکے تھے اوور" ـــــ جونی نے جواب دیا۔

" اوہ ۔ تم فوراً وہاں سے نکل جاؤ ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا سراغ لگا لیا گیا ہے ۔ اب رقم کی پرواہ مت کرو ۔ اور منصوبے کے مطابق واپسی کا پروگرام بناؤ ۔ میں ایس کو بھی واپس بھیج رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ـــــ شاگل نے چیختے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے سیٹ پر پھینک دیا۔

" عمران راشد حسین تک پہنچ گیا ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے اس فائل کے ہم تک پہنچنے کا یقیناً علم ہو گیا ہو گا ۔ اور اب مجھے فوری طور پر یہاں سے نکلنا چاہیئے ۔ وہ اب پاگل کتوں کی طرح ہر طرف دوڑ پڑیں گے" ـــــ شاگل نے بڑے بے چین لہجے میں کہا۔

" لیکن باس ۔ اسے معلوم کیسے ہوا" ـــــ شنکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ شیطان ہے شیطان ۔ اس کی ہزار آنکھیں ہیں ۔ اوہ بس تھوڑا سا فرق پڑ گیا ہے ۔ ورنہ شاید یہ فائل بھی ہمیں کبھی نہ ملتی جلدی کرو کار چلاؤ اور مجھے لانچ تک لے چلو ۔ بلکہ ٹھہرو ۔ مجھے گھاٹ پر اتار دو ۔ میں پیدل چلا جاؤں گا ۔ ہو سکتا ہے وہ کار کو بستی کی طرف جاتے دیکھ کر چونک پڑیں ۔ جلدی کرو" ـــــ شاگل نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا ۔ اور شنکر اس کی یہ حالت دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی ۔

" باس ۔ آخر اس میں اتنے گھبرانے کی کیا ضرورت ہے ۔ وہ انسان ہیں کوئی جن تو نہیں ۔ کہ فوراً ہی ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے" شنکر نے کار پارکنگ سے باہر نکالتے ہوئے کہا۔

" تم ابھی اسے پوری طرح نہیں جانتے شنکر ۔ تم ابھی نئے شامل ہوئے ہو سیکرٹ سروس میں ۔ اس لئے تو میں تمہیں ساتھ لے آیا تھا ۔ تاکہ تمہیں وہ لوگ پہچان نہ سکیں ۔ تم مجھے چھوڑ کر جس قدر جلد ہو سکے واپس آنے کی کرنا" ـــــ شاگل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور شنکر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کار پارکنگ سے نکل کر تیزی سے گھاٹ کی طرف بڑھتی گئی ۔ گھاٹ پر لوگوں کا خاصا بڑا ہجوم تھا ۔ اور پھر شاگل کے اشارے پر شنکر نے کار روکی اور شاگل بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اترا ۔ اور تیزی سے چلتا ہوا ہجوم میں شامل ہو گیا ۔ چند لمحوں تک وہ ہجوم میں شامل ہو کر ادھر ادھر گھومتا رہا ۔ اس کی تیز نظریں لوگوں کا جائزہ لے رہی تھیں ۔ شنکر کار موڑ کر واپس جا چکا تھا ۔ جب شاگل کو قدرے اطمینان ہو گیا کہ اسے چیک نہیں کیا جا رہا ۔ تو وہ ہجوم سے نکلا اور اس طرف بڑھ گیا جہاں ایک مخصوص لانچ ہر وقت اس کے انتظار میں موجود رہتی تھی ۔

عمران آندھی اور طوفان کی طرح راشد حسین کی کوٹھی
سے نکلا اور انتہائی تیز رفتاری سے آفیسرز کالونی کے بیرونی
گیٹ کی طرف کار بڑھائے لئے گیا۔ اس کے ذہن میں بھونچال
سا آیا ہوا تھا۔ کیونکہ جس فائل کے متعلق راشد حسین نے بتایا تھا
وہ فائل اس قدر اہم تھی کہ عمران سوچ رہا تھا کہ اگر یہ فائل شاگل
لے کر نکل گیا تو پاکیشیا کا تمام تر بحری دفاعی نظام شدید خطرے
میں پڑ جائے گا۔ اور اُسے اس بات پر بھی غصہ تھا۔ کہ اس قدر
اہم دفاعی فائل وزارتِ دفاع نے اپنے سٹور میں کیوں رکھی
ہوئی تھی۔ حالانکہ یہ قانون بن چکا تھا کہ انتہائی اہمیت کی فائل
متعلقہ وزارتوں کی تحویل میں رہنے کی بجائے ایکسٹو کی تحویل
میں رہتی تھیں۔ وہ اب فوری طور پر زیرو پارک پہنچنا چاہتا تھا۔
کیونکہ آئندہ کلیو اگر مل سکے تو وہیں سے ہی مل سکتا تھا۔ ظاہر

ہے صفدر، اور جولیا کی کار اس کے تعاقب میں تھی۔ ابھی عمران کی کار
آفیسرز کالونی کے مین گیٹ سے نکلی ہی تھی کہ کار میں موجود ٹرانسمیٹر کا
بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور عمران نے کار کی رفتار آہستہ کرتے
ہوئے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"یس اوور" ـــــ عمران نے بغیر اپنا نام لئے ہوئے کہا۔

"عمران، میں جولیا بول رہی ہوں۔ میرا اور صفدر کا خیال ہے کہ ایک
آدمی راشد حسین کی کوٹھی کے باہر موجود تھا۔ جس نے ہمیں چیک کیا
اور بھاگتا ہوا سائیڈ گلی میں چلا گیا۔ پہلے تو میں نے اس کا خیال نہ کیا۔
لیکن ابھی وہ آدمی کالونی گیٹ سے ذرا پہلے ایک سائیڈ گلی کراس
کرتا ہوا نظر آیا ہے۔ اس کا انداز یوں لگتا ہے جیسے گلیوں میں پیدل
دوڑتا ہوا ہمارا تعاقب کر رہا ہو اوور" ـــــ جولیا نے تیز تیز
لہجے میں کہا۔

"اوہ، ایسا بھی ممکن ہے۔ تم ایسا کرو کہ فوراً بائیں ہاتھ کی طرف موجود
ذخیرے میں کار چھپا لو۔ میں دائیں طرف کی سائیڈ روڈ پر گھوم کر چکر
کاٹتا ہوا زیرو پارک کی طرف جاؤں گا۔ اگر یہ شخص دوبارہ نظر آئے تو
مجھے کال کر لینا اوور" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ شدید
غصے کی وجہ سے اس کا ذہن ہی اس طرف مڑ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔
اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور پھر کار کی رفتار بڑھا
کر اس نے کار کو دائیں ہاتھ جانے والے ایک تنگ سے راستے
پر موڑ دیا۔ اس کا پروگرام تو فوراً زیرو پارک جانے کا تھا۔ لیکن پھر

اسے خیال آیا کہ زیرو پارک میں تو کلیو تلاش کرنے میں خاصا وقت لگ جائے گا۔ اگر یہ آدمی واقعی راشد حسین کے پیچھے آیا ہے تو اس کا تعلق شاگل سے ہو گا۔ اور اگر یہ آدمی ہاتھ آجائے تو پھر شاگل تک بڑی آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے کار کو ذرا سا آگے بڑھایا اور پھر اسے سائیڈ میں موجود درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف لے جاتا چلا گیا۔

اس نے کار کو واپس مین روڈ کی طرف موڑ کر روک دیا۔ اور جولیا کی کال کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر تذبذب کے آثار تھے۔ کیونکہ اس کا ذہن اس بات کو تسلیم نہ کر رہا تھا کہ جب شاگل نے رقم دے دی اور فائل حاصل کر لی تو پھر راشد حسین کی نگرانی کرنے کا کوئی مقصد باقی نہ رہ جاتا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اسے خیال آگیا کہ کافرستان بنیا ٹائپ لوگوں کا ملک ہے۔ یعنی انتہائی کنجوس لوگوں کا۔ ہو سکتا ہے شاگل نے بھاری رقم دے کر فائل کی کاپی تو حاصل کر لی ہو۔ لیکن اس کے بعد اس کا یہ پروگرام بھی ہو کہ راشد حسین کا خاتمہ کر کے رقم بھی واپس حاصل کر لی جائے۔ اس طرح ایک پنتھ دو کاج والا کام ہو جائے گا۔ ابھی عمران یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ٹرانسمیٹر کا بلب ایک بار پھر جلنے بجھنے لگا۔

"یس ۔۔۔ عمران سپیکنگ اوور"۔۔۔ عمران نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب ۔۔۔ وہ آدمی ہمارے تعاقب میں تھا۔ اس کی کار مین گیٹ سے باہر موجود تھی وہ دوڑتا ہوا باہر آیا۔ اور پھر کار میں بیٹھ کر اسی طرف گیا ہے۔ جدھر آپ کی کار گئی ہے۔ ہم اس کے پیچھے ہیں اوور"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اس کا حلیہ، لباس اور کار کا رنگ، ماڈل وغیرہ اوور"۔۔۔ عمران نے پوچھا اور جواب میں صفدر نے ساری تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں دائیں ہاتھ والی سائیڈ روڈ پر موجود ہوں جب اس کی کار یہاں سے گزر جائے تو مجھے کال کر دینا۔ یہ آدمی یقیناً شاگل کا آدمی ہے اوور"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو اسے روک لیا جائے اوور"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ یہ لازماً کسی کو کال کرے گا یا کسی کو رپورٹ دے گا۔ اس طرح ہم آگے بڑھ سکتے ہیں اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اسی لمحے اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے جلدی سے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈالا اور ایک بٹن آن کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کی فریکونسی ناب گھما کر اسے زیرو پر کر دیا۔

اب یہ ٹرانسمیٹر جنرل فریکونسی کا ہو گیا تھا۔ اور کم از کم دو کلومیٹر کی رینج میں ہونے والی تمام ٹرانسمیٹر کالیں وہ کیچ کر سکتا تھا۔

ابھی عمران کو جنرل فریکونسی اوپن کئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک ٹرانسمیٹر کا بلب جل اٹھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک

بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو —— جونی کالنگ اوور" —— بولنے والے کے لہجے میں تیزی کے ساتھ ساتھ عجیب سا جوش تھا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی عمران بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ عمران نہ صرف آواز پہچان گیا تھا بلکہ اب وہ اس آدمی کو بھی پہچان گیا تھا۔ اس کا نام واقعی جونی تھا۔ اور یہ شاگل کے ساتھیوں میں سے تھا۔ اور کافرستان میں ایک مشن کے دوران عمران کا اس سے سابقہ پڑ چکا تھا۔ اور یہ کال سنتے ہی عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ کیونکہ عمران کا آئیڈیا درست نکلا تھا۔ اسے اچانک خیال آیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ تعاقب کرنے والا انہیں نہ پا کر کسی کو ٹرانسمیٹر کال کرے اس لئے اس نے جنرل فریکونسی اوپن کی تھی۔

"یس —— ایس اٹنڈنگ اوور" —— دوسری طرف سے ایک اجنبی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ شائد شاگل دوسری طرف سے کال اٹنڈ کرے گا۔ اور گو کہ شاگل کا نام بھی ایس سے شروع ہوتا تھا لیکن دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اور آواز قطعاً اجنبی تھی۔

"فرم کا منیجر اپنی رہائش گاہ پر ٹھیک پہنچ گیا ہے اور میں وہیں آپ کی طرف سے کال کے انتظار میں رک گیا۔ لیکن ابھی منیجر کی رہائش گاہ سے دو کاریں باہر آئی ہیں۔ وہ شائد پہلے سے اندر تھیں۔ اور ان میں سے ایک کار میں عمران موجود تھا۔ جبکہ دوسری کار میں ایک غیر ملکی عورت اور ایک مقامی آدمی تھا اوور" —— جونی

نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

گو اس نے اپنی طرف سے کوڈ میں بات کی تھی لیکن اس کا کوڈ ہی اس قدر واضح تھا کہ عمران کو اس بچگانہ کوڈ پر بے اختیار ہنسی آ گئی۔

"جونی۔ میں رابرٹ بول رہا ہوں۔ یہ کہاں ہیں اب اوور" —— اچانک شاگل کی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔ اور عمران یہ آواز سنتے ہی بُری طرح اچھل پڑا۔

"میں نے ان کے تعاقب کی کوشش کی لیکن میں اپنی کار کالونی سے باہر پارک کر کے گیا تھا۔ کیونکہ کار چیک ہو سکتی تھی۔ اس لئے جب میں واپس اپنی کار تک پہنچا اور انہیں تلاش کرنے لگا لیکن وہ غائب ہو چکے تھے اوور" —— جونی کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ تم فوراً وہاں سے نکل جاؤ۔ اس کا مطلب ہے۔ ہمارا سراغ لگا لیا گیا ہے۔ اب رقم کی پرواہ مت کرو اور منصوبے کے مطابق واپسی کا پروگرام بناؤ۔ میں ایس کو بھی واپس بھیج رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" —— شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بلب بجھ گیا۔ عمران نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر وہ بٹن آف کیا۔ جس کی مدد سے اس نے جنرل فریکونسی اوپن کی تھی۔ اور پھر جلدی سے ٹرانسمیٹر کی وہ فریکونسی سیٹ کرنے لگا۔ جو جولیا کی کار کے ٹرانسمیٹر کی تھی۔ ابھی اس نے فریکونسی سیٹ کی تھی کہ بلب ایک بار پھر جل اٹھا۔

"یس —— اوور" —— عمران نے تیز لہجے میں ٹرانسمیٹر آن

کرتے ہوئے کہا۔

" صفدر بول رہا ہوں ـــــ وہ اب سائیڈ روڈ کو اس کرنے والا ہے۔ وہ راستے میں رک گیا تھا۔ اس لئے میں کال نہ کر سکا اوور" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

" صفدر ـــــ اسے فوراً روک کر قابو کر و۔ اور پھر اسے ادھر میری طرف لے آؤ۔ اب یہ ضروری ہو گیا ہے۔ جلدی۔ فوراً۔ اوور اینڈ آل "ـــــ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا۔

اسے اب کم از کم اتنا اطمینان ہو گیا تھا کہ شاگل ابھی دارالحکومت میں ہی ہے۔ اور اب اسے فائل کی واپسی کی امید لگ گئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دور سے جولیا کی کار آتی ہوئی دیکھی۔ اور عمران نے آگے بڑھ کر ہاتھ کا اشارہ کیا اور جولیا کی کار عمران کی طرف ہی مڑ آئی۔ عمران نے انہیں یہاں اس لئے بلوایا تھا کہ یہ جگہ مین روڈ کی نسبت پوچھ گچھ کے لئے زیادہ مناسب تھی اور ٹریفک نام کو بھی نہ تھی۔

جولیا کی کار اس کی کار کے قریب آ کر رکی اور پھر جولیا اور صفدر نیچے اتر آئے۔ صفدر نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر ایک نوجوان کو باہر گھسیٹ لیا۔ وہ بے ہوش تھا۔ اور اس کے سر پر ابھرا ہوا گومڑ بتا رہا تھا کہ اسے سر پر ضرب لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے۔ یہ میک اپ میں تھا۔ کیونکہ یہ جونی کی اصل شکل نہ تھی اور عمران کی تیز نظروں نے میک اپ بھی چیک کر لیا تھا۔

" اسے اٹھا کر ادھر جھنڈ میں لے آؤ۔ اور جولیا۔ تم یہاں رک کر خیال رکھو۔ کوئی مداخلت نہ ہو "ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور درختوں کے جھنڈ کے اندر گھستا چلا گیا۔ صفدر جونی کو اٹھائے اس کے پیچھے تھا۔ ایک خالی جگہ پر عمران نے اسے لٹانے کا اشارہ کیا۔ اور پھر اس نے جلدی سے اپنی بیلٹ کھولی اور جونی کو اٹھا کر اس کی کلائیاں پشت پر کر کے بیلٹ سے باندھ دیں۔ صفدر نے بھی اپنی بیلٹ کھولی اور اس کی دونوں پنڈلیاں اکٹھی کر کے باندھ دیں۔ اور عمران نے اسے سیدھا کر کے اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے دبا دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ آدمی ہوش میں آ گیا۔ عمران اب اس آدمی کے ساتھ ہی اکڑوں بیٹھ گیا تھا۔ اس آدمی کی آنکھیں کھلتے ہی جیسے ہی اس کی نظریں عمران کے چہرے پر پڑیں وہ بری طرح چونک پڑا۔

" جونی۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ اس لئے اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو فوراً بتا دو کہ شاگل کو تم نے کال کہاں کی تھی "ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" شاگل ـــــ کال ـــــ کیا مطلب۔ تم کون ہو "ـــــ جونی نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ پھر ایسے ہی سہی "ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے کان کی لو چٹکی میں پکڑی اور پھر اسے مخصوص انداز میں مروڑنے لگا۔ دوسرے لمحے جونی کے حلق سے اس قدر تیز اور بھیانک چیخ نکلی جیسے اسے ہزاروں کند چھریوں سے ذبح کیا جا رہا ہو۔

اسی لمحے جولیا بھی دوڑتی ہوئی ان کی طرف آئی۔
"کیا ہوا۔۔۔ کیا ہوا" ۔۔۔ جولیا نے بڑے متوحش لہجے میں کہا۔
"کچھ نہیں۔ ذرا جونی صاحب کے کان کی مالش کر رہا ہوں۔ مجھے ان کی کمزوری کا بہت پہلے سے علم ہے۔ بچپن میں ان کے استاد انہیں اس طرح کان سے پکڑ کر جوتے مارتے تھے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے چٹکی کو ایک بار پھر مخصوص انداز میں مروڑ دیا۔ اور اس بار جونی کے حلق سے پہلے سے زیادہ تیز اور خوفناک چیخ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔ عمران اپنی حرکت مسلسل دوہراتا رہا اور جونی کے حلق سے اب مسلسل چیخیں نکلنے لگیں۔ اس کا پورا جسم بری طرح پھڑک رہا تھا۔ اور چہرہ اس قدر مسخ ہو گیا تھا کہ پہچانا نہ جا رہا تھا۔ اس کے جسم سے پسینہ پانی کی طرح بہنے لگا تھا۔
"بب۔۔۔ بب۔۔۔ بتاتا ہوں۔ مجھے چھوڑ دو" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی جونی نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"بتا شاگل کہاں ہے" ۔۔۔ عمران نے اس کا کان چھوڑے بغیر پوچھا۔
"مجھے نہیں معلوم۔ میں نے تو شنکر کو کال کی تھی۔ اور باس رابرٹ بول پڑا تھا" ۔۔۔ جونی نے پہلے کی طرح گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"میں شاگل کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ"

عمران نے پھر اسی طرح کان کی لو کو مخصوص انداز میں موڑا۔ اور اس بار جونی کے حلق سے اس قدر خوفناک چیخ نکلی کہ جولیا اور صفدر بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ گئے۔
"مجھے نہیں معلوم۔ شنکر کو معلوم ہوگا۔ مجھے نہیں معلوم۔ مجھے نہیں معلوم" ۔۔۔ جونی نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرایا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز ڈوب گئی۔ وہ تکلیف کی بے پناہ شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے اس کا کان چھوڑ کر دوبارہ اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ اور چند لمحوں بعد جونی پھر ہوش میں آ گیا۔
"سنو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں۔ کہ سب کچھ سچ سچ بتا دو" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے نہیں معلوم۔ شنکر کو معلوم ہے" ۔۔۔ جونی نے بری طرح کراہتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔ اور اس کے اس طرح بولنے سے عمران کو بھی یقین آ گیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔
"اچھا۔ وہ فریکونسی بتاؤ۔ جس پر تم نے ابھی شنکر کو کال کیا تھا" عمران نے کہا۔ اور جواب میں جونی نے فریکونسی بتا دی۔ اور عمران کا ہاتھ گھوما۔ اور جونی کی کنپٹی پر اس کی انگلی کا ہک پوری قوت سے پڑا۔ اور جونی ایک بار پھر ہوش کی وادی سے نکل کر بے ہوشی کی دلدل میں دھنستا چلا گیا۔
عمران تیزی سے اٹھا اور دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

کار میں بیٹھ کر اس نے بجلی کی سی تیزی سے کار کے ٹرانسمیٹر پر وہی فریکونسی سیٹ کی، جو جونی نے بتائی تھی۔ اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"جونی کالنگ اوور" ــــــ عمران نے جونی کی آواز اور لہجہ بناتے ہوئے بار بار دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ــــ ایس اٹنڈنگ اوور" ــــــ چند لمحوں بعد وہی اجنبی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔ اور عمران سمجھ گیا کہ یہی شنکر ہے۔ کیونکہ ایس شنکر کے لفظ کا بھی پہلا حرف بنتا تھا اور شاگل کا بھی۔ لیکن شاگل کی آواز وہ پہچانتا تھا۔

"باس۔ میں نے عمران کو تلاش بھی کر لیا ہے اور اسے بیہوش بھی کر دیا ہے۔ لیکن میں خود بھی شدید زخمی ہو گیا ہوں مجھ سے کار ڈرائیو نہیں ہو سکتی۔ آپ فوراً آجائیں باس اوور" ــــــ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی ہلکی کراہیں بھی شامل تھیں وہ دراصل اس طرح شنکر کو اپنے زخمی ہونے کا تاثر دینا چاہتا تھا۔

"اوہ۔ کہاں سے بول رہے ہو۔ جلدی بتاؤ اوور" ــــــ عمران کی توقع کے عین مطابق دوسری طرف سے شنکر نے چیخ کر جوش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ میں ایک بائی روڈ پر مڑا تو مجھے عمران کی کار نظر آگئی۔ اور پھر شدید جدوجہد کے بعد میں اسے روکنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن عمران نے مجھ پر حملہ کر دیا اور شاید وہ مجھے مار گراتا کہ اتفاق سے اس کا پیر پھسل گیا۔ اور میں اسے مار لینے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن میری

دونوں ٹانگیں زخمی ہیں اور میں کار ڈرائیو نہیں کر سکتا۔ میں اس وقت آفیسرز کالونی سے مشرق کی طرف پہلے سائیڈ روڈ پر موجود ہوں۔ یہاں ٹریفک بالکل نہیں ہے اوور" ــــــ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ وہیں رکو۔ میں خود آ رہا ہوں۔ خیال رکھنا۔ عمران کو میرے آنے تک ہوش میں نہ آنے دینا۔ باس شاگل اس سے انتہائی خوفزدہ رہتا ہے۔ اب اس کا خاتمہ کر کے میں اسے بتاؤں گا کہ ہم میں کتنی صلاحیتیں ہیں اوور" ــــــ شنکر نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"باس شاگل بھی تو ظاہر ہے آپ کے ساتھ ہیں پھر اوور" ــــــ عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"جب تمہاری پہلی کال آئی تھی۔ اس وقت تو تھے۔ لیکن اب نہیں ہیں۔ وہ مال لے کر فوراً نکل گئے ہیں۔ اور اب تک تو ان کا بحری جہاز پاکیشیا کی حدود سے نکل کر بین الاقوامی حدود میں پہنچ چکا ہو گا۔ اور اب ان کا مخصوص ہیلی کاپٹر انہیں آسانی سے واپس لے جائے گا۔ ورنہ شاید وہ اب تک واپس ہیڈ کوارٹر پہنچ بھی چکے ہیں۔ میرا انتظار کرو۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ــــــ دوسری طرف سے شنکر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بلب بجھ گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن اس کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔ شنکر کی بات سن کر اسے معلوم ہو گیا تھا کہ مال پاکیشیا سے نکل کر کافرستان پہنچ چکی ہے۔ عمران کے نقطہ نظر سے یہ انتہائی خطرناک بات تھی۔ اس نے کار سے باہر

نکلنے کی بجائے کار سٹارٹ کی اور اسے گھما کر تیزی سے اس
طرف لے جانے لگا جہاں جونی کے ساتھ صفدر اور جولیا کھڑے
ہوئے تھے۔

"جولیا ـــــ اس کا باس شنکر کار میں آ رہا ہے۔ اس سے مجھے
انتہائی اہم اطلاع ملی ہے۔ اس لئے میں جا رہا ہوں۔ تم اس شنکر
کو بھی کور کر لینا۔ اور پھر ان دونوں کو دانش منزل پہنچا کر چیف کو رپورٹ
دے دینا" ـــــ عمران نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے
تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی جواب دیتا
عمران نے زوردار جھٹکے سے کار موڑی اور دوسرے لمحے اس کی
کار ہوا سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے سڑک کی طرف دوڑتی چلی گئی۔
اس نے آفیسرز کالونی والی سڑک کی طرف جانے کی بجائے مخالف
راستہ اختیار کیا۔ اور پھر وہ انتہائی تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا سر
سلطان کی رہائش گاہ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر
ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو کی فریکونسی سیٹ کی اور بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ عمران کالنگ اوور" ـــــ عمران نے تیز
لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

"ایکسٹو اوور" ـــــ چند لمحوں بعد بلیک زیرو کی آواز
سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب ـــــ شاگی وزارت دفاع سے
انتہائی اہم ترین فائل لے کر پاکیشیا سے نکل جانے میں کامیاب
ہو گیا ہے۔ اس کے دو آدمی البتہ قابو میں آ گئے ہیں۔ میں

نے جولیا کو ہدایت کر دی ہے۔ وہ انہیں دانش منزل پہنچا دے
گی۔ میں اس فائل کے سلسلے میں چند وضاحتوں کے لئے سر
سلطان کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ ٹیم کو کافرستان میں ہنگامی
مشن کے لئے سگنل دے دیں۔ بعد میں تفصیلی بات ہو گی اوور
اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس نے
جان بوجھ کر اس طرح بات کی تھی کہ اگر ٹرانسمیٹر کال کیچ ہو جائے
تو یہی سمجھا جائے کہ عمران ایکسٹو کو رپورٹ دے رہا ہے۔ کیونکہ
اسے خطرہ تھا کہ جولیا کی کار میں وہی فریکونسی نہ ایڈجسٹ ہو۔ اس
طرح کال وہاں بھی رسیو ہو سکتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار مختلف سڑکوں پر گھومتی ہوئی سر
سلطان کی رہائش گاہ کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ گیٹ پر موجود حفاظتی
پولیس گارڈ چونکہ اسے اچھی طرح پہچانتی تھی۔ اس لئے اس نے فوراً
ہی پھاٹک کھول دیا۔ اور عمران نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے
اتر کر دوڑتا ہوا عمارت میں داخل ہو گیا۔

اسی لمحے گیلری کا دروازہ کھول کر ملازم باہر نکلا۔ وہ حیرت
سے عمران کو اس طرح دوڑتے ہوئے اندر آتا دیکھنے لگا۔

"سر سلطان کہاں ہیں" ـــــ عمران نے انتہائی تیز
لہجے میں پوچھا۔

"اپنے کمرے میں ہیں۔ میں انہیں اطلاع کر دوں" ـــــ ملازم
نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران
اسے ایک طرف دھکیلتا ہوا تیزی سے گیلری میں داخل ہوا۔ اور

وہ خود سر سلطان کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ
اندر سے بند نہ تھا۔ اس لئے عمران نے ایک جھٹکے سے
دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس نے اجازت لینے یا دستک
دینے کا بھی تکلف نہ کیا تھا۔

سر سلطان اپنی میز کے پیچھے رکھی ہوئی مخصوص کرسی پر
بیٹھے کسی فائل کے مطالعے میں مصروف تھے۔ اس طرح دروازہ کھلنے
کی آواز سن کر وہ بُری طرح چونکے۔ اور پھر عمران کو اس طرح اندر
داخل ہوتے دیکھ کر ان کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر
آئے۔

"خیریت۔ عمران بیٹے" ـــــ سر سلطان نے بوکھلائے
ہوئے انداز میں پوچھا۔

"خیریت بالکل نہیں سر۔ بلکہ خیریت غائب سمجھ لیجئے۔ آپ
فوراً مجھے معلوم کر کے بتائیے کہ شوگران نے ہمیں جو ایٹمک اسلحے
سے لیس آبدوز دی ہوئی ہے۔ وہ اس وقت کہاں موجود ہے۔
اور کس پوزیشن میں ہے" ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایٹمی آبدوز ـــــ کیا مطلب ـــــ میں تمہاری بات نہیں
سمجھا" ـــــ سر سلطان ایٹمی آبدوز کی بات سن کر اور زیادہ
بوکھلا گئے۔ اور مجبوراً عمران کو مختصر لفظوں میں شاگل کی یہاں آمد
سے لے کر راشد حسین سے فائل کی کاپی حاصل کرنے اور ملک
سے نکل جانے کی تفصیل بتانی پڑی۔ اور جیسے جیسے عمران بتاتا جا

رہا تھا سر سلطان کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں۔

"اوہ۔ تو یہ فائل دانش منزل میں جمع نہیں کرائی گئی تھی" ـــــ
سر سلطان نے پوچھا۔

"اگر کرائی گئی ہوتی تو شاگل اتنی آسانی سے اسے کیسے حاصل
کر لیتا۔ یہ تو اتفاق سے جولیا نے اسے پہچان لیا اور بات صاف
ہو گئی ورنہ تو ہمیں علم ہی نہ ہوتا۔ اور شاگل واردات کر کے نکل جاتا"
عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس فائل کے نکل جانے پر تمہیں یہ فائل واپس حاصل
کرنی چاہیئے۔ آبدوز کی لوکیشن پوچھنے کا اس سے کیا تعلق" ـــــ سر
سلطان نے ایک اور نقطے پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بہت گہری سازش ہے سر۔ اگر مسئلہ صرف فائل تک محدود
ہوتا۔ تو یہ کام کوئی بھی ایجنٹ کر سکتا تھا۔ میرا آئیڈیا ہے کہ وہ اس
فائل سے صرف اس آبدوز کی جنگی صلاحیتیں معلوم کرنا چاہتے ہیں تاکہ
اس کے مطابق وہ اپنے اہم ترین مشن کو ایڈجسٹ کر سکیں۔ مجھے یقین
ہے کہ وہ اس ایٹمی آبدوز کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ یا کم از کم اسے
طویل عرصے کے لئے بے کار کرنے والے ہیں۔ کیونکہ یہ آبدوز
شوگران نے ہمیں دی ہے۔ اور اب شوگران کے صدر اہم ترین
دفاعی معاہدہ کرنے پاکیشیا آ رہے ہیں۔ ان حالات میں اگر ان کی
دی ہوئی آبدوز تباہ کر دی جاتی ہے یا اسے بے کار کر دیا جاتا ہے۔
اور اس کی خبریں عالمی پریس میں دے دی جاتی ہیں تو یقیناً حکومت
شوگران کو پاکیشیا کی کمزور حفاظتی صلاحیتوں کا علم ہو جائے گا۔

اور پھر وہ کسی بھی صورت میں انتہائی اعلیٰ اور خفیہ ٹیکنالوجی کا حامل دفاعی اسلحہ ہمیں دینے کا معاہدہ قطعاً نہیں کریں گے۔ کیونکہ میری معلومات کے مطابق حکومت شوگران ہونے والے معاہدے کے تحت ایسا دفاعی اسلحہ حکومت پاکیشیا کے حوالے کرنے والی ہے۔ جو انتہائی اہم ترین اور خفیہ ٹیکنالوجی ہے۔ اور جسے وہ کسی بھی قیمت پر ایکریمیا اور روسیاہ کو روشناس نہیں ہونے دینا چاہتے۔ کیونکہ اس طرح شوگران کا اپنا دفاع بھی خطرے میں پڑ سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران کو پوری تقریر کرنا پڑی تاکہ سر سلطان کو حالات کی سنگینی کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی مجھے اس بات کا خیال بھی نہ آیا تھا۔ اوہ واقعی تمہارا ذہن انتہائی گہرائی میں سوچتا ہے"۔۔۔۔ سر سلطان عمران کی بات سن کر بُری طرح بوکھلا گئے۔ اور انہوں نے جلدی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ وزارت دفاع کے سیکرٹری سے بات کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ ان سے عمران کی مطلوبہ معلومات حاصل کر سکیں۔ لیکن سیکرٹری دفاع موجود نہ تھے۔ اور نہ صرف موجود نہ تھے بلکہ وہ نجی چھٹی پر تھے۔ اور اپنی زمینوں پر گئے ہوئے تھے۔

سر سلطان نے بحریہ کے ایڈمرل سے بات کی۔ لیکن بحریہ کے ایڈمرل نے انہیں بغیر سیکرٹری کی اجازت کے معلومات دینے سے انکار کر دیا۔

"اوہ۔ مجھے صدر مملکت سے بات کرنا پڑے گی"۔۔۔۔ سر سلطان نے انتہائی غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن صدر مملکت تو غیر ملکی دورے پر ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور سر سلطان نے چونک کر ڈائل کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ کھینچ لیا۔ ان کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار ابھر آئے۔ ایسی پریشانی جس میں بے بسی بھی شامل تھی۔

"اوہ اوہ۔ واقعی مجھے خیال نہ آیا تھا۔ لیکن اب کیا کیا جائے"۔۔۔۔ سر سلطان نے انتہائی بے بس سے لہجے میں کہا۔

"آپ ایڈمرل صاحب کا نمبر دوبارہ ملائیے اور رسیور مجھے دے دیجئے۔ اب ایکسٹو اس سے بات کرے گا"۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

اور سر سلطان نے چونک کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور پھر تیزی سے نمبر گھمانے لگے۔ اور دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنتے ہی انہوں نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"پی اے ٹو ایڈمرل"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔۔۔۔ ایڈمرل سے بات کراؤ"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ ہولڈ آن کریں سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ایڈمرل شیرازی اٹنڈنگ"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایڈمرل کی بھاری اور باوقار آواز رسیور پر سنائی دی۔

"ایکسٹو سپیکنگ"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"یس سر" ـــــ ایڈمرل شیرازی نے اس بار قدرے نرم
اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان نے ابھی مجھے رپورٹ
دی ہے کہ آپ نے انہیں ایٹمی آبدوز کے بارے میں تفصیلات
دینے سے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ میں نے انہیں یہ ہدایات حاصل
کرنے کی ہدایت کی تھی۔ کیا یہ ضروری ہے کہ میں براہِ راست بات
کروں" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔
"اوہ سر۔ دراصل ضابطے کے مطابق میں سرکاری طور پر ایسی
معلومات وزارت دفاع کے سیکرٹری صاحب کے علاوہ کسی کو
براہِ راست مہیا نہیں کر سکتا سر۔ اس لئے مجبوری تھی۔ ویسے جناب
سر سلطان صاحب نے آپ کا حوالہ نہ دیا تھا۔ کیونکہ آپ کے
معاملے میں تو سرکاری ضابطے خود بخود معطل ہو جاتے ہیں سر۔
آئی۔ ایم۔ سوری سر" ـــــ ایڈمرل نے انتہائی معذرت خوا
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو سر سلطان صاحب نے آپ کو میرا حوالہ نہ دیا تھا" ـــــ
عمران نے سامنے بیٹھے ہوئے سر سلطان کو آنکھ مارتے ہوئے کہا
"نہیں سر۔ ورنہ سر کیا مجال تھی کہ میں انکار کر سکتا سر" ـــــ
ایڈمرل نے جواب دیا۔
"اوکے ـــــ آپ کی معذرت قبول کر لیتا ہوں۔ ورنہ آپ کو
معلوم ہے کہ میں ایسے معاملات میں معذرتیں قبول کرنے کا عادی
نہیں ہوں اور آپ کو اس انکار کی انتہائی سخت سزا دی جا سکتی

تھی" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ میں جانتا ہوں سر۔ تھینک یو سر" ـــــ ایڈمرل
کی آواز میں لرزش اب پوری طرح نمایاں ہو گئی تھی۔
"ہماری بحریہ کے پاس کتنی ایٹمی آبدوزیں ہیں" ـــــ عمران نے
اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔
"صرف دو ہیں سر۔ ان میں سے ایک تو ایکریمیا سے حاصل کی
گئی ہے اور دوسری شوگران سے سر" ـــــ ایڈمرل نے فوراً
ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔
"ایکس تھرٹی تھری شوگران والی آبدوز کا کوڈ نمبر ہے" ـــــ عمران
نے کہا۔
"اوہ۔ یس سر۔ بالکل سر۔ لیکن سر یہ کوڈ تو انتہائی خفیہ ہے۔
پھر آپ کو" ـــــ ایڈمرل حیرت اور بوکھلاہٹ میں کہہ تو گیا
لیکن پھر شاید اسے خیال آ گیا کہ وہ بات سیکرٹ سروس کے
چیف سے کر رہا ہے اس لئے وہ فقرہ مکمل کئے بغیر ہی خاموش
ہو گیا۔
"سوچ سمجھ کر بات کیا کیجئے۔ میرے لئے ایسی بات خفیہ نہیں
ہوتی۔ بہرحال یہ بتائیں کہ ایکس تھرٹی تھری اس وقت کہاں موجود
ہے۔ اور کس پوزیشن میں ہے" ـــــ عمران نے اس بار پہلے سے
زیادہ سخت لہجے میں کہا۔
"ایکس تھرٹی تھری سر اس وقت کافرستان کی سرحد کے قریب
موجود ہے۔ وہ وہاں ایک مخصوص جنگی مشق میں حصہ لے رہی

ہے" ——— ایڈمرل نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا۔

"وہ کب سے وہاں موجود ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"سر۔ گذشتہ تین دنوں سے۔ وہ کل واپس آجائے گی" ——— ایڈمرل نے جواب دیا۔

"اس جنگی مشق میں آبدوز کے ساتھ اور کون کون سی چیز شامل ہے" ——— عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔ صرف آبدوز ہے۔ یہ انتہائی خفیہ جنگی مشق ہے۔ اور اس کے لئے صدر مملکت سے خصوصی اجازت حاصل کی گئی ہے" ایڈمرل نے جواب دیا۔

"پوری تفصیل بتائیے کہ یہ کیا مشن ہے۔ میں نے پوری تفصیل کے الفاظ کہے ہیں" ——— عمران کا لہجہ انتہائی سخت ہو گیا۔

"اوہ سر۔ آپ کو تو تفصیل بتانی پڑے گی۔ کافرستان نے حال ہی میں اپنے دفاع کے لئے گریٹ لینڈ کی مدد سے انتہائی خفیہ طور پر انتہائی جدید ترین ٹیکنالوجی کی حامل بارودی سرنگیں اپنی حدود میں سمندر کی تہہ میں بچھائی ہیں۔ یہ بارودی سرنگیں نہ صرف کافرستان کے لئے انتہائی مضبوط دفاعی حصار ہیں بلکہ ان کی مدد سے وہ اپنی حدود میں رہتے ہوئے ہماری بحریہ کے جنگی جہازوں اور آبدوزوں کو بھی ہٹ کر کے ہمارے بحری دفاع کو قطعاً مفلوج کر سکتا ہے۔ گو کافرستان نے یہ منصوبہ انتہائی خفیہ رکھا تھا۔ لیکن ہمیں بہرحال اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ ہم نے ان بارودی سرنگوں کی جنگی صلاحیتوں اور ان کی کارکردگی کو چیک کرنے کے لئے ایکس تھری ٹی تھری کو وہاں خفیہ طور پر بھیجا ہے۔ کیونکہ ایکس تھری ٹی تھری میں ایسی مشینری موجود ہے جو اس قسم کی بارودی سرنگوں کی صلاحیتوں کو چیک کر سکتی ہے۔ اور میرے پاس تازہ ترین جو رپورٹ ایکس تھری ٹی تھری سے پہنچی ہے۔ اس کے مطابق ایکس تھری ٹی تھری کامیابی سے اپنا مشن مکمل کر رہی ہے۔ بلکہ مشن تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ کل رات واپس آجائے گی" ——— ایڈمرل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایکس تھری ٹی تھری کی کافرستان کی حدود کے قریب موجودگی کا کس کس کو علم ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"سوائے چند خاص لوگوں کے اور کسی کو علم نہیں ہے۔ یہ ٹاپ سیکرٹ مشن ہے" ——— ایڈمرل نے جواب دیا۔

"کیا ایسا ممکن ہے کہ کافرستان بحریہ کو اس کی موجودگی کا علم ہو جائے اور وہ اسے تباہ کر دیں یا بے کار کر دیں" ——— عمران نے پوچھا۔

"نو سر۔ موجودگی کا تو علم ہو سکتا ہے۔ لیکن اس آبدوز میں ایسی جدید ترین ٹیکنالوجی موجود ہے کہ اسے تباہ کرنے یا بیکار کرنے کی صلاحیت ابھی کافرستان بحریہ کے پاس موجود نہیں ہے" ——— ایڈمرل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تھینک یو" ——— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔

"اس کی فائل یہاں سے اڑانے سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ انہیں

اس کی موجودگی کا علم ہو چکا ہے" ۔۔۔۔ سر سلطان نے عمران کے
رسیور رکھتے ہی کہا۔ کیونکہ لاوڈر کی مدد سے وہ عمران اور ایڈمرل
کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سن رہے تھے۔
"جی ہاں۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن ان کا فائل حاصل
کرنے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔ اور فائل بھی وہ فوری طور پر حاصل
کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے شاگل خود آیا ہے۔ اس فائل میں تو اس
آبدوز کی جنگی صلاحیتوں کی تفصیلات ہی ہو سکتی ہیں۔ اس کی جدید ترین
ٹیکنالوجی کی تفصیلات تو نہیں ہو سکتیں" ۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ دباتے
ہوئے کہا۔
"میرے خیال میں وہ یہ چیک کرنا چاہتے ہوں گے کہ کیا یہ آبدوز
ان کی ان بارودی سرنگوں کی کارکردگی اور جنگی صلاحیتوں کو چیک بھی
کر سکتی ہے یا نہیں" ۔۔۔۔ سر سلطان نے چند لمحے سوچنے کے
بعد کہا۔
"ہاں۔ ایڈمرل صاحب کی باتوں سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن
مجھے خدشہ ہے کہ معاملہ اتنا سیدھا سادھا نہ ہوگا۔ اب دو صورتیں
ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ لوگ اس آبدوز کو تباہ کرنے کی کوشش
کریں گے۔ اور اگر واقعی وہ تباہ یا بیکار نہ کر سکے تو پھر یقیناً وہ اسے
اغوا کر لیں گے اور اس کے بعد اس کی جدید ترین ٹیکنالوجی حاصل
کر کے اسے ایکریمیا یا روسیاہ کو سپلائی کر کے شوگران اور پاکیشیا
کے درمیان ہمیشہ کے لئے ایسی ٹیکنالوجی کے معاہدے کی راہ مسدود
کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور مجھے اغوا والی بات زیادہ قرین

قیاس لگتی ہے۔ اس طرح وہ نہ صرف اپنی بارودی سرنگوں کی صلاحیتوں
کو بھی اوپن ہونے سے بچا لیں گے۔ بلکہ روسیاہ یا ایکریمیا کو یہ
ٹیکنالوجی دے کر ان سے کوئی بڑا فائدہ اٹھا لیں گے۔ اور پاکیشیا
اور شوگران کے درمیان ہونے والے آئندہ دفاعی معاہدے کو بھی
ختم کر کے پاکیشیا کو شدید ترین نقصان پہنچا سکیں گے" ۔۔۔۔ عمران
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"اوہ واقعی تمہارا تجزیہ درست ہے۔ تو اب کیا کیا جائے"
سر سلطان نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔
"اس کا فوری طور پر تو یہی حل ہے کہ اس آبدوز کو فوری طور پر واپس
منگوا لیا جائے۔ اس طرح وہ اغوا ہونے سے بچ جائے گی۔ اور
پھر اس فائل کو بھی فوری طور پر واپس حاصل کیا جائے۔ اس سے پہلے
کہ یہ فائل جنگی ماہرین کے ہاتھ آئے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
"اچھا تو میں صدر مملکت سے بات کروں۔ کیونکہ آبدوز کی فوری
واپسی کے احکامات تو وہی دے سکتے ہیں" ۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔
"آپ پھر بھول گئے ہیں۔ صدر مملکت تو غیر ملکی دورے پر ہیں" ۔۔۔۔
عمران نے کہا۔
"اوہ ہاں۔ نجانے میرے دماغ کو کیا ہو گیا ہے۔ اب کیا ہوگا"
سر سلطان واقعی بری طرح پریشان ہو گئے۔
"اس قدر پریشانی کی ضرورت نہیں۔ ایکسٹو تو امرت دھارا
ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں ہر مرض کی دوا۔ آپ ایسا کریں کہ پریذیڈنٹ
ہاؤس فون کر کے انہیں کہیں کہ ایک انتہائی اہم ترین مسئلے پر ایکسٹو

صدرِ مملکت سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یقیناً رابطہ قائم کر لیں گے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت مشکل ہے۔ سنجانے اس وقت صدر مملکت کی مصروفیات کیا ہوں"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"آپ نمبر تو ملائیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور سر سلطان نے اس طرح رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جیسے بہ امر مجبوری وہ ایسا کر رہے ہوں۔ نمبر ملانے کے بعد انہوں نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس۔۔۔۔ پریذیڈنٹ ہاؤس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو سپیکنگ"۔۔۔۔ عمران نے پھر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سنو۔ میں فوری طور پر جنابِ صدر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ انتہائی اہم اور سیریس مسئلہ ہے۔ میری ان سے بات کرائیں"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"سر وہ تو غیر ملکی دورے پر ہیں اور سر وہاں تو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے جواب دینا چاہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ آپ وقت مت ضائع کریں۔ ان سے رابطہ قائم کریں اور انہیں میری طرف سے کہہ دیں کہ ان کی جو بھی مصروفیات ہوں وہ چھوڑ کر مجھ سے فوری بات کریں"۔۔۔۔ عمران نے پھاڑ کھانے

والے لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ یس سر۔ ہولڈ کریں سر۔ میں کوشش کرتا ہوں سر"۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور تقریباً پانچ منٹ تک لائن پر خاموشی طاری رہی۔

"ہیلو سر۔ صدر صاحب سپیشل لائن پر موجود ہیں۔ بات کیجیے"۔ پانچ منٹ بعد دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"ہیلو"۔۔۔۔ دوسرے لمحے صدر مملکت کی باوقار آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو بول رہا ہوں جناب"۔۔۔۔ عمران نے بھی باوقار لہجے میں جواب دیا۔

"یس۔ مسٹر ایکسٹو۔ خیریت۔ آپ نے اس قدر ایمرجنسی کال کی ہے۔ میں حکومت رامن کے صدر صاحب سے انتہائی اہم بات چیت میں مصروف تھا۔ لیکن آپ کی کال کی وجہ سے مجھے ان سے معذرت کرنا پڑی۔ فرمائیے"۔۔۔۔ صدر مملکت کے لہجے میں ہلکی سی ناخوشگواری کی لہر موجود تھی۔ اور جواب میں عمران نے انہیں مختصر فائل کے چوری ہونے سے لے کر ایڈمرل صاحب سے بات چیت اور پھر اپنا اندازہ بتایا۔ خاص طور پر شوگران سے آئندہ دفاعی معاہدے کے سلسلے میں اس نے اپنا آئیڈیا ذرا تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ۔ اوہ جناب ایکسٹو۔ یہ تو واقعی انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے۔ تھینک یو۔ اگر آپ آنکھیں کھلی نہ رکھیں تو سنجانے پاکیشیا پر کیا نہ گزر جائے۔ میں فوراً ایڈمرل صاحب کو کال کر کے آرڈرز کر دیتا

ہوں۔ آپ ان سے مزید بات کر لیں" ۔۔۔۔۔ صدر مملکت نے انتہائی پریشانی سے کہا۔

"جناب یہ میرا فرض ہے کہ میں پاکیشیا کے مفادات کے لئے ہر پہلو پر نظر رکھوں۔ آپ آرڈرز دے دیں تاکہ ادھر سے اطمینان ہونے پر میں فائل کی واپسی کا مشن شروع کر دوں" ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

پھر صدر مملکت کے او۔کے کہنے پر رسیور رکھ دیا۔

"ایکسٹو کا عہدہ تو واقعی امرت دھارا ہے۔ ورنہ صدرِ مملکت تو قیامت آجاتی تب بھی ان حالات میں کال رسیو نہ کرتے" ۔۔۔۔۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس یہ امرت دھارا صرف آپ پر اثر نہیں کرتا۔ یہاں پہنچ کر اس کی ساری خصوصیات فیل ہو جاتی ہیں" ۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"اب آپ امرت دھارے کو چلنے کے دھارے میں بہائیں گے یا امرت دھارا بے چارہ بس امرت ہی ٹپکاتا رہ جائے گا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ دراصل ایک تو تمہاری اچانک آمد دھماکہ خیز تھی۔ دوسرے تم نے آتے ہی ایسی خبریں سنائیں کہ مجھے خیال ہی نہ رہا" سر سلطان نے کہا اور تیزی سے میز کے کنارے پر موجود بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ملازم اندر داخل ہوا۔

"کافی بنا لاؤ" ۔۔۔۔۔ سر سلطان نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا اور ملازم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر اس نے ایڈمرل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

سر سلطان نے جب اس کے نمبر گھمائے تھے۔ تو وہ نمبر چیک کر چکا تھا۔

"پی۔اے۔ ٹو ایڈمرل" ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ۔۔۔۔۔ بات کراؤ" ۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن سر" ۔۔۔۔۔ پی۔اے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں شیرازی بول رہا ہوں سر" ۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایڈمرل کی آواز سنائی دی۔ لیکن عمران اس کا لہجہ سن کر بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ ایڈمرل کے لہجے میں شدید پریشانی اور ذہنی الجھن نمایاں تھی۔ جیسے وہ شاید زبردستی دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"جنابِ صدر نے آپ کو ایکس تھرٹی تھری کے بارے میں کوئی حکم دیا ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پر بھی پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ ایڈمرل کے پاس کوئی بری خبر موجود ہے۔

اور ظاہر ہے یہ بری خبر آبدوز کے بارے میں ہی ہو سکتی ہے۔

"یس سر ——— اور میں نے ایکس تھرٹی تھری کے کپتان آصف کو فوری واپسی کا حکم دے دیا تھا۔ لیکن ابھی آپ کے فون آنے سے ایک لمحہ قبل رپورٹ آئی ہے کہ ایکس تھرٹی تھری سے ہیڈ کوارٹر کا رابطہ اچانک ختم ہو گیا ہے۔ میں نے ہیڈ کوارٹر کو فوری تحقیقات کا حکم دیا ہے سر۔ شاید یہ کسی فنی خرابی کی وجہ سے ہوا ہے" ——— ایڈمرل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ فوری معلوم کرو۔ میں ہولڈ کر رہا ہوں" ——— عمران نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"ابھی رپورٹ مل جاتی ہے جناب۔ لیکن جناب ایکس تھرٹی تھری کسی صورت اغوا نہیں ہو سکتی۔ اس پر باہر سے قابو ہی نہیں پایا جا سکتا" ——— ایڈمرل نے جواب دیا۔

"باہر سے نہیں تو اندر سے تو ہو سکتا ہے" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔ رپورٹ آ رہی ہے سر۔ ایک منٹ ہولڈ آن کریں سر" ——— ایڈمرل نے اچانک تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی لائن پر سکوت چھا گیا۔ شاید ایڈمرل رسیور رکھ کر خود کہیں چلا گیا تھا۔

"میرا خدشہ درست نکلا" ——— عمران نے رسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھتے ہوئے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسا ہو گیا ہے تو یہ تو انتہائی خوفناک صورت حال ہے"

سر سلطان کا چہرہ شدید ترین پریشانی کی وجہ سے مسخ ہونے کے قریب ہو گیا تھا۔

"ہیلو سر۔ رپورٹ مل گئی ہے۔ ایکس تھرٹی تھری اغوا نہیں ہوئی سر۔ اس کے اندر ایک فنی خرابی ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ سمندر کی تہہ میں بیٹھ گئی ہے۔ اب وہ اوپر نہیں اٹھ رہی۔ اور ساتھ ہی مخصوص مواصلاتی رابطہ بھی ختم ہو گیا تھا۔ لیکن ہیڈ کوارٹر سے ریڈیو لہروں کی مدد سے اس کا سراغ لگا لیا گیا ہے۔ اسپیشل ریڈیو وائرلیس کے ذریعے کیپٹن آصف سے بات ہو گئی ہے۔ اس نے خرابی کی تفصیلات بتائی ہیں۔ اب ہیڈ کوارٹر اسے ہدایات دے کر اس خرابی کو دور کرنے کی کوشش میں مصروف ہے" ——— اس بار ایڈمرل کا لہجہ نارمل تھا۔

"اس خرابی کو دور ہونے میں کتنی دیر لگے گی" ——— عمران نے پوچھا۔

"چند گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے جناب۔ بہرحال پریشانی کی کوئی بات نہیں" ——— ایڈمرل نے جواب دیا۔

"کیا دوسری آبدوز کے ذریعے اس تک پہنچا جا سکتا ہے" عمران نے پوچھا۔

"اوہ سر ——— دوسری آبدوز تو جنرل اوورہالنگ کے لئے مخصوص ورکشاپ میں ہے۔ وہ تو دو تین روز بعد ہی کام کر سکے گی" ——— ایڈمرل نے جواب دیا۔

"اچھا۔ جس جگہ یہ آبدوز موجود ہے۔ اس کی تفصیلی لوکیشن بتائیں۔

اور سپیشل وائرلیس کوڈ نمبر بھی بتائیں۔ میرا نمائندہ کیپٹن آصف سے
خود بات کرے گا۔ اور سنیں۔ آپ کیپٹن آصف کو کاشن دے دیں۔
کہ جب بھی میرا نمائندہ اس سے رابطہ کرے۔ اس نے اس
کے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ یہ انتہائی ضروری ہے" ـــــ عمران
نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر۔ آپ کا نمائندہ کیا وہاں جائے گا۔ لیکن سر" ـــــ
ایڈمرل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوالات مت کریں۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کریں" ـــــ عمران
نے جواب میں اسے بری طرح جھڑک دیا۔

"اوہ۔ سوری سر۔ وہ" ـــــ ایڈمرل نے فوراً ہی معذرت
بھرے لہجے میں کہا۔ حالانکہ پاکیشیا بحریہ کا سب سے اعلیٰ عہدیدار
تھا۔ لیکن ظاہر ہے ایکسٹو کے سامنے اس کی حیثیت ایک عام
ملازم کی سی تھی۔ اور پھر ایڈمرل نے تفصیل سے تمام لوکیشن بتانے
کے ساتھ ساتھ اسپیشل وائرلیس کوڈ بھی بتا دیا۔

"کیپٹن آصف کے ساتھ میرے نمائندے کا مخصوص کوڈ
برلنگ لینڈ ہوگا۔ برلنگ میرا نمائندہ کہے گا اور جواب میں لینڈ
کیپٹن کہے گا۔ اور کیپٹن آصف اور آپ کے علاوہ اس کوڈ کا
تیسرے آدمی کو علم نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ کے ہیڈ کوارٹر کو بھی
نہیں۔ اس لئے آپ نے خود کیپٹن آصف سے یہ بات کرنی
ہے" ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے سر" ـــــ ایڈمرل نے جواب دیا۔

تو عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبا دیا۔

"کیا تم خود جاؤ گے" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

"دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ ویسے مجھے خدشہ ہے کہ یہ اچانک
فنی خرابی جان بوجھ کر پیدا کی گئی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔
اور ساتھ ہی اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"میں عمران بول رہا ہوں طاہر۔ وہ دونوں آدمی پہنچ گئے" ـــــ
عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"پہنچ تو گئے عمران صاحب۔ لیکن ان میں سے ایک ختم ہو گیا۔
وہ شدید زخمی تھا۔ صفدر بھی زخمی ہوا ہے۔ لیکن زیادہ نہیں۔ جب کہ
دوسرا ٹھیک ہے" ـــــ بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل
لہجے میں جواب دیا۔

"وہ تو ویسے ہی بے کار ہے۔ بہرحال میں خود آ رہا ہوں" ـــــ
عمران نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ اس دوران وہ چائے بھی پیتا رہا تھا۔
کیونکہ ملازم درمیان میں چائے رکھ گیا تھا۔

"اب مجھے اجازت چائے کا بہت شکریہ" ـــــ عمران نے
کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے کچھ تفصیل تو اپنے پروگرام کی بتا دو۔ شاید صدر مملکت
اس بارے میں کوئی بات پوچھیں" ـــــ سر سلطان نے
کہا۔

"آپ انہیں بتا دیں کہ ایکسٹو اس مشن پر کام کر رہا ہے۔ اور ہاں آپ اب ڈیڈی کو کہہ دیں کہ ایکسٹو نے اپنا نمائندہ اس میٹنگ میں بھیجنے کا فیصلہ منسوخ کر دیا ہے۔ اب وہ بے شک چلے جائیں" ——— عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر جیسے ہی ایک وسیع عمارت کے صحن میں لینڈ ہوا اس میں سوار شاگل اچھل کر نیچے اترا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ایک سائیڈ پر کھڑی سیاہ رنگ کی کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار کے ساتھ بحریہ کی وردی پہنے ایک مسلح گارڈ بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ اس نے شاگل کے قریب آتے ہی تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ والا دروازہ کھول دیا۔

"کار ریڈی ہے۔ کوئی پرابلم تو نہیں" ——— شاگل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نو سر ——— بالکل ریڈی ہے" ——— گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور شاگل سر ہلاتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ اس

عمارت کے پھاٹک کی طرف بڑھنے لگی۔ پھاٹک پر موجود مسلح افراد نے تیزی سے پھاٹک کھولا۔ اور باقاعدہ شاگل کو سیلوٹ کیا۔ شاگل نے ذرا سا سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور کار کو تیزی سے نکال کر مین روڈ پر پہنچ کر دائیں طرف مڑ گیا۔ اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے مین گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ اور شاگل نے مخصوص انداز میں ہارن دیا۔ دوسرے لمحے پھاٹک کھل گیا۔ اور شاگل کار لئے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔

"سر ---- پرائم منسٹر صاحب۔ کئی بار کال کر کے آپ کے متعلق پوچھ چکے ہیں" ---- برآمدے میں موجود ایک نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بات کر لیتا ہوں" ---- شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ میک اپ کا خاتمہ تو وہ ہیلی کاپٹر کے سفر کے دوران ہی کر چکا تھا۔ اس لئے اس وقت وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔

مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ اپنے مخصوص دفتر میں داخل ہوا۔ اور اس نے کرسی سنبھالتے ہی میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے

"پرائم منسٹر آفس" ---- رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شاگل بول رہا ہوں۔ چیف آف سیکرٹ سروس۔ پرائم منسٹر صاحب سے بات کرائیں" ---- شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ---- ہولڈ آن کریں" ---- دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور شاگل خاموش ہو گیا۔

"ہیلو" ---- چند لمحوں بعد ہی رسیور پر وزیراعظم کافرستان کی باوقار آواز سنائی دی۔

"سر۔ شاگل بول رہا ہوں اپنے ہیڈ کوارٹر سے" ---- شاگل نے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے کئی بار آپ کو کال کیا۔ لیکن آپ سے بات نہیں ہو سکی۔ ہر بار یہی بتایا گیا کہ آپ کسی خفیہ مشن پر ہیں۔ اور کسی کو کچھ بتا کر نہیں گئے۔ بہرحال ایکس تھرٹی تھری فائل کے بارے میں آپ کے آدمیوں نے کوئی رپورٹ دی ہے" ---- وزیراعظم نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔ وہ فائل اس وقت میرے پاس موجود ہے" ---- شاگل نے فاتحانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ---- آپ کے پاس موجود ہے۔ میں سمجھا نہیں" وزیراعظم نے چونک کر پوچھا۔

"جناب۔ فائل کی اہمیت اور اس کے فوری حصول کا مسئلہ تھا۔ اس لئے خفیہ طور پر میں خود اپنے ممبرز سمیت پاکیشیا چلا گیا سر۔ اور سر، میں نے وہاں سے فائل کی کاپی حاصل کی۔ اور پھر اپنے ہنگامی انتظامات کے تحت میں فوراً ایک مخصوص لانچ کے ذریعے بین الاقوامی

سمندر میں موجود ایک مخصوص بحری جہاز تک پہنچ گیا۔ اور جب وہ
بحری جہاز پاکیشیا کی راڈار چیکنگ حدود سے باہر آ گیا۔ تو میں
ایک بحری ہیلی کاپٹر کے ذریعے سیدھا واپس پہنچا۔ اور ابھی
ہیلی کاپٹر سے اتر کر اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچا ہوں تاکہ آپ سے پوچھ
سکوں کہ یہ فائل کہاں پہنچانی ہے "۔۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔
" اس قدر تیز رفتاری کا تو میں نے سوچا بھی نہ تھا۔ ویل ڈن
مسٹر شاگل۔ آپ کی صلاحیتیں واقعی حیرت انگیز ہیں۔ آپ یہ
فائل فوری طور پر رامپ ہاؤس پہنچا دیں۔ رامپ ہاؤس جب
آپ کا نمائندہ پہنچے گا تو وہ وہاں پی۔ ایم کا کوڈ دوہرائے گا۔
اسے متعلقہ آدمی تک پہنچا دیا جائے گا۔ اور وہ اس آدمی سے
کوڈ پوچھ کر فائل اس کے حوالے کر دے گا۔ وہ آدمی اسے اپنا
نام ریڈ روز بتائے گا "۔۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے تفصیلی ہدایات
دیتے ہوئے کہا۔
" ٹھیک ہے سر۔ میں ابھی بھجوا دیتا ہوں۔ اور سر میں نے
آپ کی ہدایات کے مطابق وہاں معلومات حاصل کی ہیں۔ انٹیلی جنس
میٹنگ میں پاکیشیا والے اپنا ایک سپرنٹنڈنٹ بھیج رہے ہیں۔
صرف ایک ماتحت کے ساتھ۔ حالانکہ پہلے یہ اطلاع تھی کہ
انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان پورے وفد کے ساتھ
آ رہے ہیں "۔۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔
" یس۔ ہمیں اطلاع مل چکی ہے۔ لیکن اس سے ہمیں کوئی
فرق نہیں پڑتا۔ ہمارا مقصد بہر حال پورا ہو جائے گا۔ لیکن آپ نے

نے اسی طرح میٹنگ میں شریک ہونے کے لئے آنے والے
وفد کے سربراہ کو کور کرنا ہے "۔۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔
" لیکن سر۔ وفد تو نہیں آ رہا سر۔ صرف دو آدمی آ رہے ہیں "
شاگل نے حیران ہو کر کہا۔
" وفد چاہے دو آدمیوں پر مشتمل ہو یا ایک ہزار پر۔ وفد ہی
ہوتا ہے اور ہمیں صرف سربراہ ہی مطلوب ہے۔ چاہے وہ
کوئی بھی ہو "۔۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔
" یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں انتظامات کر لوں گا "۔۔۔۔۔۔
شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" اوکے۔ فائل بھجوا دیں۔ گڈ بائی "۔۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
شاگل نے بڑے فخریہ انداز میں رسیور رکھا۔ اور پھر اس نے
کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھی ہوئی فائل نکال لی اور اسے ایک
بار پھر غور سے دیکھنے لگا۔ عمران کے ملک سے اس طرح فائل
نکال کر لے آنا واقعی ایک کارنامے کی بات تھی۔ اور اسے یقین
تھا کہ اب عمران سر پیٹتا ہی رہ جائے گا۔ کیونکہ اسے بہر حال
فائل اڑائے جانے کی خبر تو معلوم ہو ہی گئی ہے۔ اب وہ وہاں
فائل ڈھونڈھتا پھرے گا۔ اسی لمحے اسے شنکرا اور جونی کا خیال
آیا تو اس نے فائل ایک طرف رکھی اور دوبارہ رسیور اٹھا کر
تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔
" یس سنگھ سپیکنگ "۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بھاری

آواز سنائی دی۔

"شاگل بول رہا ہوں۔ جونی اور شنکر کی طرف سے کوئی رپورٹ آئی ہے"۔۔۔۔ شاگل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نو سر۔ کوئی رپورٹ نہیں آئی سر"۔۔۔۔ سنگھ نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فوراً ان سے رابطہ قائم کرو۔ میں نے واپس آتے ہوئے انہیں فوری واپسی کا حکم دیا تھا۔ لیکن وہاں عمران کو معلوم ہو گیا ہے کہ فائل اڑالی گئی ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ ان تک پہنچ جائے۔ ان سے سپیشل ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کر کے مجھے اطلاع دو"۔۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ اور ایک بار پھر فائل اٹھائی۔ لیکن اب اس نے اسے پڑھنے کی بجائے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے سیکرٹ سروس کا ایک مخصوص لفافہ نکالا۔ فائل تہہ کر کے اس نے لفافے میں ڈالی اور پھر لفافہ بند کر کے اس نے اس پر ٹاپ سیکرٹ کے الفاظ لکھے اور پھر میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"یس۔۔۔۔ رام چند بول رہا ہوں باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے فوراً ہی ایک آواز سنائی دی۔

"میرے دفتر میں آؤ"۔۔۔۔ شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس۔ کم ان"۔۔۔۔ شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔ دروازہ کھلا اور ایک سمارٹ سا نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ رام چند تھا۔ کافرستان سیکرٹ سروس کا انتہائی ہوشیار اور تیز ایجنٹ۔

"رام چند۔ میں تمہارے ذمہ انتہائی اہم ترین کام لگا رہا ہوں۔ پہلے میری ہدایات تفصیل سے سن لو"۔۔۔۔ شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ رام چند نے مؤدبانہ انداز میں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ لفافہ لے کر تم نے رامپ ہاؤس جانا ہے۔ جانتے ہو رامپ ہاؤس"۔۔۔۔ شاگل نے لفافہ اٹھا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ نیول انجینئرنگ کا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ جانتا ہوں سر"۔۔۔۔ رام چند نے لفافہ اٹھا کر اسے الٹتے پلٹتے ہوئے جواب دیا۔

"اس لفافہ میں انتہائی اہم ترین فائل بند ہے۔ اور اس کی اہمیت کا اندازہ تم اس بات سے لگا سکتے ہو کہ اس فائل کو حاصل کرنے کے لئے مجھے خود پاکیشیا جانا پڑا۔ اور ساتھ یہ بھی کہ پرائم منسٹر صاحب ذاتی طور پر اس فائل میں انٹرسٹڈ ہیں"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر"۔۔۔۔ رام چند نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" رامپ ہاؤس پہنچنے پر تم گیٹ پر ایک مخصوص کوڈ کہو گے۔ پی۔ اے
اور اس کوڈ کو دوہراتے ہی تمہیں متعلقہ آدمی کے پاس پہنچا دیا جائے
گا۔ وہ آدمی کوڈ دوہرائے گا ریڈ روز۔ جب وہ کوڈ دوہرائے تو تم
نے اس کے حوالے یہ لفافہ کر دینا ہے۔ اور اس کے بعد واپس آ کر
مجھے رپورٹ دینی ہے۔" ___ شاگل نے کہا۔
" یس سر" ___ رام چند نے جواب دیا۔
" انتہائی محتاط انداز میں سارا کام ہونا چاہیئے" ___ شاگل نے
کہا۔
" کیا کوئی خطرہ ہے سر۔ اگر کوئی خطرہ ہے تو اس کی نوعیت
بتا دیں تاکہ میں اس پہلو کا خیال رکھوں" ___ رام چند نے چونکتے
ہوئے کہا۔
" اوہ نہیں۔ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سوائے میرے اور پرائم
منسٹر کے کسی کو یہ معلوم نہیں کہ اس لفافے میں کیا ہے۔
لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہوتی ہے" ___ شاگل نے فخریہ
لہجے میں کہا۔
" ٹھیک ہے سر۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ لفافہ صحیح ہاتھوں
میں پہنچ جائے گا" ___ رام چند نے لفافہ اپنے کوٹ کی جیب
میں منتقل کرتے ہوئے بااعتماد لہجے میں جواب دیا اور کرسی
سے اٹھ کھڑا ہوا۔
" اوکے" ___ شاگل نے مطمئن لہجے میں کہا اور خود بھی اٹھ
کھڑا ہوا۔ وہ اپنے آپ کو خاصا تھکا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

اس لئے اس نے سوچا کہ اب وہ کچھ دیر آرام کرے۔ چنانچہ
رام چند کے جانے کے بعد وہ دفتر سے نکلا اور اپنے ریٹائرنگ
روم کی طرف بڑھ گیا۔
اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات موجود تھے۔
جیسے وہ کوئی انتہائی کٹھن مرحلہ کامیابی سے طے کر کے اب ذہنی
طور پر اپنے آپ کو مطمئن محسوس کر رہا ہو۔

"بڑے دن ہو گئے ہیں۔ چیف باس نے ہمارے ذمے کوئی مخصوص مشن ہی نہیں لگایا" ۔۔۔۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے فیصل جان نے سامنے بیٹھے ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب اس رپورٹ کے بعد شاید کوئی مشن سامنے آ جائے" ناٹران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ہاتھ میں دو کاغذ موجود تھے۔

"اوہ ۔۔۔۔ ویسے اس رپورٹ میں بظاہر تو کچھ بھی نہیں۔ عام سی سرکاری میٹنگ ہے۔ جیسی کہ اکثر سرکاری عہدے داروں میں ہوتی رہتی ہے" ۔۔۔۔ فیصل جان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس میں شاگل شریک ہوا ہے۔ اور یہی بات میرے علاوہ چیف باس کو بھی کھٹک رہی ہے۔ بہرحال دیکھو۔ ہمارا کام تو حکم کی تعمیل ہے۔ تم ٹرانسمیٹر اٹھا لاؤ تاکہ میں رپورٹ دے دوں" ناٹران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور فیصل جان سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ ناٹران دوبارہ کاغذوں کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ یہ رپورٹ ابھی فیصل جان نے اُسے لا کر دی تھی۔ یہ اس میٹنگ کی پوائنٹس رپورٹ تھی جس میں شاگل کے ساتھ سنٹرل انٹیلی جنس کے چیف سردار جوگندر سنگھ۔ وزیراعظم اور وزیر خارجہ شامل تھے۔ اور ایکسٹو نے اس میٹنگ کی رپورٹ طلب کی تھی۔ اور بارہ گھنٹوں کی بھاگ دوڑ کے بعد اب یہ رپورٹ موصول ہوئی تھی۔ لیکن اس رپورٹ میں اُسے بظاہر تو کوئی ایسی بات نظر نہ آ رہی تھی۔ جو ان کے مطلب کی ہوتی۔ لیکن بہرحال اس نے رپورٹ تو دینا ہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد فیصل جان ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اور اس نے ٹرانسمیٹر لا کر ناٹران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ ناٹران نے کاغذ ایک طرف رکھے اور ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی سپیشل فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا اور ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔۔ ناٹران کالنگ اوور" ۔۔۔۔ ناٹران نے اصل نام لیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس مخصوص ساخت کے ٹرانسمیٹر کی کال کسی طرح بھی چیک نہ ہو سکتی تھی۔

"ایکسٹو اوور" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز

ٹرانسمیٹر پر ابھری۔

"سر ـــــ میٹنگ کی رپورٹ مل گئی ہے اوور" ـــــ ناٹران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ پڑھ کر سناؤ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ناٹران نے کاغذ اٹھا کر انہیں آہستہ آہستہ پڑھنا شروع کر دیا۔ وہ مسلسل پڑھتا رہا۔ اور آخری فقرہ مکمل کر کے اس نے اوور کہہ کر گفتگو والا بٹن پریس کر دیا۔ تاکہ دوسری طرف سے ایکسٹو بات کر سکے۔

"ٹھیک ہے۔ تم ہیڈ کوارٹر میں رہنا۔ ہو سکتا ہے میں تمہیں ایمرجنسی کال کر دوں۔ اوور اینڈ آل" ـــــ ایکسٹو نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور ناٹران نے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور ناٹران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ ناٹران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں تھرٹی ون بول رہا ہوں۔ انتہائی اہم رپورٹ دینی ہے" ـــــ ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

"تھرٹی ون ـــــ اوہ۔ کیا بات ہے" ـــــ ناٹران نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ تھرٹی ون شاگل کے ہیڈ کوارٹر میں اس کا خاص ایجنٹ تھا۔

"سر۔ ابھی ابھی چیف کسی خفیہ مشن سے واپس آیا ہے۔

پرائم منسٹر صاحب ذاتی طور پر ان کے متعلق دو تین بار پوچھ چکے تھے۔ اس لئے مجھے تشویش تھی کہ ایسی کیا بات ہو سکتی ہے کہ پرائم منسٹر صاحب بار بار کیوں کال کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے خفیہ طور پر چیف کے دفتر کے مخصوص فون کے ساتھ ماگا نم بٹن لگا دیا تھا۔ چیف باس نے واپس آتے ہی پرائم منسٹر صاحب سے بات کی۔ اور سر۔ ماگا نم کی وجہ سے میں نے یہ کال سن لی۔ انتہائی حیرت انگیز بات سامنے آئی ہے۔ ہیڈ کوارٹر کو تو یہی بتایا گیا تھا۔ کہ چیف کسی ضروری کام کے لئے راما کی پہاڑیوں پر گئے ہوئے ہیں۔ لیکن سر اس کال سے معلوم ہوا ہے کہ چیف خفیہ طور پر پاکیشیا گئے تھے۔ اور وہاں سے وہ کسی انتہائی اہم ترین فائل کی کاپی لے آئے ہیں۔ اور پرائم منسٹر صاحب نے انہیں ہدایت کی ہے کہ وہ فائل فوراً رامپ ہاؤس پہنچا دیں۔ میں ایسی سیٹ پر تھا کہ فوری طور پر وہاں سے اٹھ نہ سکتا تھا۔ اس لئے میں وہیں رہا سر۔ اور پھر مجھے معلوم ہو گیا کہ چیف نے وہ فائل رام چند کے حوالے کی ہے۔ تاکہ وہ اسے رامپ ہاؤس پہنچا دے۔ اب مجھے موقع ملا ہے تو میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں" تھرٹی ون نے کہا۔ اور ناٹران کے چہرے پر انتہائی تشویش کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"وہ فائل اب کہاں ہے۔ کیا رامپ ہاؤس پہنچ گئی ہے" ـــــ ناٹران نے انتہائی تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس سر ـــــ رام چند یہاں سے روانہ ہو گیا ہے۔ اور میرے

خیال میں وہ اب تک رامپ ہاؤس پہنچ گیا ہوگا یا پہنچنے والا ہوگا۔ پرائم منسٹر صاحب نے باقاعدہ خود کوڈ بتائے ہیں اس فائل کو رسیو کرنے کے لئے" ــــــ تھرٹی ون نے جواب دیا۔

" اوہ - ویری بیڈ - تمہیں فوراً اس کی اطلاع دینی چاہیے تھی" ناٹران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پہ پٹخا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" میرے ساتھ آؤ فیصل جان " ــــ ناٹران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے بیرونی دروازے کی طرف باقاعدہ دوڑ لگا دی۔ ظاہر ہے فیصل جان نے اس کی پیروی کرنی تھی۔ اور چند لمحوں بعد ان کی کار آندھی اور طوفان کی طرح اڑتی ہوئی عمارت کے گیٹ سے باہر نکلی اور انتہائی تیز رفتاری سے دائیں طرف مڑ گئی۔

" اوہ کاش یہ رام چند ابھی رامپ ہاؤس نہ پہنچا ہو " ــــ ناٹران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور پھر دو سڑکوں سے گزرنے کے بعد جیسے ہی ناٹران نے کار ایک چوک پر سرخ سگنل کی وجہ سے روکی وہ چوک کے دوسری طرف رکنے والی کار کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔ یہ کار رامپ ہاؤس کی طرف سے آرہی تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر رام چند موجود تھا۔

" اوہ رام چند فائل دے کر واپس آرہا ہے " ــــ ناٹران نے کہا۔ اسی لمحے سگنل سبز ہوگیا۔ اور ناٹران نے تیزی سے کار آگے بڑھائی۔ لیکن وہ سیدھا جانے کی بجائے بائیں طرف کو مڑ

گیا۔ اور ذرا سا آگے جا کر اس نے کار کو تیزی سے ٹرن دیا۔ اور کار پیچھے آنے والی ایک کار سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ لیکن ناٹران نے کوئی پرواہ نہ کی اور انتہائی تیز رفتاری سے واپس چوک پر پہنچا تو اس وقت اس طرف کا سگنل کلیر تھا اس لئے ناٹران کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب اس کی کار اسی سمت جا رہی تھی جدھر رام چند کی کار گئی تھی۔

" ریڈی میڈ میک اپ کر لو فیصل جان۔ یہ رام چند کہیں ہمیں پہچانتا نہ ہو " ــــ ناٹران نے مڑے بغیر کہا اور پھر اس نے کار کا ڈیش بورڈ کھولا۔ اور اس میں سے ریڈی میڈ میک اپ باکس نکال کر اسے ساتھ سیٹ پر رکھ کر کھول دیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ناک میں سپرنگ پھنسا کر اور بڑی بڑی مونچھیں اور گالوں پر دو بڑے بڑے مسے لگا کر ریڈی میڈ میک اپ مکمل کر چکا تھا۔ باکس بند کر کے اس نے واپس ڈیش بورڈ میں رکھا اور پھر عقبی آئینہ میں اس نے پیچھے بیٹھے ہوئے فیصل جان کو دیکھا اور مسکرا دیا۔ فیصل جان بھی اپنا چہرہ ذرا سا تبدیل کر چکا تھا۔ فیصل جان کی عادت تھی کہ وہ ریڈی میڈ میک اپ باکس ہمیشہ جیب میں رکھا کرتا تھا۔ میک اپ کے دوران لاشعوری طور پر کار کی رفتار آہستہ ہوگئی تھی۔ ناٹران نے سپیڈ بڑھائی اور تھوڑی ہی دیر بعد اس نے رام چند کی کار کو جا لیا۔

" ہمیں اب رام چند سے یہ معلومات حاصل کرنی ہیں کہ وہ رامپ ہاؤس میں فائل کسے دے کر آیا ہے " ــــ ناٹران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار آگے بڑھاتے ہوئے رام چند کی کار سے ذرا آگے نکالی اور پھر اسے بائیں ہاتھ پہ دبانا شروع کر دیا۔ رام چند جو بڑے اطمینان سے کار چلا رہا تھا یکلخت چونک پڑا۔ اس نے ہارن بھی دیا لیکن ناٹران

نے پرواہ نہ کی اور کار کو دبائے چلا گیا اور دوسرے لمحے مجبوراً رام چند کو
کار فٹ پاتھ کی سائیڈ پر روکنی پڑی۔ ناٹران نے بھی کار روکی اور دروازہ
کھول کر وہ بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا اور دوڑتا ہوا رام چند کی طرف بڑھا۔
"اسپیشل پولیس"۔۔۔۔ ناٹران نے قریب جا کر قدرے تیز لہجے میں
کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے ایک سرکاری کارڈ نکال
کر اسے کھولا اور رام چند کے سامنے کر دیا۔
"ہو گا۔ لیکن مجھے روکنے کا مقصد"۔۔۔۔ رام چند نے کرخت لہجے میں
کہا۔ لیکن اس کے تنے ہوئے اعصاب بہرحال ڈھیلے پڑ گئے تھے۔
"آپ رامپ ہاؤس میں گئے ہیں۔ آپ کی آئیڈنٹٹی"۔۔۔۔ ناٹران
نے واقعی پولیس والوں کے لہجے میں پوچھا۔
"آئیڈنٹٹی آپ پرائم منسٹر سے پوچھیں۔ اور نہیں۔ جا کر اپنا کام کریں۔
میں ٹاپ سیکرٹ مسئلے پر وہاں گیا ہوں"۔۔۔۔ رام چند نے کڑوے لہجے
میں کہا۔
"سوری۔ آپ کو اپنی آئیڈنٹٹی بتانی ہو گی۔ ہم صدر مملکت کی خصوصی ہدایت
پر کام کر رہے ہیں"۔۔۔۔ ناٹران نے تیز لہجے میں کہا۔ اسے معلوم تھا۔ کہ
رام چند انتہائی ہوشیار اور تیز سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس لئے وہ اسے بڑے
نفسیاتی انداز میں ڈیل کر رہا تھا۔
"میں نے بتا تو دیا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتا۔ سوری اور اب
آپ پیچھے ہٹ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کو اپنی نوکری سے بھی ہاتھ دھونے
پڑیں"۔۔۔۔ رام چند نے کرخت لہجے میں کہا۔
"دیکھئے مسٹر۔ آپ کی باتوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ بھی سرکاری

آدمی ہیں۔ ہو سکتا ہے آپ اس لئے اپنی آئیڈنٹٹی نہ بتا رہے ہوں۔ لیکن ہم
نے صدر مملکت کو رپورٹ دینی ہے اس لئے اگر آپ مزید نہیں بتانا چاہتے
تو اتنا بتا دیں کہ آپ نے رامپ ہاؤس میں کس سے ملاقات کی ہے"۔۔۔۔
ناٹران نے قدرے نرم پڑتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ لیکن اس سے آپ کو فائدہ"۔۔۔۔ رام چند نے مشکوک لہجے
میں کہا۔
"ہم صرف رپورٹ دے دیں گے جس آفیسر سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے۔
اس سے تصدیق ہو جائے گی کہ آپ سرکاری مشن پر وہاں گئے ہیں یا نہیں لیکن
یہ بات بتا دوں کہ آپ نے اگر غلط بیانی کی تو اسپیشل پولیس آپ کو پاتال سے
بھی کھینچ لائے گی"۔۔۔۔ ناٹران کا لہجہ فقرے کے آخر میں ایک بار پھر سخت ہو گیا۔
"مجھے اس آفیسر کا نام معلوم نہیں۔ بہرحال اتنا بتا دیتا ہوں کہ اس کے دفتر
کے باہر چیف انجینئرنگ منیجر کی تختی لگی ہوئی تھی۔ حلیہ البتہ بتا دیتا ہوں۔
لمبا قد۔ قدرے بھاری جسم۔ سرخ مونچھیں اور سرخ بال"۔۔۔۔ رام چند
نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔
"ٹھیک ہے۔ اتنا ہی کافی ہے۔ تھینک یو"۔۔۔۔ ناٹران نے
کہا اور تیزی سے واپس پلٹا اور اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ فیصل جان بھی
باہر آ گیا تھا۔ لیکن وہ اس دوران خاموش کھڑا رہا تھا۔ ناٹران کے بیٹھتے
ہی وہ بھی کار میں بیٹھا اور ناٹران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا
دی۔ لیکن ذرا سا آگے بڑھ کر اس نے اسے موڑا۔ اور واپس چوک کی طرف
بڑھ گیا۔ جبکہ رام چند کی کار آگے بڑھتی چلی گئی۔
"آپ نے واقعی بڑا نفسیاتی داؤ استعمال کیا ہے۔ ورنہ

میرا تو پروگرام اسے کہیں لے جا کر تشدد کرنے کا تھا" ـــــ فیصل جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس لئے ظاہر ہے اس سے پوچھ گچھ پر خاصا وقت ضائع ہوتا اور میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے" ـــــ ناٹران نے کہا اور چوک کے قریب پہنچ کر اس نے کار ایک پبلک بوتھ کی سائیڈ میں روکی اور نیچے اتر کر دوڑتا ہوا بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور سکے ڈال کر انتہائی تیز رفتاری سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــــ رامپ ہاؤس" ـــــ چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

"شاگل سپیکنگ۔ چیف آف سیکرٹ سروس۔ چیف انجینئرنگ منیجر سے بات کراؤ۔ فوراً" ـــــ ناٹران نے شاگل کے لہجے میں کہا۔

"اوہ سر۔ وہ ابھی ضروری میٹنگ کے لئے گئے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے جواب ملا۔

"نانسنس۔ اٹ از ٹاپ ایمرجنسی۔ اگر رامپ ہاؤس میں میٹنگ ہے تو ان سے فوراً بات کراؤ۔ اور اگر کہیں اور گئے ہیں تو نمبر دو" ـــــ ناٹران نے کہا۔

"سر۔ وہ رامپ ہاؤس کے سیکنڈ فیز میں گئے ہیں۔ اور وہ ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہے" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے نے بے بسی سے کہا۔

"سیکنڈ فیز ـــــ کیا مطلب" ـــــ ناٹران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ سر۔ اب آپ سے تو کچھ چھپایا نہیں جا سکتا۔ رامپ ہاؤس کی عقبی سڑک پر رالف ہاؤس کو ہم کوڈ میں سیکنڈ فیز کہتے ہیں۔ وہاں ایک انتہائی اعلیٰ سطحی میٹنگ ہو رہی ہے اور چیف انجینئرنگ منیجر رامن صاحب وہیں گئے ہیں۔ اور یہ میٹنگ اس قدر ٹاپ سیکرٹ ہے کہ انہیں کسی صورت ڈسٹرب نہیں کیا جا سکتا" دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"کتنی دیر میٹنگ جاری رہے گی" ـــــ ناٹران نے پوچھا۔

"یہ تو سر معلوم نہیں۔ میں ان کی واپسی پر انہیں اطلاع کر دوں گا۔ وہ آپ سے بات کر لیں گے" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے" ـــــ ناٹران نے کہا۔ اور رسیور رکھ کر وہ بوتھ سے باہر نکل آیا۔ اور سیدھا ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔

"کیا ہوا باس" ـــــ فیصل جان نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"رالف ہاؤس میں انتہائی ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہو رہی ہے اور میرے خیال میں یہ میٹنگ اس فائل کے متعلق ہے۔ اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم فوراً اس عمارت پر ریڈ کریں۔ تم عقبی سیٹ کے نیچے سے اسلحہ نکال لو۔ نقاب بھی نکال لینا" ـــــ ناٹران نے کہا۔ اور فیصل جان کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ نکلا۔ جیسے

اس کا من پسند کام اسے مل گیا ہو۔ وہ اچھل کر پچھلی سیٹ پر چلا گیا۔
ناٹران تیزی سے کار چلاتا ہوا رامپ ہاؤس کی عقبی سڑک کی طرف
بڑھا جا رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار رامپ ہاؤس کی عقبی
سڑک کے پہلے چوک پر پہنچ گئی۔ ناٹران نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔
اب اس کی نظریں رالف ہاؤس کی تلاش میں تھیں۔ اور پھر چند لمحوں
بعد وہ رالف ہاؤس کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ایک
پرانی سی عمارت تھی۔ جس پر ایک کندہ پتھر لگا ہوا تھا۔ اور اس پتھر پر
رالف ہاؤس کے الفاظ صاف نظر آ رہے تھے۔

گیٹ بند تھا۔ لیکن اس کی دیواریں خاصی چھوٹی تھیں۔ اس لئے
اندر اس کے خاصے وسیع صحن میں کھڑی ہوئیں مختلف رنگوں کی کاروں
کی چھتیں نظر آ رہی تھیں۔ رالف ہاؤس کے ساتھ ہی ایک تنگ سی گلی
چلی گئی تھی۔ ناٹران نے کار آگے بڑھا کر ایک سائیڈ پر روک دی اور
مڑ کر فیصل جان کی طرف دیکھا۔ فیصل جان نے ایک تھیلا ناٹران کی
طرف اچھال دیا۔ ناٹران نے تھیلا لے کر اسے پشت پر اس طرح
باندھ لیا جیسے سیاح تھیلے اپنی پشت پر لادے ہوتے ہیں
اور پھر اس نے فیصل جان سے مشین گن لے کر اسے کوٹ کے
اندر بغل میں لٹکایا۔ نقاب لے کر جیب میں ڈالا اور پھر دروازہ کھول
کر نیچے اتر آیا۔ پچھلی سیٹ سے فیصل جان بھی نیچے اترا۔ اور وہ دونوں
تیزی سے سڑک کراس کرتے ہوئے واپس رالف ہاؤس کی طرف
بڑھنے لگے۔ رالف ہاؤس کے پھاٹک کے سامنے سے گزر کر وہ
اس کی سائیڈ گلی میں داخل ہوئے اور آگے بڑھتے چلے گئے۔

" رالف ہاؤس خاصی وسیع عمارت تھی۔ اس کے عقب میں بھی
ویسا ہی لان تھا۔ جیسا کہ سامنے والی سمت میں تھا۔ گلی آگے جا کر
ایک اور گلی سے مل گئی تھی۔ عقبی اور سائیڈ کی دیواریں بھی زیادہ بلند
نہ تھیں۔

"یہاں زیادہ حفاظتی اقدامات نہ ہوں گے۔ لیکن پھر بھی محتاط
رہنا" ــــــ ناٹران نے گلی میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے فیصل
جان سے کہا۔ اور پھر جیب سے نقاب نکال کر اس نے سر اور منہ
پر چڑھایا اور تیزی سے دوڑ کر اچھلا۔ دوسرے لمحے وہ دیوار پر پہنچ
چکا تھا۔ ایک لمحہ دیوار پر رکنے کے بعد وہ اندر کود گیا۔ اس کے
کودنے کا ہلکا سا دھماکہ ہوا اور پھر خاموشی چھا گئی۔ فیصل جان نے
چند لمحے انتظار کیا اور پھر اس نے بھی جیب سے نقاب نکالا اور اسے
سر اور منہ پر چڑھا کر اس نے بھی ناٹران کی پیروی کی اور چند ہی لمحوں
میں وہ بھی دیوار کی دوسری طرف کود چکا تھا۔ اس طرف باغ سا بنا ہوا
تھا۔ لیکن شاید دیکھ بھال کے لئے کوئی آدمی نہ تھا۔ اس لئے ہر چیز
بالکل سوکھی پڑی تھی۔ فیصل جان بھی سوکھی ہوئی باڑھ کے پیچھے دبک گیا۔

"یہاں کوئی نہیں ہے۔ شاید سامنے کے رخ پر ہو۔ عقبی طرف کے
پائپوں سے اوپر جانا ہو گا" ــــــ ذرا فاصلے سے ناٹران کی ہلکی سی
آواز سنائی دی۔ اور پھر ناٹران سوکھی باڑھ کے پیچھے سے نکل کر کسی
خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا عمارت کی عقبی سمت میں چھت تک جانے
والے پائپوں تک پہنچا اور کسی بندر کی سی پھرتی اور تیزی سے ایک
موٹے سے پائپ پر چڑھتا ہوا چھت کی طرف بلند ہوتا چلا گیا۔ فیصل جان

باڑھ کے پیچھے دبکا ہوا خاموش بیٹھا رہا۔ لیکن اس کی تیز نظریں ادھر ادھر کا مسلسل جائزہ لے رہی تھیں۔ اور ہاتھ کوٹ کی جیب میں پڑے ہوئے ریوالور کے دستے پر مضبوطی سے جما ہوا تھا۔ ناٹران تھوڑی دیر بعد چھت پر کود گیا۔ اور دوسرے لمحے اس کا سر دیوار پر نظر آیا۔ وہ اب چھت پر لیٹ کر فیصل جان کو کور کر رہا تھا۔ چنانچہ فیصل جان نے اس کی پیروی کی اور تھوڑی دیر بعد وہ بھی اسی پائپ پر چڑھتا ہوا چھت پر پہنچ گیا۔

" کنارے کنارے چلتے ہوئے دروازے تک آؤ" ——— ناٹران نے سرگوشی کی اور پھر وہ انتہائی احتیاط سے چھت کے کنارے کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا سیڑھیوں کے دروازے تک پہنچ گیا۔ فیصل جان اس کے پیچھے تھا۔ اور پھر دبے پاؤں وہ دونوں آگے پیچھے سیڑھیاں اترتے ہوئے نچلی منزل پر پہنچ گئے۔ سیڑھیاں چکر کاٹ کر نیچے جا رہی تھیں۔ لیکن ناٹران سائیڈ گیلری میں چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس تنگ اور نیچی چھت کی گیلری میں نچلے کمروں کے بڑے بڑے روشندان تھے۔ اور چار روشندانوں سے تیز روشنی نکل کر گیلری میں پڑ رہی تھی۔ اور ہلکی ہلکی انسانی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ ناٹران اور فیصل جان دونوں دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے پہلے روشندان کی طرف بڑھتے گئے۔ ناٹران نے بغل سے مشین گن اتار کر ہاتھوں میں لے لی۔ اور چند لمحوں بعد وہ روشندان کی سائیڈ میں پہنچ گیا اور پھر فرش پر لیٹ کر آگے بڑھنے لگا۔ اور جب اس کا سر روشندان کی سائیڈ میں پہنچ گیا تو اس نے آہستہ سے ہاتھ اٹھا کر روشندان کو ذرا سا

دھکیلا۔ اس طرح روشندان میں موجود جھری بڑی ہو گئی اور نیچے سے آتی ہوئی آوازیں واضح ہو گئیں۔ ناٹران نے سر اونچا کیا اور روشندان کے کنارے سے نیچے جھانکنے لگا۔ یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک بیضوی میز تھی جس کے گرد رکھی ہوئی کرسیوں پر چھ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک سائیڈ پر بالکل اسی حلیے کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جو حلیہ رام چند نے بتایا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ جبکہ باقی سب کے سامنے سفید کاغذات رکھے ہوئے تھے۔ اور وہ سب انتہائی زور شور سے بحث میں مصروف تھے۔

" یہ فائل بتا رہی ہے جناب کہ ایکس کھرٹی تھری ایکریمیا اور روسیاہ سے بھی کہیں زیادہ اعلیٰ جنگی ٹیکنالوجی کی حامل ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم فوراً اس پر قبضہ کر لیں اور پھر اس کی ٹیکنالوجی کو اپنے دفاع کے لئے استعمال کریں" ——— ایک گنجے سر والے نے تیز لہجے میں کہا۔

" لیکن بوٹا رام آپ نے یہ سوچا کہ اسے آخر قابو کس طرح کیا جائے" ——— ایک اور بھاری مونچھوں اور موٹے شیشے کی عینک پہنے ہوئے دبلے پتلے آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

" اور اگر قابو میں کر بھی لیا جائے تب بھی آپ نے اس کے نتائج پر غور کیا ہے۔ پاکیشیا اور کافرستان میں جنگ بھی چھڑ سکتی ہے اور شوگران بھی اس ٹیکنالوجی کو چوری ہونے سے روکنے کے لئے کافرستان پر حملہ کر سکتا ہے" ——— ایک اور بھاری بدن کے ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"کچھ نہیں ہوگا۔ پرائم منسٹر کی طرف سے ہمیں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ خفیہ آلات نے کافرستانی سرحد کے قریب اس کی موجودگی مارک کی ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کا چیف انجینئر ہمارا آدمی ہے۔ اسے اس طرح غائب کیا جا سکتا ہے کہ پاکیشیا کو اس کا کبھی علم ہی نہیں ہو سکتا"۔۔۔۔ گنجے سر والے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوچ لیں۔ ہم تو انجینئر ہیں۔ ہمیں تو صرف اس ٹیکنالوجی سے مطلب ہے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ اس کے اغوا کے بعد حالات بہت زیادہ بگڑ جائیں"۔۔۔۔ ایک اور نے کہا۔

"زیادہ لمبی چوڑی بحث کا وقت نہیں ہے۔ پرائم منسٹر صاحب نے سیکرٹ سروس کی معرفت یہ فائل اس لئے منگوائی ہے تاکہ اسے دیکھ کر ہم یہ اندازہ لگا سکیں کہ کیا ہم اس پر باہر سے قابو پا سکتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر قابو نہیں پایا جا سکتا تو اس کے اندر کوئی ایسی مشین موجود ہے۔ جسے ہم اس طرح خراب کر دیں کہ پھر یہ آبدوز جنگی مقاصد کے لئے بے کار ہو جائے"۔۔۔۔ سرخ مونچھوں والے نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس فائل سے تو سر رامن ایسی کوئی بات ظاہر نہیں ہو رہی۔ یہ تو اس آبدوز کی جنگی صلاحیتوں سے پر ہے۔ اس میں ٹیکنالوجی کی تفصیل موجود نہیں۔ بہرحال اس کی جنگی صلاحیتوں کی جو تفصیلات دی گئی ہیں اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں انتہائی اعلیٰ پیچیدہ اور انتہائی جدید ٹیکنالوجی استعمال کی گئی ہے"۔۔۔۔ ایک لمبوترے چہرے والے نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"تو پھر یہ طے رہا کہ ہم پرائم منسٹر صاحب کو یہ بتا دیں کہ اگر ایکس تھرٹی تھری کی اعلیٰ ٹیکنالوجی ہم نے حاصل کرنی ہے تو اسے اغوا کئے بغیر ایسا ناممکن ہے"۔۔۔۔ رامن نے کہا۔ اور پھر میٹنگ میں شریک باری باری سب افراد نے سر ہلا دیئے اور پھر اچانک رامن اٹھا اور انتہائی تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کا یہ عمل اس قدر اچانک اور تیز تھا کہ ناٹران بروقت کوئی فیصلہ نہ کر سکا۔ البتہ اس نے پشت پر لدے ہوئے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے ایک چھوٹا سا کیپسول نما بم نکالا اور پھر اس کی پن کو دانتوں سے نوچ کر توڑا اور پھر اپنا انگوٹھا اس جگہ پر رکھ کر اس نے اسے زور سے دبا دیا۔ اب اس کیپسول سے ہلکی ہلکی سرسراہٹ کی آواز نکل رہی تھی۔ ناٹران کی نظریں دروازے پر لگی ہوئی تھیں۔ میٹنگ میں موجود باقی افراد اب پھر آبدوز کے بارے میں باتوں میں مصروف ہو گئے۔ تقریباً تین چار منٹ بعد رامن واپس اندر داخل ہوا اور کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

"میں نے اسپیشل لائن پر پرائم منسٹر صاحب سے بات کر لی ہے انہوں نے یہ فائل فوری طور پر منگوائی ہے۔ وہ شاید اس بارے میں ایکریمیا یا روسیاہی انجینئروں سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے یہ میٹنگ اب برخاست کی جائے۔ فائل مجھے دیں"۔۔۔۔ رامن نے گنجے کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور گنجے نے بڑے مؤدبانہ انداز میں

فائل رامن کی طرف بڑھا دی ۔ پھر جیسے ہی رامن نے فائل ہاتھ میں
لی ۔ ناٹران نے ہاتھ میں موجود کیپسول کو روشندان کی جھری سے
اندر پھینک دیا ۔ دوسرے لمحے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا ۔ اور اس
کے ساتھ ہی انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں ۔ اور پھر پورے
ہال کمرے میں گہرے دودھیا رنگ کا دھواں سا پھیلتا چلا گیا ۔

" تم یہاں سے خیال رکھو ۔ میں نیچے جا رہا ہوں " ـــــ ناٹران
نے واپس مڑتے ہوئے کہا ۔

اور فیصل جان سر ہلاتا ہوا آگے روشندان کی طرف کھسک
گیا ۔ کمرہ ابھی تک دھوئیں سے بھرا ہوا تھا ۔ اور اندر اس دھوئیں
کی قید میں کچھ سائے سے ہلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے ۔
اور ہلکی ہلکی کراہوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ۔ فیصل جان
ہونٹ بھینچے خاموش اور چوکنا بیٹھا ہوا تھا ۔ دھوئیں کی خاصی مقدار
روشندان کی جھری سے نکل رہی تھی ۔ اس لئے فیصل جان بالکل
ہی سائیڈ میں دبک گیا تھا ۔ پھر یک لخت اسے اس دھوئیں کے
اندر تیز روشنی کی لہر سی دوڑتی ہوئی دکھائی دی ۔ یوں لگتا تھا جیسے
تیز ٹارچ کی روشنی کی لکیریں ادھر ادھر حرکت کر رہی ہوں ۔ پھر روشنی کی
یہ لکیریں غائب ہو گئیں ۔ اب دھواں ہلکا ہونے لگ گیا تھا ۔ اور چند
لمحوں بعد فیصل جان کو اپنے عقب میں آہٹ سی محسوس ہوئی تو وہ
چیتے کی سی تیزی سے پلٹا ۔

" آجاؤ " ـــــ ناٹران کی آواز سنائی دی ۔ اور فیصل جان اٹھ
کر تیزی سے گیلری کے آخری سرے کی طرف بڑھ گیا ۔ تھوڑی

دیر بعد وہ ناٹران کے پیچھے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر چھت پر پہنچ گیا ۔

" فائل مل گئی " ـــــ فیصل جان نے پوچھا ۔

" ہاں ۔ جلدی کرو ۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے ۔ تم پہلے نیچے
اترو ۔ میں کنارے سے چیک کرتا ہوں " ـــــ ناٹران نے کہا ۔
اور وہ کنارے کے ساتھ لیٹ کر عقبی باغ کو دیکھنے لگا ۔ فیصل جان
تیزی سے آگے بڑھا اور پھر پائپ سے پھسلتا ہوا انتہائی تیز رفتاری
سے نیچے اتر گیا ۔ عقبی باغ میں ویسے ہی خاموشی طاری تھی ۔ چند لمحوں
بعد ناٹران بھی اسی پائپ کے ذریعے نیچے آیا ۔ اور پھر چند لمحوں بعد
وہ دونوں سائیڈ گلی میں پہنچ چکے تھے ۔ نقاب اتار کر انہوں نے جیبوں
میں رکھے ۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتے اپنی کار کی طرف بڑھتے گئے ۔

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو نے میز پر علیحدہ رکھا ہوا ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"سر سلطان سے بات کریں" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ ابھی تو میں وہیں سے آ رہا ہوں" ــــ عمران نے چونک کر کہا اور رسیور ہاتھ میں لے لیا۔

"یس ــــ عمران بول رہا ہوں" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے۔ تمہارے اٹھتے ہی ایڈمرل کا فون آیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ آبدوز کی فنی خرابی دور کر لی گئی ہے۔ اور آبدوز بخیریت واپس آ گئی ہے۔ میں نے سوچا کہ تمہیں فوراً بتا دوں۔ تاکہ تم اس کے پیچھے نہ جاؤ" ــــ سر سلطان نے مسرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"چلو۔ یہ اچھا ہو گیا۔ اب مجھے فائل لے آنے کے لئے کام کرنا ہو گا۔ تھینک یو" ــــ عمران نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ آبدوز کی واپسی سے کچھ زیادہ خوش نظر نہیں آ رہے۔ حالانکہ سر سلطان تو بے حد خوش ہیں" ــــ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں عمران کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔ جو سر سلطان کی کال کے بعد کچھ زیادہ ہی سنجیدہ نظر آنے لگ گیا تھا۔

"بڑھاپے میں آدمی کو خوش ہی رہنا چاہیئے۔ اس طرح بلڈ پریشر ہائی نہیں ہوتا" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ایڈمرل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ــــ عمران نے پی۔ اے کے ذریعے رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں نے سر سلطان صاحب کو بتا دیا تھا کہ ایکس تھرٹی تھری کی فنی خرابی دور ہو گئی ہے۔ اور وہ واپس آ گئی ہے" ــــ ایڈمرل نے فوراً ہی کہا۔

"مجھے سر سلطان کی طرف سے رپورٹ مل چکی ہے۔ کیا آبدوز واپس آ چکی ہے یا آ رہی ہے" ــــ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ جناب بس آدھے گھنٹے بعد پہنچنے والی ہے" ــــ ایڈمرل نے جواب دیا۔

"میرا نمائندہ اس کے عملے سے فوری ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ یہ ملاقات کہاں ہو سکتی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سر۔ اسپیشل ڈیک پر آبدوز رکتی ہے۔ ویسے آپ حکم کریں تو عملے کو کسی بھی جگہ بلایا جا سکتا ہے" ۔۔۔۔ ایڈمرل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میرا نمائندہ آبدوز کے اندر عملے سے بات چیت کرنا چاہتا ہے۔ آپ آرڈرز کریں۔ میرا نمائندہ اسپیشل ڈیک پر پہنچ جائے گا۔ اس کا نام علی عمران ہے" ۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں آرڈرز کر دیتا ہوں۔ میں خود بھی آدھے گھنٹے بعد پہنچ جاؤں گا۔ تاکہ عمران صاحب کو کوئی تکلیف نہ ہو" ۔۔۔۔ ایڈمرل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ میرے نمائندے کی ہدایات پر پوری طرح عمل کریں گے۔ گڈ بائی" ۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اور دوسری طرف سے بات سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں دراصل ایٹمی آبدوز دیکھنا چاہتا ہوں۔ ویسے جاتا تو ٹکٹ کی رقم بھرنی پڑتی اور تمہیں معلوم ہے کہ چیل کے گھونسلے میں گوشت نہیں ملتا۔ اس لئے رقم میری جیب میں کیسے ہو سکتی ہے۔

ٹکٹ بھرے بغیر آبدوز دیکھی نہیں جا سکتی" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ بہرحال اُسے احساس ہو گیا تھا کہ اس کا سوال بنیادی طور پر غلط تھا۔ لیکن وہ اب کیا کرتا۔ اور عمران جیسا بھی وہ کہاں سے لے آتا۔

چند لمحوں بعد جب عمران ڈریسنگ روم سے باہر آیا۔ تو اس کے جسم پر انتہائی شاندار اور جدید تراش کا خوب صورت سوٹ تھا۔ اور عمران اس لباس میں انتہائی وجیہہ لگ رہا تھا۔

"میں سمجھا تھا آپ ٹیکسی کلر بس پہننے کے لئے گئے ہیں" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر آبدوز کے عملے میں کوئی خوب صورت لڑکی شامل ہوتی تو ضرور وہ لباس پہن لیتا۔ کیونکہ عورتیں احمقوں کو زیادہ پسند کرتی ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہ ناٹران نے رپورٹ بھیجی ہے اس میٹنگ کی" ۔۔۔۔ عمران نے دروازے کی طرف جاتے ہوئے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ لیکن وہ تو بالکل ہی رسمی سی سرکاری رپورٹ ہے۔ میں نے چیک کر لی ہے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ لیکن ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ یک لخت ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔ جبکہ عمران دروازے میں ہی رک گیا۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں سر" ـــــ ٹیلی فون کے ساتھ منسلک لاؤڈر سے ناٹران کی آواز ابھری تو عمران بجلی کی سی تیزی سے واپس پلٹا۔ اور اس نے بلیک زیرو کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"یس" ـــــ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"سر۔ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے پاکیشیا سے ایک اہم ترین فائل اڑائی ہے۔ میں نے وہ فائل واپس حاصل کر لی ہے" ناٹران نے کہا۔

"ایکس تھری ٹی تھری کی فائل کی کاپی کی بات کر رہے ہو" ـــــ عمران نے سادہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر۔ یس سر۔ میں سمجھا تھا سر کہ آپ کو علم نہیں ہے سر" ـــــ ناٹران نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

"شاگل پاکیشیا آ کر فائل لے جائے اور مجھے علم ہی نہ ہو۔ تمہارا یہی مطلب تھا" ـــــ عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"اوہ۔ ویری سوری سر۔ میں معافی چاہتا ہوں سر۔ مجھے واقعی ایسا نہیں سوچنا چاہئے تھا" ـــــ ناٹران کا لہجہ اور زیادہ شرمندگی میں ڈوب گیا۔

"تفصیلی رپورٹ دو" ـــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور جواب میں ناٹران نے شاگل کے ہیڈ کوارٹر سے اپنے ایجنٹ کی کال سے لے کر رالف ہاؤس میں داخلے اور پھر وہاں سے فائل حاصل کرنے کی پوری تفصیل بتا دی۔

"اب وہ فائل کی کاپی تمہارے پاس ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"یس سر" ـــــ ناٹران نے جواب دیا۔

"وہ رامن اور دوسرے انجینئرز زندہ ہیں یا مر گئے ہیں" ـــــ عمران نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"وہ سب ختم ہو گئے ہیں۔ میں نے اسی لئے ایٹی فائیو کیپسول استعمال کیا تھا۔ تاکہ ان کا خاتمہ ہو جائے۔ میرا آئیڈیا تھا کہ اگر وہ زندہ رہ گئے تو اس فائل کے مندرجات وہ دوسروں تک پہنچا دیں گے۔ کیونکہ وہ سب اس فائل کو پوری طرح پڑھ چکے تھے" ـــــ ناٹران نے جواب دیا۔

"تم نے خاصی تیز کارکردگی دکھائی ہے۔ اور اپنے طور پر خاصا کام کر لیا ہے۔ لیکن تم نے میری ساری پلاننگ تباہ کر دی ہے" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر۔ وہ سر......" ـــــ ناٹران عمران کے اس غیر متوقع جواب پر بری طرح بوکھلا گیا۔

"میں نے جان بوجھ کر شاگل کو فائل کی ایسی کاپی مہیا کرنے کا بندوبست کیا تھا۔ جو اصل فائل کی کاپی نہ تھی۔ بلکہ جعلی تھی۔ اس طرح میں حکومت کافرستان کو ایک مخصوص پلاننگ میں پھنسانا چاہتا تھا۔ ورنہ تم کیا سمجھتے ہو کہ شاگل پاکیشیا سے اصل فائل کی کاپی حاصل کر کے زندہ واپس جا سکتا تھا۔ تمہاری اس کارکردگی نے پوری پلاننگ کا خاتمہ کر دیا" ـــــ عمران نے انتہائی کرخت

لہجے میں کہا۔
"اوہ سر۔ مجھے تو اس بات کا خیال بھی نہ آیا تھا سر۔ آئی ایم
ویری سوری سر"۔۔۔ ناٹران کے لہجے میں ایسی گھبراہٹ ابھر
آئی۔ جیسے اس کا سانس رک گیا ہو۔
"تم نے بہرحال اچھی کارکردگی دکھائی ہے۔ اس لئے تمہیں
معاف کیا جاسکتا ہے۔ آئندہ اہم معاملات میں مجھ سے پوچھے
بغیر کوئی اقدام نہیں ہونا چاہیئے۔ سمجھے"۔۔۔ عمران نے سخت
لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ آئندہ ایسی شکایت نہیں ہوگی سر"۔۔۔ ناٹران
نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔
"بہرحال تمہاری رپورٹ میں ایک اطلاع کام کی ہے کہ آبدوز
کے عملے میں چیف انجینئر ان کا آدمی ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں
چیک کر دوں گا۔ تم اس فائل کو فوراً جلا دو"۔۔۔ عمران نے
تیز لہجے میں کہا۔
"یس سر"۔۔۔ ناٹران نے جواب دیا اور عمران نے رسیور
رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لیا۔
"ایک تو اس بے چارے نے انتہائی شاندار کارکردگی دکھا
ہوئے فائل واپس حاصل کی۔ آپ نے الٹا اسے بڑی طرح جھا
دیا"۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ایکسٹو بننے کے لئے ایکسٹو کا رعب بھی قائم کرنا پڑتا
ہے۔ فائل تو بہرحال واپس آگئی۔ وہ لوگ بھی ختم ہوگئے جنہو

نے فائل پڑھی تھی۔ لیکن ناٹران کو اگر میں یہ بات نہ کہتا تو اس کے
ذہن میں ایکسٹو کی کیا تصویر بنتی کہ شاگل پاکیشیا جا کر فائل بھی لے
آیا اور ایکسٹو کو اس کا علم بھی نہیں۔ اور اگر علم ہے تو پھر زیادہ
بے عزتی کی بات تھی۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر واقعی ہماری پلاننگ
ہوتی اس طرح جعلی فائل بھیجنے کی تو ناٹران کی اپنے طور پر ایسی کارکردگی
کیا گل کھلاتی"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو بے اختیار
ہنس پڑا۔
"لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آخر کافرستان
اس سارے چکر سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ آبدوز اغوا نہ کر
سکتا تھا۔ کیونکہ اس طرح دونوں ملکوں کے درمیان اعلان جنگ
ہوجاتا۔ فائل میں صرف آبدوز کی جنگی صلاحیتوں کی تفصیل تھی۔
اس سے انہیں کوئی حتمی فائدہ نہ ہوسکتا تھا"۔۔۔ بلیک زیرو
نے کہا۔
"اس بات کا پتہ چلانے کے لئے تو میں آبدوز کے عملے
سے ملنا چاہتا تھا۔ کیونکہ میرا آئیڈیا تھا کہ یہ فنی خرابی پیدا نہیں
ہوئی۔ بلکہ وقتی طور پر پیدا کی گئی ہے۔ لیکن اس کے بعد فنی خرابی
ٹھیک بھی ہوگئی اور آبدوز واپس بھی آگئی۔ اس کا یہی مطلب
ہوسکتا تھا کہ عملے میں کافرستان کا کوئی آدمی شامل ہے۔ اور
وہ آدمی ایسا ہوسکتا ہے جو فنی خرابی پیدا کرنے کا اہل بھی ہے۔
اب ناٹران کی رپورٹ سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ وہ چیف
انجینئر ہے۔ میرے ذہن میں بھی ویسا ہی آدمی تھا۔ اب یہ معلوم

کرنا ہے کہ انہوں نے اس فنی خرابی سے کیا فائدہ اٹھانا ہے۔
یا فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ اور میرے خیال میں اب سارے
عملے سے ملنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ چیف انجینئر سے ہی
معلوم ہو سکتا ہے" ــــــ عمران نے کہا۔ اور کرسی پر بیٹھ کر اس
نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور ایڈمرل کے نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے۔

"ایکسٹو" ــــــ ایڈمرل سے براہ راست رابطہ قائم ہوتے
ہی عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ــــــ دوسری طرف سے ایڈمرل نے جواب
دیا۔

"آپ آبدوز کے عملے کو نہ روکیں۔ صرف آبدوز کے عملے
کے نام اور ان کی رہائش گاہیں بتا دیں۔ فی الحال میرا پروگرام
بدل گیا ہے۔ اگر میں نے ضرورت سمجھی تو میرا نمائندہ ان
سے خود براہِ راست مل لے گا۔ لیکن آپ نے عملے کو اس
بات سے آگاہ نہیں کرنا" ــــــ عمران نے سخت لہجے
میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ جیسے آپ کا حکم سر" ــــــ ایڈمرل نے
جواب دیا۔

"آپ عملے کے نام اور ان کی رہائش گاہیں بتا دیں" ــــــ
عمران نے کہا۔

"سر ــــــ عملہ نیول کالونی میں رہتا ہے سر۔ صرف آٹھ

افراد پر مشتمل ہے سر۔ ایک منٹ ہولڈ آن کریں سر۔ میں
ان کے بارے میں تفصیلی فائل طلب کر لوں" ــــــ ایڈمرل
نے کہا۔

"یس" ــــــ عمران نے کہا۔ اور خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر
بعد ایڈمرل نے عملے کے ناموں۔ ان کے عہدے اور ان کی
رہائش گاہوں کی تفصیل بتا دیں۔

"اوکے" ــــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

ٹیلی فون کی تیز گھنٹی کے مسلسل بجتے رہنے سے
گہری نیند سوئے ہوئے شاگل نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور
پھر بُرا سا منہ بناتے ہوئے اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے
ٹیلی فون کا رسیور اٹھالیا۔

"یس" ——— شاگل نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سر۔ پرائم منسٹر صاحب سے بات کیجئے" ——— دوسری
طرف سے آپریٹر نے کہا۔ اور شاگل پرائم منسٹر کا نام سن کر ایک
جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا۔ نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں غائب ہو گئی
تھی۔

"ہیلو" ——— چند لمحوں بعد رسیور پر پرائم منسٹر کی آواز
ابھری۔

"یس سر۔ شاگل بول رہا ہوں سر" ——— شاگل نے

انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو تو اطلاع مل گئی ہو گی کہ نیول کے بہترین انجینئر جو
آپ کی لائی ہوئی فائل پر غور کر رہے تھے۔ ہلاک کر دیئے گئے
ہیں اور فائل غائب ہو چکی ہے۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ نے
مجرموں کو پکڑنے کے لئے کیا کارروائی کی ہے" ——— پرائم منسٹر
کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

اور پرائم منسٹر کی بات سن کر شاگل کا دماغ بھک سے
اُڑ گیا۔

"سر ——— وہ سر" ——— شاگل نے بُری طرح بوکھلائے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"میری بات غور سے سنیں۔ میں فوراً وہ فائل مع مجرموں کے
واپس چاہتا ہوں۔ یہ آپ کی ڈیوٹی ہے کہ آپ کم سے کم وقت
میں وہ فائل واپس حاصل کریں" ——— پرائم منسٹر نے پھاڑ کھانے
والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

شاگل چند لمحے تو حیرت سے بت بنا رسیور ہاتھ میں پکڑے
بیٹھا رہا۔ دوسرے لمحے اس نے رسیور کریڈل پر پھینکا۔ اور
اٹھ کر ریٹائرنگ روم کے دروازے کی طرف بھاگ پڑا۔ اس
کا انداز ایسا تھا جیسے خود مجرموں کے پیچھے بھاگ رہا ہو۔ لیکن پھر
دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک جھٹکے سے رکا۔ اور جتنی تیزی
سے گیا تھا۔ اتنی ہی تیزی سے واپس آیا۔ اس نے واپس آکر رسیور
اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سر" ــــ دوسری طرف سے سیکنڈ ہیڈ کوارٹر کے چیف کی بھاری آواز سنائی دی۔

"ٹامی۔ میں شاگل بول رہا ہوں۔ رام چند کہاں ہے" ــــ شاگل نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"رام چند اپنے کمرے میں ہے جناب" ــــ ٹامی نے چونک کر جواب دیا۔

"اس سے بات کراؤ فوراً" ــــ شاگل نے چیخ کر کہا۔

"یس سر" ــــ دوسری طرف سے ٹامی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"یس ــــ رام چند بول رہا ہوں جناب" ــــ چند لمحوں بعد رسیور پر رام چند کی آواز سنائی دی۔

"رام چند۔ وہ فائل جو تم رامپ ہاؤس میں دے کر آئے تھے اسے اڑا لیا گیا ہے۔ اور نیول کے انجینئر جو اس فائل پر غور کر رہے تھے ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ تم فوراً رامپ ہاؤس جا کر حالات معلوم کرو اور مجھے رپورٹ دو۔ پرائم منسٹر صاحب اس فائل کو مع مجرموں کے فوراً حاصل کرنا چاہتے ہیں" ــــ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر" ــــ دوسری طرف سے رام چند نے کہا اور شاگل نے رسیور واپس کریڈل پر پھینکا اور تیزی سے کمرے سے نکل کر واپس اپنے دفتر کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں زلزلہ سا آیا ہوا تھا۔ اسے سمجھ نہ آ رہا تھا کہ آخر اس قدر جلد فائل کس نے

حاصل کی اور کس طرح۔ ایک لمحے کے لئے اسے عمران کا خیال آیا۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے اس خیال کو جھٹک دیا کیونکہ عمران بہرحال انسان تھا کوئی جن تو نہ تھا کہ پلک جھپکنے میں پاکیشیا سے کافرستان بھی پہنچ جاتا اور پھر اسے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ فائل اس وقت کہاں ہے اور وہ فائل بھی حاصل کر لیتا اور اسی لمحے اسے جونی اور شنکر کا خیال آ گیا۔ اس نے دفتر میں پہنچتے ہی انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر ــــ سنگھ بول رہا ہوں" ــــ دوسری طرف سے اس کے نمبر ٹو کی آواز سنائی دی۔

"میں نے تمہیں شنکر اور جونی کے بارے میں رپورٹ حاصل کرنے کے لئے کہا تھا" ــــ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ان دونوں سے رابطہ قائم نہ ہو رہا تھا۔ چنانچہ میں نے سپیشل فریکونسی پر انہیں کال کیا۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ یوں لگتا تھا کہ یا تو دونوں ہلاک ہو چکے ہیں یا پھر بے ہوش ہیں ورنہ سپیشل کال کا جواب تو ضرور دیتے" ــــ سنگھ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تم نے مجھے فوری رپورٹ کیوں نہیں دی" ــــ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"سر۔ آپ ریٹائرنگ روم میں چلے گئے تھے اور آپ کی اپنی ہدایت ہے کہ آپ کو ریٹائرنگ روم میں ڈسٹرب نہ کیا جائے" ــــ سنگھ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ہوں۔ تم فوراً پاکیشیا میں اپنے ایجنٹس کو حرکت میں لے آؤ۔

تاکہ ان دونوں کے متعلق تفصیلات کا علم ہو سکے۔ انہیں حکم دو کہ
وہ وہاں عمران کو ٹٹولیں۔ ہو سکتا ہے وہ دونوں اس کے ہتھے چڑھ
گئے ہوں۔ بہرحال مجھے پوری تفصیل چاہیئے۔ اور جلدی "۔۔۔۔
شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔ اور انٹرکام کا رسیور پٹخ دیا۔ اور
دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے
وہ جیتی ہوئی بازی یک لخت ہار گیا ہو سنجانے وہ کتنی دیر اسی حالت
میں بیٹھا رہا کہ دروازے پر دستک کی آواز سن کر چونک پڑا۔
"یس۔ کم ان" ۔۔۔۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور
دروازہ پر نمودار ہونے والے رام چند کو دیکھ کر ایک بار پھر
چونک پڑا۔
"تم خود آئے ہو۔ ٹیلی فون نہ کر سکتے تھے"۔۔۔۔ شاگل نے
بُری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"سر۔ رپورٹ ہی ایسی ہے کہ مجھے خود آنا پڑا"۔۔۔۔ رام چند
نے جواب دیا۔
"کیا رپورٹ ہے۔ جلدی بتاؤ"۔۔۔۔ شاگل نے جھٹکا لیتے
ہوئے پوچھا۔
"سر۔ فائل مجھ سے لے کر چیف انجینئرنگ منیجر رامپ
ہاؤس کے عقب میں ایک خفیہ عمارت رالف ہاؤس میں چلا گیا۔
جہاں نیوی کے اعلیٰ انجینئرز کے ساتھ پرائم منسٹر صاحب کے
حکم پر اس فائل کے بارے میں غور کرنے کے لئے میٹنگ
کال کی گئی تھی۔ یہ چونکہ خفیہ عمارت ہے اور نیوی کی اعلیٰ سطحی

میٹنگز اکثر وہاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے وہاں کسی حفاظتی انتظام کا انہیں
خیال تک نہ آیا۔ اور سر کسی ضروری کام کے لئے جب وہاں فون
کیا گیا تو کوئی جواب نہ آیا تو رامپ ہاؤس سے آدمی بھیجا گیا۔ تب
معلوم ہوا کہ میٹنگ ہال میں سب انجینئرز مردہ پڑے ہوئے ہیں اور
فائل غائب ہے۔ پھر رامپ ہاؤس کی طرف سے پرائم منسٹر صاحب
کو صورت حال بتائی گئی"۔۔۔۔ رام چند نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔
"اوہ نانسنس۔ ان لوگوں کو حفاظتی انتظامات کر لینے چاہئیں تھے۔
لیکن یہ کن لوگوں کا کام ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ شاگل نے غصے سے بُری
طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"سر۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ انہیں اس فائل کے اس
طرح حاصل کئے جانے کا تصور بھی نہ تھا۔ اور سر میں نے جو انکوائری
کی ہے۔ اس سے ایک بات سامنے آئی ہے کہ مجرموں نے آپ
کی آواز میں اس عمارت کا پتہ معلوم کیا ہے"۔۔۔۔ رام چند نے کہا۔
"میری آواز میں۔۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔۔ شاگل
رام چند کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا۔
"یس سر۔۔۔۔ رامپ ہاؤس میں فون وصول ہوا۔ آپ بول
رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ آپ فوراً چیف انجینئرنگ منیجر سے
بات کرنا چاہتے ہیں جس پر آپ کو بتایا گیا کہ وہ انتہائی ضروری میٹنگ
میں رالف ہاؤس میں موجود ہیں۔ اور انہیں ڈسٹرب نہیں کیا جا سکتا"۔
رام چند نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ لیکن میری آواز کی نقل کون کر سکتا ہے۔ اور انہیں کیسے پتہ چلا کہ فائل رامپ ہاؤس میں چیف انجینئرنگ منیجر کے پاس پہنچائی گئی ہے۔ جب کہ مجھے خود نہیں معلوم یہ سب تم بتا رہے ہو۔ اور تمہارے علاوہ اور کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا"۔۔۔۔ شاگل نے مشکوک نظروں سے سامنے بیٹھے ہوئے رام چند کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ آپ کی بات درست ہے۔ میں نے بھی اس پوائنٹ پر غور کیا ہے۔ اور مجھے ساری بات سمجھ میں آگئی ہے۔ لیکن میرے رامپ ہاؤس جانے کے بارے میں کسی کو یہیں ہیڈ کوارٹر سے ہی معلوم ہوا ہے۔ یہ بات ہوئی ہے کہ جب میں رامپ ہاؤس میں فائل دے کر واپس آ رہا تھا کہ سپیشل ایجنسی کے چیف انسپکٹر نے مجھے روکا۔ اس نے مجھے اپنا سرکاری کارڈ بھی دکھایا۔ اور مجھ سے پوچھا کہ میں رامپ ہاؤس کیا کرنے گیا تھا۔ اور میں اپنی شناخت کراؤں۔ میرے انکار پر اس نے بتایا کہ صدر مملکت کی مخصوص ہدایات پر سپیشل ایجنسی رامپ ہاؤس جانے والے ہر شخص کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی پابند ہے۔ لیکن جب میں نے اپنی شناخت کرانے سے انکار کیا تو اس نے کہا کہ میں صرف اتنا بتا دوں کہ میں رامپ ہاؤس میں کس سے ملا ہوں تاکہ اس سے میرے بارے میں تصدیق ہو سکے۔ اس پر میں نے اسے بتایا کہ میں جس آدمی سے ملا ہوں اس کے دفتر کے باہر چیف انجینئرنگ منیجر کی تختی لگی ہوئی تھی۔ اس پر وہ واپس چلا گیا۔ میں نے خیال نہ کیا کہ

ہو سکتا ہے۔ سپیشل ایجنسی رامپ ہاؤس کے بارے میں فعال ہو۔ لیکن اس پوائنٹ پر غور کرنے کے بعد کہ مجرموں کو چیف انجینئرنگ منیجر کا پتہ کیسے چلا۔ میرے ذہن میں اس سپیشل ایجنسی والے چیف انسپکٹر کی بات تھی چنانچہ میں نے سپیشل ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ سپیشل ایجنسی رامپ ہاؤس کی نگرانی نہیں کر رہی۔ اور نہ ان کے پاس ایسی کوئی ہدایات ہیں"۔۔۔۔ رام چند نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ اس چیف انسپکٹر نے میری آواز میں فون کر کے رالف ہاؤس کا پتہ چلا لیا"۔۔۔۔ شاگل نے چونک کر کہا۔

"یس سر۔ مجھ سے چیف انجینئرنگ منیجر کا پتہ معلوم کر کے انہوں نے فون پر آپ کے لہجے میں بات کی اور اس طرح انہوں نے رالف ہاؤس کا پتہ معلوم کیا اور پھر وہاں ریڈ کر کے وہ سب کو آسانی سے ہلاک کر کے فائل لے اڑے۔ میں نے رالف ہاؤس کا بھی معائنہ کیا ہے۔ اس کمرے میں موجود لاشوں کی کیفیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان پر انتہائی جدید ترین چوکنگ گیس استعمال کی گئی ہے۔ اور ایسی گیس کوئی عام مجرم استعمال نہیں کر سکتا۔ عام مجرم تو ان پر فائر کھول دیتے۔ لیکن فائرنگ کی آواز سے وہ پکڑے جا سکتے تھے"۔۔۔۔ رام چند نے جواب دیا۔

"ہوں۔ لیکن تم نے اس چیف انسپکٹر کا حلیہ اور کار کا نمبر تو دیکھا ہی ہو گا"۔۔۔۔ شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"یس سر۔ کار کے نمبر میرے ذہن میں تھے۔ لیکن میں نے معلوم کر لیا ہے وہ نمبر جعلی تھے۔ البتہ حلیہ میں نے ڈائریکٹر جنرل کو بتایا۔

لیکن انہوں نے بتایا کہ اس حلیے کا کوئی آدمی ان کی ایجنسی میں نہیں
ہے" ——— رام چند نے جواب دیا۔
"تم نے واقعی حیرت انگیز پھرتی دکھائی ہے رام چند۔ جو اتنے
سے وقت میں اس قدر تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ اور اب مجھے معلوم
ہو گیا ہے کہ یہ کن لوگوں کی حرکت ہے۔ یہ یقیناً پاکیشیا کے فارن
ایجنٹس ناٹران یا اس کے کسی ساتھی کی حرکت ہو گی۔ ان کے سوا ایسی
کارروائی کوئی نہیں کر سکتا۔ جونی اور شنکر یقیناً عمران کے قبضے میں
ہیں۔ ان سے اس نے فائل کے بارے میں معلوم کیا ہو گا۔ اور پھر
فوری طور پر فائل حاصل کرنے کے لئے اس نے انہیں کام پر لگا دیا
ہو گا۔ جس آدمی نے تم سے بات کی تھی اس کا قد و قامت کیا تھا"
شاگل نے کہا۔ اور جب رام چند نے جواب دیا تو شاگل نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔
"بالکل ناٹران کا یہی قد و قامت ہے۔ مجھے واقعی اس پہلو کا خیال
رکھنا چاہیئے تھا۔ لیکن ان کم بختوں کا مجھے خیال تک نہ آیا۔"
"اوہ بالکل باس۔ اب آپ کے بات کرنے پر مجھے بھی خیال
آ گیا ہے۔ وہ واقعی ناٹران تھا۔ وہ یقیناً اس وقت میک اپ میں تھا اس لئے
میں اسے پہچان نہ سکا تھا" ——— رام چند نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ شاگل اس کی بات کا جواب دیتا۔
ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
"یس" ——— شاگل نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔
"پرائم منسٹر صاحب سے بات کیجئے" ——— دوسری طرف سے

کہا گیا اور ساتھ ہی پرائم منسٹر کی آواز سنائی دی۔
"ہیلو" ——— پرائم منسٹر کے لہجے میں مخصوص وقار تھا۔
"یس سر۔ میں شاگل بول رہا ہوں سر" ——— شاگل نے فوراً
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"کیا رپورٹ ہے مجرموں کے بارے میں" ——— پرائم منسٹر
نے کرخت لہجے میں پوچھا۔
"سر۔ یہ فائل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹس
نے حاصل کی ہے۔ میں نے مکمل تفتیش کر لی ہے۔ اگر سر آپ مجھے
ذرا بھی اشارہ کر دیتے کہ اس فائل پر میٹنگ کال کی گئی ہے تو
میں حفاظتی انتظامات کر لیتا۔ میں تو سمجھا تھا کہ فائل رامپ ہاؤس
سے آپ کے پاس پہنچ جائے گی۔ اس لئے میں بے فکر ہو گیا سر"
شاگل نے جواب دیا۔
"مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ اس طرح کی کارروائی بھی ہو سکتی ہے
لیکن یہ فارن ایجنٹس کون ہیں اور تم نے انہیں اب تک گرفتار
کیوں نہیں کیا" ——— پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔
"ہم نے انہیں ٹریس کر لیا تھا۔ لیکن ہمیں ذرا سی دیر ہو گئی
اور وہ چند لمحے پہلے مخصوص چارٹرڈ جہاز سے پاکیشیا کو نکل گئے
ہیں۔ میں نے اب پاکیشیا میں اپنے فارن ایجنٹس کو الرٹ کر دیا ہے۔ کہ
وہ یہ فائل دوبارہ حاصل کرنے کے لئے بھاگ دوڑ کریں" ———
شاگل نے اپنی جان چھڑانے کے لئے پوری ایک کہانی سنا دی۔
"ٹھیک ہے۔ فائل ضرور حاصل ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ یہ

فائل ہمارے لئے بے حد اہم تھی۔ لیکن اگر اسے پاکیشیا والوں نے حاصل کیا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا کو اس فائل کے چوری ہونے کا علم ہو گیا تھا۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یہ فائل ہمارے لئے اب بے کار ہو گئی ہے۔ لیکن تمہارے ایجنٹس کام ضرور کریں۔ تاکہ پاکیشیا والوں کا ذہن کسی اور طرف نہ جا سکے اور وہ اس فائل میں ہی الجھے رہیں"۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر صاحب نے گول مول سے لہجے میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں سر۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں سر"۔۔۔۔۔ شاگل پرائم منسٹر کی تضاد سے بھرپور بات سن کر چونک پڑا تھا۔

"اب موقع آ گیا ہے کہ تمہیں صحیح صورت حال بتا دی جائے۔ تاکہ تم صحیح صورتحال کو سمجھ کر آئندہ اقدامات کرو۔ تم ایسا کرو کہ فوراً پرائم منسٹر ہاؤس پہنچو۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں"۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ اس کا مطلب ہے کہ بالا بالا کوئی اور ہی چکر چلایا جا رہا ہے۔ سیکرٹ سروس کو اعتماد میں ہی نہیں لیا گیا۔ میں پرائم منسٹر سے احتجاج کروں گا"۔۔۔۔۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب میرے لئے کیا حکم ہے سر"۔۔۔۔۔ رام چند نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم اس کم بخت ناٹران کو تلاش کرو۔ میں نے پرائم منسٹر صاحب

سے فوری طور پر جان چھڑانے کے لئے بہانہ تو بنا دیا ہے کہ فائل یہاں سے نکل گئی ہے۔ کیونکہ انہوں نے بار بار فون کر کے میرا ناطقہ بند کر دیا تھا۔ لیکن اب اس ناٹران کا وجود میں کافرستان میں سانس لیتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا"۔۔۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔۔۔۔ میں کام شروع کر دیتا ہوں سر"۔۔۔۔۔ رام چند نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور شاگل سر ہلاتا ہوا باہر کی طرف نکل گیا۔ رام چند اس کے پیچھے تھا۔

شاگل نے گیراج سے اپنی کار منگوائی اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار فراٹے بھرتی ہوئی پرائم منسٹر ہاؤس کی طرف دوڑی جا رہی تھی۔

عمران نے کار نیول آفیسر کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ کے
گیٹ کے سامنے روکی اور دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ سائیڈ
سیٹ پر صفدر موجود تھا۔ وہ اندر ہی بیٹھا رہا۔ عمران نے کال
بیل کا بٹن دبایا۔ تو چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور
ایک ملازم باہر آگیا۔

"یہ کارڈ اپنے صاحب کو دے دو"۔۔۔۔ عمران نے جیب
سے ایک کارڈ نکال کر ملازم کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔ اور
واپس سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"بہتر سر"۔۔۔۔ ملازم نے سر ہلاتے ہوئے جواب
دیا اور واپس کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک
پورا کھل گیا۔

"تشریف لائیے جناب۔ صاحب آپ کے منتظر ہیں"

ملازم نے پھاٹک کھول کر سائیڈ سے جھانکتے ہوئے کہا۔ اور عمران
نے سر ہلاتے ہوئے کار سٹارٹ کی اور کوٹھی کا لان کراس کر کے
برآمدے کے سامنے بنے ہوئے پورچ میں پہنچ گیا۔

سامنے برآمدے میں ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر آدمی گھریلو لباس
پہنے کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ عمران نے
کار روکی اور پھر صفدر کو باہر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے نیچے اتر
آیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ برآمدہ میں کھڑا آدمی ہی ایکس تھرٹی تھری کا چیف
انجینئر لیاقت علی ہے۔

"میرا نام لیاقت ہے۔ فرمائیے"۔۔۔۔ عمران کے باہر
نکلتے ہی اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں عمران
کا دیا ہوا کارڈ تھا۔

"یہ کارڈ آپ نے پڑھ لیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم
سے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن جنرافیکل سروے ایجنسی کا مجھ سے کیا تعلق ہو
سکتا ہے"۔۔۔۔ لیاقت علی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے تو یہ کارڈ مجھے واپس دے دیجئے۔ ہماری ایجنسی بڑی
غریب سی ہے۔ اس کے پاس اتنا بجٹ نہیں ہے کہ اس قدر
قیمتی کارڈ زیادہ تعداد میں چھپوا کر تقسیم کر سکے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
اور ساتھ ہی اس نے خود ہی لیاقت علی کے ہاتھ سے کارڈ اس
طرح جھپٹ لیا جیسے واقعی وہ کوئی انتہائی قیمتی چیز ہو۔ لیاقت علی
اس طرح چونک کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آ رہا

ہو کہ کوئی اس قسم کی بات یا حرکت بھی کر سکتا ہے ۔

" ہاں ۔ اب یہ تعلق ہمیں برآمدے میں ہی کھڑے کھڑے بتانا پڑے گا یا آپ ہمیں ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھنے کی اجازت دیں گے " ۔۔۔۔ عمران نے کارڈ کو جیب میں رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا ۔

" آئیے " ۔۔۔۔ لیاقت علی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا ۔ اور برآمدے کی سائیڈ میں بنے ہوئے کمرے کے دروازے کی طرف چل پڑا ۔ یہ ڈرائنگ روم تھا ۔

" تشریف رکھئے " ۔۔۔۔ لیاقت علی نے بڑے طنزیہ سے لہجے میں صوفوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔ اور عمران اس طرح صوفے پر بیٹھ گیا جیسے زندگی میں پہلی بار کسی صوفے پر بیٹھ رہا ہو ۔

" جی اب فرمائیے " ۔۔۔۔ لیاقت علی نے انتہائی خشک لہجے میں کہا ۔

" یعنی آپ ہمیں چائے وغیرہ بھی نہ پوچھیں گے ۔ کمال ہے ۔ یہ تو کم از کم آداب میزبانی کے خلاف بات ہے " ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" آپ پہلے یہاں تشریف لانے کا مقصد بتائیے ۔ میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے " ۔۔۔۔ لیاقت علی کا لہجہ یک لخت پہلے سے زیادہ خشک ہو گیا ۔

" جیسے آپ کی مرضی ۔ میں نے تو سوچا تھا ۔ چلو چائے وغیرہ پی کر بات کی جائے ۔ لیکن ہو سکتا ہے آپ کی تنخواہ فضول خرچی کی

اجازت نہ دیتی ہو بات دراصل یہ ہے کہ ہماری ایجنسی آج کل سمندر کی تہہ کے جغرافیے کا سروے کر رہی ہے ۔ اور آپ پاکیشیا کی ایٹمی آبدوز کے چیف انجینئر ہیں ۔ اور ایجنسی کو معلوم ہوا ہے کہ کسی فنی خرابی کی وجہ سے آبدوز کافی دیر تک سمندر کی تہہ میں بیٹھی چلغوزے کھاتی رہی ہے ۔ اور ظاہر ہے جب چلغوزے کھائے جاتے ہیں تو ادھر ادھر بھی دیکھا جاتا ہے ۔ بس آپ ہمیں ادھر ادھر کی تفصیل بتا دیں " ۔۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا ۔

" کیا بکواس ہے ۔ کیا آپ پاگل ہیں " ۔۔۔۔ لیاقت علی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔ اور ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ۔

" ابھی اسے رہنے دیں لیاقت علی صاحب ۔ اس کا وقت بھی آجائے گا " عمران نے یک لخت غراتے ہوئے کہا ۔

اور لیاقت علی چونک کر سیدھا ہوا ۔ اس کے چہرے پر یک لخت حیرت کے آثار ابھر آئے ۔ کیونکہ عمران ۔۔۔۔ کے چہرے کے نقوش یک لخت بدل گئے تھے ۔

" کیا مطلب ۔۔۔۔ آپ ہیں کون " ۔۔۔۔ لیاقت علی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا ۔

" آپ شادی شدہ ہیں " ۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا ۔

" شادی شدہ ۔۔۔۔ ہاں ۔ کیوں " ۔۔۔۔ لیاقت علی نے ایک

اور جھٹکا کھاتے ہوئے پوچھا۔

"آپ اپنی بیگم کو بلوا لیجیے۔ تاکہ اس کے سامنے بات کھل جائے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بیگم کو۔۔۔۔ لیکن بیگم تو بچوں سمیت اپنے میکے گئی ہوئی ہیں لیکن آپ ہیں کون۔ کیا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ لیاقت علی اب بُری طرح الجھ گیا تھا۔

"صفدر۔ تم جا کر کار میں بیٹھو۔ میں ذرا لیاقت علی صاحب سے ایک مردانہ بات کر لوں"۔۔۔۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور صفدر مسکراتا ہوا اٹھا اور ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔

"آپ کے کتنے بچے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے صفدر کے جاتے ہی بڑے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

"کیا بکواس ہے۔ آپ ہیں کون"۔۔۔۔ لیاقت علی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اب شائد بات اس کی برداشت سے باہر ہو رہی تھی۔

"ارے۔ آپ تو اس طرح گھبرا گئے ہیں جیسے میرا تعلق خاندانی منصوبہ بندی والوں سے ہو۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تشریف رکھیں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لیاقت علی ہونٹ کاٹتا ہوا دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"خدا کے لئے آپ کھل کر بات کریں۔ آپ کون ہیں اور کیوں

آئے ہیں۔ کالونی کے گیٹ پر تو کسی غیر متعلق آدمی کو داخل نہیں ہونے دیا جاتا"۔۔۔۔ لیاقت علی واقعی وقتی طور پر بے حد الجھ گیا تھا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بڑی طرح زچ ہو چکا ہے۔

"میں نے بچے پوچھے تھے"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا کوئی بچہ نہیں ہے"۔۔۔۔ لیاقت علی نے اس طرح جواب دیا جیسے عمران کے سر پر لٹھ مار رہا ہو۔

"اوہ۔۔۔۔ ویری سوری۔ اچھا میں تو دعا ہی کر سکتا ہوں اور ضرور کروں گا۔ کہتے ہیں خلوص سے دعا کی جائے تو ضرور پوری ہوتی ہے۔ بس سارا مسئلہ اسی خلوص کا ہے۔ بازار میں ملتا نہیں۔ جو آدمی جا کر دو چار کلو خرید لے"۔۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔ اور لیاقت علی اب ہونٹ دبائے اس طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے مکمل یقین ہو گیا ہو کہ عمران واقعی پاگل ہے۔

اسی لمحے صفدر واپس اندر داخل ہوا۔ اور بڑی خاموشی سے واپس صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ایک ہی تھا۔ ڈاؤن ہو گیا"۔۔۔۔ صفدر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

"کیا بکواس ہے۔ چلیں اٹھیں۔ دفع ہو جائیں۔ اب میں مزید برداشت نہیں کر سکتا۔ پاگلوں کو میری ہی کوٹھی نظر آئی تھی"۔۔۔۔ لیاقت علی نے اس بار حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اطمینان سے بیٹھو لیاقت علی۔ زیادہ چیخنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سمجھے" ——— عمران نے یک لخت غراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ لیاقت علی اس طرح سہم گیا جیسے اژدھے کی پھنکار سن کر پرندے سہم جاتے ہیں۔

"مم ——— مم ——— مگر......" ——— لیاقت علی نے کچھ کہنا چاہا۔

"آبدوز میں تم نے کیا فنی خرابی پیدا کی تھی" ——— عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔ اور لیاقت علی اس طرح چونک پڑا جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو۔

"کیا ——— کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو تم" ——— لیاقت علی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ تمہاری بیوی میکے گئی ہوئی ہے۔ ملازم کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ اس لئے تمہاری چیخیں چاہے کتنی بھی بلند ہوں تمہاری مدد کے لئے کوئی نہیں آسکتا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دیا جائے تو اور بات ہے ورنہ سیدھی طرح میرے سوالوں کا جواب دے دو" ——— عمران کا لہجہ اس قدر سخت تھا کہ پاس بیٹھے ہوئے صفدر نے بھی بے اختیار جھرجھری لی۔

"مم ——— مم ——— مگر آپ کون ہیں" ——— لیاقت علی کی حالت واقعی خراب ہوگئی تھی۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھٹ گئی تھیں۔ اور جسم اب نمایاں طور پر کانپنے لگ گیا تھا۔

"ہم موت کے نمائندے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم کافرستان

کے ایجنٹ ہو۔ لیکن ہو سکتا ہے تم نے کسی انسانی مجبوری کی وجہ سے یہ غداری کی ہو۔ اور اگر واقعی ایسا ہے تو تم غدار ہونے کے باوجود قابل معافی ہو سکتے ہو۔ تم پر رحم بھی کیا جا سکتا ہے کہ تمہیں صرف نوکری سے جواب دے دیا جائے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ غدار کی کیا سزا ہوتی ہے" ——— عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میں غدار نہیں ہوں۔ میرا ریکارڈ دیکھ لیں۔ میں نے کبھی غداری نہیں کی" ——— لیاقت علی نے جواب دیا۔ اور اس کا جسم یک لخت تن گیا۔

"خبردار۔ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا" ——— عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگا۔ ساتھ ہی صفدر نے بھی برق رفتاری سے ریوالور نکال لیا تھا۔ اور لیاقت علی کا تنا ہوا جسم یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔

"مم ——— مم ——— میں بھاگ نہیں رہا تھا" ——— اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"صفدر۔ تم دروازے پر ٹھہرو" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور صفدر جو دروازے والی سائیڈ پر بیٹھا تھا یک لخت اچھلا اور ایک لمحے میں دروازے پر کھڑا ہو گیا۔

"مم ——— مم ——— مجھ پر رحم کرو۔ رحم کرو۔ مجھے بچا لو۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ اوہ گاڈ۔ کاش میں نے اس کا انجام

سوچ لیا ہوتا۔ اوہ کاش "۔۔۔۔ لیاقت علی نے یک لخت دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔ اس کا پورا جسم اب بری طرح کانپنے لگا تھا۔ بہرحال وہ کوئی سیکرٹ ایجنٹ نہ تھا۔ ایک انجینئر تھا۔ اس لئے ظاہر ہے اس کی قوت مدافعت اس قدر نہ تھی کہ اتنا دباؤ برداشت کر سکتا۔

"سنو لیاقت علی۔ اگر تم واقعی سچ سچ بتا دو گے تو تم پر رحم کیا جا سکتا ہے ......"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ واقعی بے پناہ سخت تھا۔

"میں بتا دوں گا۔ سب کچھ بتا دوں گا"۔۔۔۔ لیاقت علی نے چہرے سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

اب اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اس نے واقعی صورت حال سے سمجھوتہ کر لیا ہو۔

"تو بتاؤ۔ لیکن یاد رکھنا کہ تمہاری ساری بات میں ایک لفظ بھی جھوٹا نکلا تو پھر تمہارا حشر انتہائی عبرت ناک ہو گا۔ تمہیں چوراہے پر پھانسی دی جا سکتی ہے۔ اس حالت میں کہ تمہارے گلے میں کارڈ لٹکا ہوا ہو گا کہ تم ملک کے غدار ہو۔ اور تم جانتے ہو کہ تمہارا پورا خاندان ہمیشہ کے لئے ذلیل و خوار ہو کر رہ جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"آج سے ایک ماہ پہلے ایک تقریب میں ایک آدمی مجھے ملا۔ وہ ہیروں کا سمگلر تھا۔ اس نے میری بیوی کو انتہائی قیمتی ہیروں کا ہار تحفے میں دیا۔ اور پھر میری اس سے دوستی بڑھ گئی۔ اور پھر

اس نے ایک ہوٹل میں میری دعوت کی۔ اور وہاں اس نے میری ایسی تصویریں حاصل کر لیں کہ اگر وہ تصویریں سامنے آ جاتیں تو میرے پاس سوائے خودکشی کے اور چارہ نہ ہوتا۔ اس نے مجھے بلیک میل کیا۔ اس نے ان تصویروں کے بدلے میں مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں ایٹمی آبدوز کی ٹیکنالوجی کی تفصیلات اسے مہیا کروں۔ لیکن میں نے اسے بتایا کہ ایسا کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہے کیونکہ آبدوز کی مشینری مکمل طور پر سیلڈ ہوتی ہے۔ اور میں اسے کھول کر ٹیکنالوجی کی تفصیلات چیک نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کا اصرار جاری رہا۔ اس نے مجھے دھمکیاں دیں۔ لیکن میں مجبور تھا۔ میں چاہتا بھی تو ایسا نہ کر سکتا تھا۔ اس کے بعد اس نے مجھے ایک اور آفر کی۔ کہ میں آبدوز کو اغوا ہونے میں مدد دوں۔ لیکن میں ایسا بھی نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ آبدوز کا مکمل کنٹرول کیپٹن کے پاس ہوتا ہے۔ میرے بس میں نہیں ہوتا میرا کام تو اس کی مشینری کی نگرانی ہوتی ہے۔ پھر اس نے مجھے ایک روز زبردستی شراب پلا کر مجھ سے یہ معلوم کر لیا کہ آبدوز ایک خفیہ مشن پر کافرستان کی بحری سرحد کے قریب جا رہی ہے۔ اس پر اس نے مجھے ایک اور آفر کی۔ کہ میں آبدوز میں ایسی فنی خرابی پیدا کر دوں کہ آبدوز سرحد کے قریب جام ہو جائے اور کسی طرح واپس نہ آ سکے۔ ایسی صورت میں وہ مجھے تصویریں اور نیگیٹو واپس کر دے گا۔ لیکن میں نے اسے بتایا۔ کہ آبدوز کو ہمیشہ کے لئے جام نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ میرے ساتھ دوسرے انجینئر بھی ہوتے ہیں۔ اور پھر ہیڈ کوارٹر میں بھی انجینئر

ہوتے ہیں۔ اس نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے آبدوز کی مشینری
کافرستان کی سرحد پر جام نہ کی تو وہ میری تصویریں منظر عام پر لے
آئے گا۔ لیکن میں مجبور تھا۔ کچھ نہ کر سکتا تھا۔ البتہ میری قسمت اچھی
تھی کہ آبدوز میں خود بخود ایک فنی خرابی ہو گئی اور آبدوز ایک گھنٹے
تک رکی رہی۔ اس طرح وہ آدمی سمجھے گا کہ میں نے اس کے حکم کی
تعمیل کی ہے۔ بس میرا یہی قصور ہے۔ اسے تم غداری کہہ لو یا جو
مرضی آئے کہہ لو"۔۔۔ لیاقت علی نے کہا۔

"تم نے اپنے لئے رحم کی گنجائش ختم کر دی ہے لیاقت علی۔
اب سچ میں تم سے اگلواؤں گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور دوسرے لمحے ایک دھماکے کے ساتھ ہی لیاقت علی
چیخ مار کر صوفے پر گرا اور پھر جھٹکے سے اٹھ کر اس نے اپنے کان
کے آدھے اڑے ہوئے حصے پر ہاتھ رکھ لیا۔ اسی لمحے دوسرا
دھماکہ ہوا اور لیاقت علی ایک بار پھر چیخ پڑا۔ اس بار اس کا دوسرا
آدھا کان غائب ہو چکا تھا۔ اب دونوں کانوں سے خون نکل رہا تھا۔
لیاقت علی کا چہرہ خوف سے مسخ ہو چکا تھا۔

"بولو۔۔۔ اصل بات بتاؤ"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے
کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیسری گولی چلا دی۔ اور
اس بار گولی اس کے گال سے رگڑ کھاتی ہوئی اس طرح گزر رہی کہ
گال پر ایک لمبا زخم چھوڑ گئی۔

"بب۔۔۔ بب۔۔۔ بتاتا ہوں"۔۔۔ لیاقت علی یک لخت
چیخ پڑا۔

"بتاؤ"۔۔۔ عمران نے چوتھی گولی چلائی اور ویسا ہی زخم
لیاقت علی کے دوسرے گال پر نمودار ہو گیا۔ عمران کا نشانہ واقعی
حیرت انگیز تھا۔

"میں نے بی سکس مشین کی انونٹری گرپ وہیں سمندر کی تہہ
میں گرا دی ہے۔ وہ یہی چاہتے تھے"۔۔۔ لیاقت علی نے ہذیانی
انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔ عمران لیاقت علی کی
بات سن کر اس بری طرح اچھلا جیسے اس کے جسم کو ہزاروں
وولٹیج کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے
پھیل گئی تھیں۔

"ہاں ہاں۔۔۔ میں نے انہیں دے دی۔ وہ یہی چاہتے
تھے۔ ہاں میں نے انہیں دے دی"۔۔۔ لیاقت علی نے
صوفے پر تڑپتے ہوئے کہا۔

"کس طرح۔۔۔ کس طرح دی۔ تفصیل بتاؤ"۔۔۔ عمران
نے یک لخت آگے بڑھ کر لیاقت علی کے گلے میں انگلیاں گھسیڑتے
ہوئے چیخ کر کہا۔ اور لیاقت علی کا جسم پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی
طرح پھڑکنے لگا۔

"انہوں نے مجھے ریڈ کاشن سگنل دے دیا تھا۔ میں نے
انونٹری گرپ کے پیچ ڈھیلے کر دیئے تھے۔ جب ریڈ سگنل
ہوا تو میں نے آبدوز کا آکسیجن والو کھول دیا اور آبدوز تہہ میں
بیٹھ گئی۔ سب انجینئر آکسیجن مشینری کو چیک کرنے میں مصروف

ہو گئے۔ میں نے گرپ کھول کر اسے تارپیڈو ٹنل میں ڈال کر بٹن دبا دیا۔ اور گرپ نیچے تہہ میں موجود ریت میں دھنس گئی۔ پھر جب والو کس دیا گیا تو آبدوز ٹھیک ہو گئی اور واپس آ گئی" ۔۔۔۔ لیاقت علی نے عمران کی گرفت میں بری طرح پھڑکتے ہوئے رک رک کر تفصیل بتائی۔

" گرپ کی جگہ کیا لگایا تم نے" ۔۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے پوچھا۔

" کچھ نہیں۔ وہ باکس خالی ہے۔ میں اب کافرستان چلا جاؤں گا۔ میں پاکیشیا سے چلا جاؤں گا۔ پاکیشیا والوں نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ مجھے ترقی دینے کی بجائے ایک سفارشی کو ترقی دے دی گئی۔ حالانکہ میرا حق تھا۔ میں نے گرپ دے دی۔ اب میں کافرستان چلا جاؤں گا" ۔۔۔۔ لیاقت علی اب ذہنی طور پر واقعی پاگل ہو چکا تھا۔

" تم اب کافرستان کی بجائے قبرستان جاؤ گے۔ تم نے صرف ترقی نہ ملنے پر پاکیشیا کے ساتھ اتنی بڑی غداری کی۔ لعنت ہے تم پر" ۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ایک جھٹکے سے اُسے صوفے پر پھینکا۔ اور دوسرے لمحے کمرہ گولیوں کے دھماکوں اور لیاقت علی کی چیخوں سے گونج اٹھا۔

عمران نے چیمبر میں موجود باقی تمام گولیاں انتہائی نفرت آمیز انداز میں لیاقت علی کے سینے میں اتار دی تھیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی انسان کی بجائے کسی پاگل کتے کے جسم

میں گولیاں اتار رہا ہو۔ دروازے پر کھڑا صفدر بھی عمران کا چہرہ دیکھ کر بے اختیار کانپ اٹھا۔

" چلو صفدر" ۔۔۔۔ عمران نے خالی ریوالور جیب میں ڈالا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کا چہرہ اب بھی غصے سے انتہائی سرخ ہو رہا تھا۔ اور وہ بار بار ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ اور صفدر خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔

شاگل نے بڑے مؤدبانہ انداز میں میز کے پیچھے
بیٹھے ہوئے کافرستان کے وزیراعظم کو سیلوٹ کیا۔ اور پھر
اٹین شن ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو شاگل"۔۔۔ وزیراعظم نے قدرے بے تعلقانہ لہجے
میں کہا۔

"تھینک یو سر"۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔ اور میز کے
سامنے رکھی ہوئی کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"تم نے یقیناً یہ سوچا ہو گا کہ میں ذاتی طور پر اس سارے
معاملے میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہا ہوں"۔۔۔ وزیراعظم نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"سر، آپ کافرستان جیسے عظیم ملک کے عظیم رہنما ہیں۔
آپ کی دلچسپی بتا رہی ہے کہ یہ معاملہ کافرستان کی عظمت کے لئے

انتہائی اہمیت رکھتا ہے"۔۔۔ شاگل نے بڑے خوشامدانہ انداز میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم صحیح سمجھے ہو۔ یہ بہت گہرا کھیل ہے۔ اور اس کھیل میں
کامیابی کافرستان کو ایسی عظمت دے گی کہ پاکیشیا صدیوں تک
ان کی برابری کا دعویٰ نہ کر سکے گا۔ اور میں نے تمہیں اسی لئے بلایا
ہے کہ یہ کھیل اب آخری مرحلے پر پہنچ گیا ہے۔ اور اب تمہاری
ضرورت پڑی ہے"۔۔۔ وزیراعظم نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔

"یس سر۔۔۔ میں کافرستان کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ
تک بہا دینا باعث فخر سمجھوں گا سر"۔۔۔ شاگل نے جواب
دیا۔

"گڈ۔۔۔ تمہارا یہ جذبہ قابل فخر ہے۔ اب مختصر طور پر اس
سارے کھیل کا پس منظر سمجھ لو تاکہ تمہیں اپنا کردار ادا کرنے میں
کوئی مشکل پیش نہ آئے"۔۔۔ وزیراعظم نے میز کے کنارے پر
لگے مختلف بٹنوں کے پینل میں سے سرخ رنگ کا بٹن دباتے
ہوئے کہا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی وزیراعظم کے دفتر
کا مخصوص حفاظتی نظام آن ہو گیا تھا۔ اور اب یہاں ہونے والی
کوئی بات کسی طرح بھی باہر سے سنی نہ جا سکتی تھی۔

"یس سر"۔۔۔ شاگل نے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان ایک اہم دفاعی
معاہدہ ہونے والا ہے۔ اس دفاعی معاہدے کی اہمیت یہ ہے

کہ شوگران پاکیشیا کو اپنی جدید ٹیکنالوجی پر مبنی جنگی مشینری دے گا
اور اگر یہ معاہدہ ہو گیا تو پاکیشیا اس سارے علاقے کی بہت بڑی
طاقت بن جائے گا۔ اس معاہدے کے لئے شوگران کے صدر پاکیشیا
آنے والے ہیں۔ ہم ویسے تو اس معاہدے کو وجود میں آنے
سے نہیں روک سکتے۔ اس لئے ہم نے اس معاہدے کو روکنے کے
لئے ایک سکیم تیار کی ہے۔ اس سکیم کے مطابق ہم نے شوگران
کی پاکیشیا کو دی ہوئی آبدوز ایکس تھرٹی تھری کے ایک اہم
ترین پرزے کو اڑانے کی سکیم تیار کی۔ چنانچہ ہمارے ملٹری انٹیلی جنس
کے ایجنٹوں نے کام شروع کیا اور ہم نے پاکیشیا نیوی کے اعلیٰ
حکام تک یہ خبریں پہنچائیں کہ کافرستانی سرحد میں ایک انتہائی
اہم ترین اور جدید ترین بارودی سرنگیں موجود ہیں جن کی مدد سے
پاکیشیا کی بحریہ کو یہیں سے مکمل طور پر تباہ کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں
یقین تھا کہ ان خبروں کے ملتے ہی پاکیشیا نیوی کے اعلیٰ حکام اس
آبدوز ایکس تھرٹی تھری کو کافرستانی حدود میں ان بارودی سرنگوں
کی چیکنگ کے لئے بھیجیں گے۔ اور ہم نے ایکس تھرٹی تھری
کے چیف انجینئر لیاقت علی کو بھی خرید لیا۔ لیکن باقی عملہ چونکہ
خریدا نہ جا سکتا تھا۔ اس لئے ہم نے ایک اور سکیم تیار کی۔
کہ تمہارے ذریعے پاکیشیا سے ایکس تھرٹی تھری کی خفیہ فائل
اڑوائی۔ ہمارا مقصد صرف اتنا تھا کہ اس سے ہم یہ چیک کر سکیں
کہ اس کے تارپیڈو ٹنل کی اصل پاور کیا ہے۔ تم نے یہ فائل اڑائی
اور ہمارے نیوی کے چیف انجینئر نے یہ فائل ملتے ہی اس پاور

کے متعلق تفصیلات فون پر مجھے بتا دیں۔ اب چونکہ فائل ہمارے
پاس پہنچ چکی تھی۔ اس لئے ہم نے اعلیٰ انجینئرز کی میٹنگ بلا کر
اس پر تفصیلی غور و فکر کرنا چاہا۔ تاکہ اگر ہو سکے تو اس کی اصل ٹیکنالوجی
کو بھی ٹریس کر لیا جائے۔ لیکن اس فائل سے یہ مقصد حل نہ ہو
سکا۔ اور چیف انجینئر ٹنگ منیجر نے مجھے فون پر اس کی اطلاع
دی کہ ٹیکنالوجی معلوم کرنے کے لئے آبدوز کا اغوا کیا جانا ضروری
تھا۔ لیکن ایسا ناممکن تھا۔ ایک تو ہمارے پاس ایسی مشینری نہ
تھی۔ جس سے اس آبدوز پر قابو پایا جا سکے۔ دوسرا اس سے
پاکیشیا کافرستان اور شوگران کے درمیان کھلی جنگ بھی چھڑ سکتی
تھی۔ جو ہم نہ چاہتے تھے۔ کیونکہ اس طرح یہ معاہدہ فوری طور پر
مکمل ہو جاتا۔ بہرحال ہمارے انجینئرز ہلاک کر دیئے گئے۔ اور
بقول تمہارے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ وہ
فائل واپس لے گئے۔ ویسے بھی اب یہ فائل ہمارے لئے
بے کار ہو چکی تھی۔ ٹنل کی پاور ہمیں معلوم ہو چکی تھی۔ ایکس تھرٹی
تھری کافرستان سرحد کے پاس موجود تھی۔ کہ اچانک اسے
واپسی کا حکم ملا۔ اس پر ملٹری انٹیلی جنس والے فوری حرکت میں
آ گئے۔ آبدوز کے چیف انجینئر کو ریڈ سگنل دے دیا گیا۔ اور
اس نے واپس جاتی ہوئی آبدوز میں فنی خرابی پیدا کر کے اسے
سمندر کی تہہ میں بٹھا دیا اور پھر اس کی اہم ترین جنگی مشین کا
سب سے اہم پرزہ جس کے ذریعے آبدوز کی اٹیمک کارکردگی
آپریٹ ہوتی ہے۔ جسے انونٹری گرپ کہتے ہیں اس نے تارپیڈو ٹنل

کے ذریعے سمندر کی تہہ میں پریس کر دی اور پھر یہ آبدوز واپس
چلی گئی۔ اس چیف انجینئر کا کام چونکہ ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے
میں نے اس کے قتل کے آرڈرز دے دیئے۔ اور ابھی تمہارے
آنے سے چند لمحے پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ اسے اس کی
رہائش گاہ پر قتل کر دیا گیا ہے۔ ہمارے غوطہ خوروں نے آبدوز
کے جانے کے بعد اس جگہ سے پرزہ واپس حاصل کرنا تھا۔ اور
ظاہر ہے اس کے لئے تاربیڈو ٹنل پشنگ پاور کا علم ہونا
ضروری تھا۔ سنجا نے یہ پاور کتنی تھی۔ اور پرزہ کتنی گہرائی میں اتر
گیا تھا۔ لیکن چونکہ فائل سے ہمیں پاور کا صحیح علم ہو گیا تھا اس
لئے ہم نے تہہ کی گہرائی سے ۔۔۔ وہ پرزہ صحیح سلامت حاصل کر
لیا"۔۔۔ وزیر اعظم نے طویل تقریر کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ
رک گئے جیسے بولتے بولتے تھک گئے ہوں۔
"یس سر۔ میں سمجھ گیا سر"۔۔۔ شاگل نے بڑے مودبانہ
انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"کیا سمجھے ہو"۔۔۔ وزیر اعظم نے چونک کر پوچھا۔
"یس سر۔ کہ وہ آبدوز کا اہم ترین پرزہ ہمیں مل گیا ہے"
شاگل نے جواب دیا۔
"تو پھر اس سے دفاعی معاہدہ کیسے رک سکے گا"۔۔۔
وزیر اعظم شاید اس کا امتحان لینے پر تل گئے تھے۔
"مم۔۔۔ مم۔۔۔ سر کیا بتا سکتا ہوں"۔۔۔ شاگل بری
طرح گڑبڑا گیا۔

"نانسنس۔ ابھی تو اس سارے کھیل کا صرف ایک مرحلہ طے
ہوا ہے۔ یہ پرزہ ایسا ہے کہ اگر اسے کھولا جائے تو یہ یکسر بیکار
ہو جائے گا۔ اس لئے یہ ہمارے یا کسی اور کے کام کا نہیں
ہے۔ لیکن اس سے پاکیشیا کو صرف اتنا نقصان ہو سکتا ہے۔
کہ آبدوز کی ایٹمی صلاحیت بے کار ہو جائے گی۔ اور بس"۔۔۔
وزیر اعظم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"یس سر۔ یس سر"۔۔۔ شاگل نے اثبات میں سر ہلاتے
ہوئے کہا۔
"اب اس کا دوسرا مرحلہ ہے۔ شوگران کا صدر پاکیشیا کے
دورے کے دوران اپنی اس آبدوز میں بھی جائے گا۔ اس کا مقصد
یہ دیکھنا ہے کہ پاکیشیا کے آدمیوں میں شوگران کی اس اعلیٰ ترین
ٹیکنالوجی کو استعمال کرنے کی کس قدر صلاحیت ہے۔ اس کے
ساتھ شوگران کے ماہرین کا وفد بھی ہوگا۔ اور پھر پاکیشیا والے
اس آبدوز کو ان کے سامنے آپریٹ کریں گے۔ اور ان کی رپورٹ
پر ہی اس معاہدے کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار ہوگا۔ اگر پاکیشیا
والوں نے اپنی صلاحیت ثابت کر دی۔ تو شوگران معاہدے میں
ایسی اعلیٰ ٹیکنالوجی کی جنگی مشینیں شامل کرے گا ورنہ نہیں۔ اب
اس گرپ کے بغیر زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ آبدوز کی ٹیکنالوجی
کام نہ کرے گی۔ اور پھر انہیں پتہ لگ جائے گا کہ گرپ چوری کر
لی گئی ہے اور اس کا یہ نتیجہ بھی ہو سکتا ہے کہ فوری طور پر شوگران
سے متبادل گرپ منگوا کر اس میں فٹ کر دی جائے اور پھر

صلاحیتوں کا امتحان ہو جائے۔ اس لئے ہم نے یہ پلان بنایا ہے۔ کہ اس گرپ کی جگہ ہمارے ماہرین کا تیار کردہ ایسا پرزہ فٹ کر دیا جائے۔ جس سے آبدوز کی مشینری کی ٹیکنالوجی میں گڑبڑ ہو جائے۔ وہ کام تو کرے۔ لیکن ظاہر ہے اصل گرپ کی بجائے نقلی گرپ ہونے کی وجہ سے وہ سراسر غلط کام کرے گی۔ دوسرے لفظوں میں اس کا نظام حرکت تو کرے گا لیکن صحیح کام نہ کرے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ شوگران کے ماہرین اور صدر لامحالہ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ پاکیشیا کے ماہرین اس ٹیکنالوجی کو صحیح طور پر استعمال کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس طرح دفاعی معاہدے میں یہ شق شامل نہ ہو سکے گی۔ ہمارے ملٹری ایجنٹس نے اطلاع دی ہے کہ آبدوز جنرل چیکنگ کے لئے سپیشل ورکشاپ میں ایک دو روز تک پہنچ جائے گی اور ظاہر ہے وہاں سے اس گرپ کی عدم موجودگی کا فوری پتہ چل جائے گا۔ اس لئے اب یہ گرپ ہر صورت میں آبدوز تک پہنچانی ہے۔ ویسے تو یہ کام ہمارے ملٹری ایجنٹس بھی کر سکتے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کے متعلق کوئی معلومات پاکیشیا ملٹری ایجنٹس کے پاس ہوں۔ اس لئے میں نے یہ رسک نہ اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور چونکہ تم سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ اس لئے میں نے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ کہ تم خود یہ گرپ پاکیشیا پہنچاؤ گے۔ تمہاری مدد البتہ ملٹری ایجنٹس کریں گے" ــــــ وزیراعظم نے کہا۔

"لیکن سر۔ یہ تو خالصتاً تکنیکی کام ہے" ــــــ شاگل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم ہمیں احمق سمجھتے ہو۔ کہ ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔ سنو تم نے یہ گرپ صرف اس ورکشاپ میں موجود ایک خاص آدمی تک پہنچانی ہے۔ وہ ہمارا آدمی ہے۔ اسے فٹ وہ کرے گا" ــــــ وزیراعظم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں تیار ہوں سر۔ لیکن سر ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی" ــــــ شاگل نے کہا۔

"وہ کون سی بات ہے" ــــــ وزیراعظم نے چونک کر پوچھا۔

"سر۔ جنرل چیکنگ میں انہیں بہرحال یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ گرپ نقلی ہے" ــــــ شاگل نے واقعی ذہانت آمیز بات کی تھی۔ لیکن وزیراعظم اس کی بات سن کر مسکرا دیئے۔

"تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ اور مجھے خوشی ہے کہ کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف ذہین آدمی ہے۔ لیکن تمہیں آبدوز کی جنرل چیکنگ کی تکنیکی انداز کی تفصیلات کا علم نہیں اس لئے تمہارے ذہن میں یہ سوال ابھرا ہے۔ نقلی گرپ بالکل اصل گرپ کی طرح ہو گی اور بظاہر ہو بہو ویسی ہی۔ باہر سے بالکل وہی ــــــ اور جنرل چیکنگ کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس آبدوز کی ہیٹمی مشینری کو چلا کر دیکھیں گے وہ صرف اس قدر چیک کریں گے کہ آبدوز میں ہر چیز موجود ہے یا نہیں۔ اس لئے بس اس گرپ کی موجودگی سے ہی وہ مطمئن ہو جائیں گے" ــــــ وزیراعظم نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے سر۔ تو پھر اتنا لمبا کھیل کھیلے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ چیف انجینئر وہیں پاکیشیا میں ہی وہ گرپ نکال کر نقلی گرپ ڈال سکتا تھا"۔۔۔۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مجھے شاید اپنا پہلا ریمارک واپس لینا پڑے گا۔ تم انتہائی احمق آدمی ہو۔ تمہاری کھوپڑی میں عقل کی ایک رمق بھی موجود نہیں ہے"۔۔۔۔ وزیر اعظم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

اور شاگل نے باوجود سیکرٹ سروس کا چیف ہونے کے اس طرح سر جھکا لیا جیسے وہ سیکرٹ سروس کے چیف کی بجائے کوئی چپڑاسی قسم کا آدمی ہو جو صاحب کی جھڑکیاں سنتے ہی سر جھکا لیتا ہے۔

"سنو احمق آدمی۔ پاکیشیا والے اس آبدوز کی انتہائی کڑی نگرانی کرتے ہیں وہاں سے کوئی چیز نکال کر لے آنا ناممکن ہے۔ یہ گرپ صرف اس دوران وہاں پہنچائی جا سکتی ہے۔ جب کہ آبدوز جنرل چیکنگ کے لئے سپیشل ورکشاپ میں ہو۔ اور میرے الفاظ غور سے سن لو۔ پہنچائی جا سکتی ہے۔ وہاں سے نکالی نہیں جا سکتی۔ ان دونوں میں بے پناہ فرق ہے۔ اس لئے ایسا راستے میں کیا گیا۔ اور دوسری بات یہ کہ نقلی گرپ اصل گرپ کو سامنے رکھے بغیر نہیں بنائی جا سکتی تھی۔ اور اس کے لئے ہمارے ماہرین کو کم از کم بارہ گھنٹے چاہئیں تھے اور بارہ گھنٹے ہمیں اسی صورت میں مل سکتے ہیں کہ آبدوز راستے میں ہو۔ اور واپسی کے فوراً بعد اسے دوسرے مشن پر بھیجنے کی بجائے ورکشاپ میں بھیج دیا جائے"۔۔۔۔ وزیر اعظم نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔۔۔۔ سوری سر۔ اب میں سمجھ گیا سر"۔۔۔۔ شاگل نے فوراً ہی جواب دیا۔

"تم خاک بھی نہیں سمجھے۔ کیا سمجھے ہو"۔۔۔۔ وزیر اعظم کا غصہ ابھی باقی تھا۔

"یس سر۔ کہ نقلی گرپ آبدوز میں فٹ ہو جائے گی۔ اور جب ...."۔۔۔۔ شاگل نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا جیسے بچے استاد کو رٹا ہوا سبق سناتے ہیں۔

"نانسنس۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ تم۔۔۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔ لیکن تمہیں اصل پوائنٹ کا علم ہی نہیں ہے۔ یہ گرپ ایک مخصوص سگنل سے اٹیمک ٹیکنالوجی کو حرکت میں لا سکتی ہے ورنہ نہیں۔ اور یہ سگنل۔۔۔۔ صرف ملک کا صدر دے سکتا ہے۔ اور وہ گرپ کا مخصوص سگنل ہوتا ہے۔ ظاہر ہے جب شوگران کا صدر اس آبدوز میں پہنچے گا۔ تو پاکیشیا کا صدر یہ سگنل دے کر اس گرپ کی مخصوص لائن کو آن کرے گا اور پھر شوگران کا صدر پاکیشیا والوں کی صلاحیتیں دیکھے گا۔ اب چونکہ اصل گرپ وہاں موجود ہی نہ ہوگی۔ اس لئے پاکیشیا کے سگنل دینے کے باوجود نقلی گرپ اصل کام نہ کرے گی اور سارا کیا کرایا کھیل ایک لمحے میں ختم ہو جائے گا"۔۔۔۔ وزیر اعظم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور یہ نیا پہلو سن کر شاگل واقعی بُری طرح چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ سر۔ مجھے ان تکنیکی تفصیلات کا تو علم نہیں ہے سر تو پھر یہ سب کیسے ہوگا"۔۔۔۔ شاگل نے پریشان لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے ایک اور سکیم تیار کی گئی ہے۔ شوگران کا صدر کس
وقت اور کس دن آبدوز میں پہنچے گا۔ اور کس لمحے پاکیشیا کے صدر
کی طرف سے مخصوص سگنل دیا جائے گا۔ یہ سارا پروگرام حکومت
شوگران اور حکومت پاکیشیا کے درمیان طے ہو چکا ہے اور چونکہ
اس کا براہِ راست تعلق پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے۔
اسی لئے سارے پروگرام کی تفصیلات کا علم پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس
کو ہو گا۔ لیکن ظاہر ہے یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔ اس لئے اس کو
معلوم کرنے کے لئے ایک نئی سکیم تیار کی گئی ہے۔ اس سکیم کے
مطابق حکومت کافرستان اور حکومت پاکیشیا کے انٹیلی جنس آفیسرز
کے درمیان جو رسمی میٹنگ ہونے والی ہے۔ اس میں پاکیشیا کے
آفیسران کو ٹٹولا جائے گا۔ اس بات کو اوپن کرنے کے لئے ضروری
تھا کہ اسے ایجنڈے میں رکھا جائے۔ چونکہ یہ میٹنگ اس بار
کافرستان میں ہونے والی ہے۔ اس لئے ہم نے اس میٹنگ
سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ اور ہم نے ایجنڈے میں یہ
شق رکھ دی ہے۔ کہ حکومت شوگران کے صدر کے دورے کی تمام
تفصیلات سے پاکیشیا حکومت کافرستان کو بھی مطلع کرے" ——
وزیراعظم نے کہا۔

"لیکن سر....." —— شاگل نے فوراً ہی کہنا چاہا۔

"خاموش رہو۔ پہلے میری بات پوری طرح سن لو۔ تم جو کچھ کہنا
چاہتے ہو۔ مجھے معلوم ہے۔ تم یہی کہنا چاہتے ہو کہ پاکیشیا ——
والے کچھ بتانے سے انکار کر دیں گے۔ یہ بات ہمیں بھی معلوم

ہے۔ لیکن یہ شق صرف ہم نے ڈسکشن اوپن کرنے کے لئے کی
ہے۔ اس کی ڈسکشن اوپن ہونے سے ہمیں معلوم ہو جائے گا۔
کہ وفد میں شامل کون آدمی اس سے پوری طرح باخبر ہے۔ اور
اس کے بعد تمہارا کام کہ تم اس آدمی کو اغوا کر کے اس کی جگہ
اپنا سیکرٹ ایجنٹ لے آؤ۔ جو اس وفد کا آدمی بن کر واپس جائے
گا اور پھر اس کا کام وہاں جا کر یہ ہو گا کہ وہ ہمیں اس سارے پروگرام
کی پوری تفصیل بتائے گا۔ اور اس تفصیل کے مطابق ہم اپنا
آئندہ لائحہ عمل طے کریں گے۔ اور عین اس لمحے جب کہ پاکیشیا
کا صدر مخصوص سگنل دے گا۔ کافرستان سے بھی نقلی گرپ کی
مخصوص لائن کو آن کرنے کے لئے ریڈیو سگنل دے دیا جائے گا اور
نقلی گرپ جس میں اس ریڈیو سگنل کے آپریٹ ہونے کی گنجائش
رکھ دی گئی ہے کام شروع کر دے گی۔ اس طرح پاکیشیا والوں کو
بالکل شک نہ پڑ سکے گا کہ یہ گرپ اصل ہے یا نقل وہ اسے اصل
سمجھیں گے کیونکہ وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ گرپ پاکیشیا کے صدر
کے مخصوص سگنل سے آن ہوئی ہے۔ اور پھر جب یہ کام صحیح نہ کرے
گی تو شوگران کے ماہرین اپنے صدر کو جو مشورہ دیں گے۔ اس
کے مطابق شوگران کا صدر اس دفاعی معاہدے میں اعلیٰ ٹیکنالوجی
کی حامل وار مشینری شامل کرنے سے انکار کر دے گا۔ اور اس
طرح ہمارا اصل مقصد پورا ہو جائے گا" —— وزیراعظم نے
پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سر —— ایک بات عرض کر دوں" —— شاگل نے

ڈرتے ڈرتے کہا۔

"بولو کیا بات ہے" ——— وزیراعظم نے جو میز کے کونے پر رکھے ہوئے پانی کے گلاس سے پانی پی رہے تھے چونک کر پوچھا۔

"سر۔ کیا ہمارے آدمی پاکیشیا میں کام کر کے یہ تفصیلات حاصل نہیں کر سکتے" ——— شاگل نے کہا۔

"ہاں۔ کر سکتے ہیں۔ لیکن لامحالہ پاکیشیا والوں کو شک پڑ سکتا ہے۔ اور معمولی سا شک پڑتے ہی انہوں نے سارا پروگرام فوری طور پر تبدیل کر دینا ہے۔ ظاہر ہے ایجنٹس کو یہ پروگرام اخبار میں چھپا ہوا تو نہیں مل سکتا۔ اس کے لئے انہیں کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا" ——— وزیراعظم نے جواب دیا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ لیکن سر۔ اخبار میں یہ تو لازماً آئے گا کہ شوگران کے صدر کس وقت آبدوز کا معائنہ کریں گے۔ اس سے بھی کام چل سکتا ہے" ——— شاگل نے کہا۔

"نانسنس۔ احمق۔ تمہیں کس نے سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا ہے۔ یہ انتہائی ٹاپ سیکرٹ مشن ہے۔ اسے اوپن نہیں کیا جائے گا۔ شوگران میں ہمارے ملٹری فارن ایجنٹس نے بڑی جدوجہد ——— کے بعد یہ سارا پروگرام حاصل کیا ہے۔ اس آبدوز کو کسی خفیہ مقام پر لے جایا جائے گا اور شوگران کا صدر اس کے ماہرین اور پاکیشیا کے صدر اور اس کے ماہرین اس خفیہ مقام پر اس کو چیک کریں گے۔ ایٹمک ٹیکنالوجی کو حرکت میں لایا جاتا کوئی مذاق ہے۔ کیا تمہارا

خیال ہے کہ وہ اسے بندرگاہ پر کھڑے کھڑے آن کر دیں گے۔ اس لئے انتہائی اقدامات کئے جا رہے ہوں گے" ——— وزیراعظم نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اور شاگل نے ایک بار پھر اسی طرح سر جھکا لیا۔ جیسے نالائق بچے سبق یاد نہ ہونے پر شرمندگی سے سر جھکا لیتے ہیں۔

"اب تم مجھے بتاؤ کہ تم اس اہم ترین مشن کے لئے کس ایجنٹ کا نام تجویز کرو گے۔ میرا مطلب ہے انٹیلی جنس میٹنگ والے مشن کے لئے" ——— وزیراعظم نے کہا۔

"سر۔ یہ تو جس آدمی کی جگہ لینے کا فیصلہ ہو گا۔ اس کے قد و قامت اور حلیے کے مطابق ہی آدمی سلیکٹ کرنا ہو گا" ——— شاگل نے جواب دیا۔

"گڈ۔ تمہاری بات درست ہے۔ ٹھیک ہے۔ یہ جب میٹنگ ہو گی اس وقت دیکھا جائے گا۔ تم بہرحال یہ نقلی گروپ پہنچانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تمہیں آج رات ہی یہ مشن مکمل کرنا ہے۔ یہاں بلا کر اس ساری تقریر سنانے کا مقصد یہی ہے کہ ہر چیز تمہارے علم میں ہو۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ تم کس قدر اہم ترین مشن پر کام کرنے جا رہے ہو۔ اور سنو۔ اگر تم سے کوئی غلطی یا کوتاہی ہوئی۔ چاہے وہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہوئی تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہارے سینے میں مشین گن کا پورا برسٹ اتار دوں گا" ——— وزیراعظم نے کہا۔

"آپ سر قطعاً بے فکر رہیں سب ٹھیک ہو جائے گا سر" ——— شاگل نے فوراً ہی لہجے میں اعتماد پیدا کرتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ وش یو گڈ لک۔ تم اب سے ٹھیک چار گھنٹوں بعد انتہائی خفیہ طریقے سے راجیش جنگل میں موجود ریستوران کے کاؤنٹر پر پہنچ کر کاؤنٹر کلرک سے صرف دو لفظ کہو گے۔ ریڈ وہسکی۔ اور کاؤنٹر کلرک تمہیں ریستوران کے ایک کمرے کی چابی دے گا۔ اور پھر وہاں سے تمہارا مشن شروع ہو جائے گا۔ وہاں ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ موجود ہوں گے۔ باقی تفصیلات تم ان سے خود طے کرو گے۔ لیکن تمہارے اس خفیہ مشن کا صرف تمہاری ذات کے اور کسی کو علم نہیں ہونا چاہئے حتیٰ کہ تمہارے ہیڈ کوارٹر کے کسی بھی آدمی کو اس کا علم نہ ہو گا۔ سمجھ گئے" ——— وزیر اعظم نے کہا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے بٹنوں والے پینل کا سرخ بٹن دوبارہ پریس کر دیا۔ اور شاگل اشارہ سمجھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ایک بار پھر سیلوٹ مارا۔ اور وزیر اعظم کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران ——— نے رسیور کریڈل پر رکھا تو اس کے چہرے پر اور زیادہ پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے۔

" اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک صورتِ حال ہے۔ ہمیں ہر صورت میں شوگران کے دورے سے قبل انونٹری گرپ کافرستان سے واپس حاصل کرنی ہے" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" یہ انونٹری گرپ ہے کیا چیز" ——— سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے پوچھا۔

" یہ ایک مخصوص پرزہ ہے۔ جس سے آبدوز کی اٹیمک ٹیکنالوجی حرکت میں آتی ہے۔ اس کے بغیر وہ آبدوز بس ایک عام سی آبدوز بن کر رہ جائے گی" ——— عمران نے جواب دیا۔

" لیکن اس سے کافرستان والوں کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ اس میں

ٹیکنالوجی تو موجود نہیں ہے۔ ایک لحاظ سے یہ اس ٹیکنالوجی کو حرکت میں لانے کی کنجی ہی سمجھی جا سکتی ہے۔ اور شوگران سے دوسری گرپ منگوائی جا سکتی ہے" ——— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ پہلے میں بھی یہی سمجھا تھا۔ کہ اس انونٹری میں ٹیکنالوجی بھی ہو گی۔ جسے کافرستان نے حاصل کر لیا ہے۔ لیکن جب میں نے سب میرین کے ماہر سے اس سلسلہ میں گفتگو کی تو یہی پتہ چلا کہ اس میں ٹیکنالوجی وغیرہ موجود نہیں ہوتی۔ اس کے باوجود کافرستان نے اسے اتنا لمبا چکر کھیل کر حاصل کیا ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی وجہ بہرحال ہو گی۔ چنانچہ میں نے اب سر سلطان کی معرفت جب شوگران کے صدر کے دورے کی تفصیلات معلوم کی ہیں تو یہ بات سامنے آئی ہے کہ دورے کے دوران شوگران کے صدر اس آبدوز کو بھی دیکھیں گے اور پاکیشیا کے ماہرین کی اعلیٰ کارکردگی پر مبنی مظاہرہ بھی دیکھیں گے۔ ایسی صورتحال میں تو اس انونٹری گرپ کا حصول ضروری ہے۔ تاکہ شوگران کے صدر کو مظاہرہ دکھایا جا سکے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ کافرستان کو اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ دوسری انونٹری گرپ بھی منگوائی جا سکتی ہے۔ اور مظاہرہ دکھانے کے لئے پروگرام کو بھی محدود کیا جا سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں کافرستان کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن یقیناً ایسا نہیں ہے۔ ضرور انہوں نے کسی خاص فائدے کے لئے ہی یہ سارا چکر چلایا ہے" ——— عمران

نے بھی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بہرحال کوئی بھی بات ہو۔ اصل انونٹری تو بہرحال ہم نے حاصل کرنی ہے۔ یہ تو ہمارے لئے چیلنج ہے" ——— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ تو ہے۔ لیکن پس منظر میں کھیلے جانے والے اصل کھیل کا بھی تو پتہ چلے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"ایک اور پوائنٹ بھی ہے کہ کافرستان والے انٹیلی جنس میٹنگ میں شوگران کے صدر کے دورے کی تفصیلات بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اس کا اس انونٹری گرپ سے تو کوئی تعلق نہیں ہے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"بظاہر تو کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ اور نہ ہی اس طرح میٹنگ کے ذریعے وہ یہ تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر کر بھی لیں تو وہ اس سے کوئی فائدہ اس لئے نہیں اٹھا سکتے کہ یہ بات بین الاقوامی اصولوں کے خلاف ہے کہ کسی ملک کے صدر کے سرکاری دورے کے دوران کوئی دوسرا ملک کوئی ایسی حرکت کرے جس سے دورہ کرنے والی شخصیت کی جان کو خطرہ پیدا ہو سکے۔ اس طرح تو کافرستان پوری دنیا میں بدنام ہو جائے گا۔ اور نہ صرف بدنام ہو جائے گا بلکہ بین الاقوامی سطح پر انہیں شدید ترین نتائج کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔ اس سے ظاہر ہے وہ ایسا بھی نہیں کر سکتے۔ لازماً کوئی اور چکر ہے۔ جو ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا" ——— عمران نے اپنے سر پر اس طرح ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ کھوپڑی

یں کوئی بٹن تلاش کر رہا ہو۔ بلیک زیرو خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے جب عمران کی کھوپڑی ہی کام نہ کر رہی تھی تو وہ کس شمار و قطار میں تھا۔ عمران چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کیپٹن فیاض ۔۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل انٹیلی جنس سپیکنگ" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے سوپر فیاض کی بارعب آواز سنائی دی۔

"سنٹرل انٹیلی جنس سپیکنگ یہ کون سا محکمہ ہے جناب سوپر فیاض صاحب۔ کیا انٹیلی جنس کو دو حصوں میں بانٹ دیا گیا ہے سپیکنگ اور نان سپیکنگ۔ اگر یہ بات ہے تو پھر تمہارا عہدہ ہونا چاہیئے سپیکر بلکہ لاؤڈ سپیکر آف سنٹرل انٹیلی جنس سپیکنگ" ۔۔۔۔ عمران نے چہکتی ہوئی آواز میں کہا۔ اور بلیک زیرو مسکرا دیا وہ عمران کی عادت جانتا تھا کہ جب اس کا ذہن الجھ جائے تو پھر وہ اس طرح کا مذاق شروع کر دیتا ہے۔ اس طرح اس کا ذہن فریش ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بعد وہ کام کی بات آسانی سے سوچ لیتا ہے اور عمران نے ذہن کو فریش کرنے کے لئے سوپر فیاض کا انتخاب کیا تھا۔

"اوہ۔ عمران تم ۔۔۔۔ تم کہاں مر گئے ہو۔ تمہارے فلیٹ پر تالا پڑا ہوا ہے وہ تمہارا ڈکٹیٹر نما باورچی سلیمان بھی موجود نہیں ہے۔ اور میں نے سارا شہر چھان مارا ہے۔ لیکن تم کہیں ملتے ہی نہیں۔ ادھر تمہارے ڈیڈی نے میری جان عذاب میں

ڈال رکھی ہے کہ ہر صورت میں عمران کو میٹنگ میں ساتھ لے کر جاؤ اور ماتحت بنا کر لے جاؤ۔ یہ تو شکر ہے کہ کافرستان والوں نے چند وجوہات کی بنا پر میٹنگ کی ڈیٹ بڑھا دی ہے" ۔۔۔۔ سوپر فیاض نے ایک ہی سانس میں پوری تقریر کر ڈالی۔

"واہ ۔۔۔۔ واقعی تم سپیکنگ عہدے کے لئے موزوں ترین آدمی ہو۔ سانس لئے بغیر ایک ہزار لفظ بول سکتے ہو۔ لیکن ڈیڈی کو یہ اطلاع نہیں ملی کہ میں ساتھ نہیں جا رہا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انہیں مل چکی ہے۔ لیکن وہ تمہارے ہی باپ ہیں۔ بس ضد سوار ہو گئی ہے۔ کہ اب چاہے کچھ بھی ہو۔ عمران کو ہی ساتھ جانا ہو گا" ۔۔۔۔ فیاض کی روتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اور اگر میں نہ جاؤں تو۔ ظاہر ہے میں بھی انہی کا بیٹا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ عمران تمہارا دوست ہے۔ اس لئے اسے ساتھ لے جانا میرا کام ہے۔ ورنہ وہ مجھے گولی سے اڑا دیں گے" ۔۔۔۔ فیاض نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اس چکر میں بری طرح الجھ گیا ہے۔

"گولی سے نہ کہا ہو گا۔ توپ سے کہا ہو گا۔ گولی سے تو کوا بھی نہیں اڑتا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تمہیں اب ہر قیمت پر جانا ہو گا۔ ورنہ وہ تو مجھے بعد میں گولی سے اڑائیں گے میں پہلے تمہیں گولی سے

نے کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ میرے پاس کون سا فنڈ ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ سر رحمان ایسی بات کہہ ہی نہیں سکتے" —— فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ان کو کیا پتا۔ یہ تو میں نے ان کو بتایا ہے کہ خاص فنڈ کہاں کہاں ہے اور اس میں کتنی رقم ہے" —— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ —— تم بلیک میلر —— تم کیا سمجھتے ہو کہ میں اب تمہیں رقم دوں گا۔ تم ایک بھی پیسہ نہیں لے سکتے۔ سمجھے" —— فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں کب پیسہ مانگ رہا ہوں۔ وہ تو مجھے معلوم ہے کہ تم جمعرات کو خاصے پیسے کما لیتے ہو۔ میں تو نوٹوں کی بات کر رہا ہوں۔ اب دیکھو خواہ مخواہ نوٹ بنک میں پڑے سڑ رہے ہیں۔ اور سڑی ہُوئی چیزیں بُو دینے لگ جاتی ہیں۔ اس لئے اس کا سب سے اچھا طریقہ یہی ہے کہ انہیں گلنے سڑنے سے بچا لیا جائے۔ کیا خیال ہے" —— عمران نے کہا۔

"بس بس۔ اب کوئی بکواس نہیں چلے گی۔ سر رحمان نے سرکاری طور پر آرڈر کر دیئے ہیں۔ اور اب تمہیں میرے ماتحت کے طور پر ہر صورت میں جانا پڑے گا۔ ورنہ تمہیں ہتھکڑی بھی لگائی جا سکتی ہے" —— فیاض نے اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

اڑا دوں گا۔ چاہے بعد میں مجھے پھانسی پر کیوں نہ چڑھا دیا جائے" فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

"آج کل کون سی گولیاں استعمال کر رہے ہو۔ کھٹی میٹھی گولیاں یا وہ دوسری والی گولیاں" —— عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تم مجھے بتاؤ کہ تم کہاں سے بول رہے ہو" —— فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تمہارے دفتر میں بیٹھا ہوں۔ چپڑاسی نے اب تک مجھے چائے ہی نہیں پوچھی۔ کہتا ہے کہ دفتر بند ہو گیا ہے" —— عمران نے جواب دیا۔

"میرے دفتر میں —— اور اس وقت۔ لیکن اس وقت تو دفتر میں سوائے چوکیدار کے اور کوئی آدمی نہ ہو گا۔ پھر چپڑاسی کہاں سے آ گیا" —— فیاض نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ —— تو تمہیں معلوم ہی نہیں ہے۔ ڈیڈی نے مخصوص کال پر مجھے دفتر بلایا۔ اور خوب جھاڑ پلائی کہ تمہیں ہر قیمت پر فیاض کا ماتحت بن کر جانا ہو گا۔ ان کا غصہ عروج پر تھا۔ اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ جب ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو میں نے انہیں ڈرتے ڈرتے بتایا کہ وہ میرے پاس رقم نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تم جتنی رقم چاہو فیاض سے لے سکتے ہو۔ اس کے پاس مخصوص فنڈ ہے۔ اور میں اب تمہارا دفتر کھلوا کر بیٹھا ہوں۔ تاکہ اس مخصوص فنڈ سے کچھ رقم وصول کر سکوں" —— عمران

" اوہ۔ تو میں سرکاری آدمی بن گیا ہوں۔ مبارک ہو۔ لیکن میری عادت تم جانتے ہو کہ میں نے آج تک نوکری اس لئے نہیں کی کہ کوئی محکمہ پہلے ایک سال کی تنخواہ ایڈوانس دینے پر تیار نہیں ہوتا۔ جب کہ سلیمان بغیر ایڈوانس لیئے چائے کی کیتلی کو بھی ہاتھ لگانا گوارا نہیں کرتا "۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" یہ بعد کی باتیں ہیں۔ تم مجھے سچ سچ بتاؤ کہ کہاں سے بول رہے ہو۔ میں تم سے فوری طور پر ملنا چاہتا ہوں۔ یہ انتہائی ضروری ہے "۔۔۔۔ فیاض نے فوراً موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

" میں تمہیں ڈھونڈھتا ہوا وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ تم وہاں سے بھاگ نکلے ہو۔ اور اب وہ تمہیں تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ چلو میں ہی فون کر کے تمہیں تلاش کر لوں "

" بکواس مت کرو۔ ویسے پاگل خانہ ہی تمہارے لئے صحیح جگہ ہے۔ سنو۔ تم جہاں سے بھی بول رہے ہو دس منٹ کے اندر اپنے فلیٹ پر پہنچ جاؤ۔ میں وہیں آرہا ہوں "۔۔۔۔ فیاض نے عمران کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

" لیکن میرے پاس چابی نہیں ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" تو تالا توڑ دو "۔۔۔۔ فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔

" کمال ہے۔ تالا توڑ دوں۔ تاکہ تم چوری کے الزام میں میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو۔ جی نہیں۔ میں باز آیا ایسے مشورے ملنے سے اور کب تم نے جانا ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" پرسوں۔ وہاں گیارہ بجے میٹنگ ہے۔ ہم نے صبح کی فلائٹ سے جانا ہے "۔۔۔۔ فیاض نے کہا۔

" اوکے۔ میں تمہیں ایئرپورٹ پر ملوں گا۔ تیار ہو کر آنا۔ اور ہاں ذرا چیک بک بھی ساتھ اٹھا لانا۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ فلائٹ بھی کینسل ہو سکتی ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" اوہ۔ کیا واقعی آپ فیاض کے ساتھ اس میٹنگ میں شریک ہوں گے "۔۔۔۔ عمران کے رسیور رکھتے ہی بلیک زیرو نے چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ سرکاری خرچ پر یہ ٹور کر ہی لوں " عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" لیکن وہ انونٹری گروپ۔ اس کا کیا ہو گا "۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اب یہ سارے کام کرنے کا میں نے تو ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔ تمہارے پاس پوری ٹیم ہے۔ مفت کی روٹیاں توڑ رہے ہیں۔ انہیں کام پر لگاؤ "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اگر آپ کا یہ حکم ہے تو میں ایسا ہی کروں گا " بلیک زیرو نے ناراض ہو جانے والے لہجے میں کہا۔ اور عمران اس کے لہجے پر بے اختیار ہنس پڑا۔

" ناراض ہونے والی بات نہیں جناب ایکسٹو صاحب دراصل مجھے اس ۔۔۔۔ انونٹری گروپ کی واپسی سے زیادہ اس سارے کھیل کا اصل پس منظر معلوم کرنے کا بہت شوق ہے۔

اور میرا خیال ہے کہ سوپر فیاض کے ساتھ جا کر میں شاید اس کھیل کے بارے میں کچھ جان سکوں" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" وہاں کیا بات ہو سکتی ہے ۔ میرے خیال میں تو آپ کا وہاں جانا فضول ہی ثابت ہو گا" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

" میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے کہ کافرستان والوں کو شوگران کے صدر کے دورے کی انٹیلی جنس تفصیلات جاننے میں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے ۔ اور وہ بھی میٹنگ کے ذریعے جب کہ وہ یہ تفصیلات یہاں اپنے ایجنٹوں کو بھی حرکت میں لا کر معلوم کر سکتے تھے ۔ اس سے ان کا کوئی خاص مقصد ہے ۔ اور اس انونٹری گرپ کے حصول سے لازماً اس کا کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے ۔ اور یہ ساری بات وہیں جا کر سونگھی جا سکتی ہے ۔ اور تم جانتے ہو کہ پوری سیکرٹ سروس میں مجھے ہی نزلہ نہیں ہوتا ۔ اس لئے میری ناک میں سونگھنے کی حس خاصی تیز ہے ۔ اور جب سرکاری خرچہ ہو تو یہ حس اور زیادہ تیز ہو سکتی ہے ۔ رہ گیا انونٹری گرپ کا حصول تو یہ گرپ لازماً کافرستان کی نیوی والوں نے حاصل کی ہے ۔ اور ظاہر ہے ان کے انجینئرز کے پاس ہی ہو گی ۔ اور کیپٹن شکیل ملٹری انٹیلی جنس کی نیوی برانچ میں بھی دو چار سال گزار چکا ہے ۔ اس لئے وہ یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے" ـــــ عمران نے کہا ۔ اور ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

" شکیل بول رہا ہوں" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی ۔

" ایکسٹو" ـــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا ۔

" یس سر" ـــــ کیپٹن شکیل نے مودبانہ لہجے میں کہا ۔

" تم ملٹری انٹیلی جنس کی نیوی برانچ میں کام کر چکے ہو" ـــــ عمران نے کہا ۔

" یس سر ۔ میں تین سال اس برانچ میں رہا ہوں" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا ۔

" کافرستان میں تم نے کتنے مشن سرانجام دیئے ہیں اس دوران" ـــــ عمران نے پوچھا ۔

" میرے خیال میں سر دس بارہ تو اہم مشن سرانجام دیئے ہی ہیں ۔ پوری تفصیل تو یاد نہیں سر" ـــــ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ تم کافرستان میں ایک اہم مشن کے لئے تیار ہو جاؤ ۔ اس بار ٹیم تمہاری سربراہی میں کام کرے گی" ـــــ عمران نے کہا ۔

" اوہ ـــــ یس سر ۔ میں مشن کے لئے تیار ہوں ۔ لیکن سر ۔ کیا عمران صاحب ساتھ نہیں جائیں گے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" نہیں ۔ میں اسے ایک اور مشن پہ بھیجنا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے جواب دیا ۔

"تو سر مس جولیا سربراہ ہیں۔ میں ان کے تحت کام کر لوں گا سر" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"جولیا تمہارے ساتھ نہیں جا رہی۔ وہ ایک اور مشن پر جا رہی ہے۔ تمہارے ساتھ نعمانی، چوہان اور صدیقی جائیں گے" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں تیار ہوں سر" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تفصیلات تمہیں مل جائیں گی۔ تم اپنے ساتھیوں کو اپنے فلیٹ میں بلا لو۔ عمران تمہیں اس مشن کی ضروری تفصیلات مہیا کرے گا۔ اور تم چاہو تو اس سے مشورہ بھی کر سکتے ہو۔ وہ تمہارے پاس ایک گھنٹے کے اندر پہنچ جائے گا" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تو آپ واقعی ساتھ نہیں جا رہے۔ میرا خیال ہے آپ کا ساتھ جانا انتہائی ضروری ہے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے ایک اور پروگرام مرتب کیا ہے۔ صفدر، تنویر اور جولیا کو میں کافرستان بھیجوں گا۔ اس سکیم کی سربراہ جولیا ہو گی۔ وہ وہاں ناٹران سے مل کر شاگل اور سیکرٹ سروس کو اس بارے میں ٹٹولے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور اصل راز سونگھ لیں گے۔ کیپٹن شکیل انونٹری گروپ حاصل کرے گا۔ اور میں سوپر فیاض کے ساتھ جا کر وہاں میٹنگ کے اصل پس منظر کو سونگھوں گا۔ اس طرح اصل واقعات سامنے آ سکتے ہیں۔ کیونکہ

ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے۔ شوگران کے صدر کے دورے سے پہلے ہمیں اس سارے کھیل کو جان لینا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ ہم اندھیرے میں ہی ٹامک ٹوئیاں یہاں مارتے رہ جائیں۔ اور کافرستان والے کوئی ایسی حرکت کرنے میں کامیاب ہو جائیں جس سے ہمارے ملک کو نقصان پہنچ جائے" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں بہرحال کیپٹن شکیل اور جولیا سے بے خبر نہ رہوں گا۔ ضرورت پڑنے پر میں ان کی مدد بھی کر دوں گا۔ اور ہو سکتا ہے۔ مجھے بھی براہ راست اس کھیل میں شامل ہونا پڑے۔ لیکن بہرحال اصل حالات میں ہر صورت میں جاننا چاہتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب آپ کیپٹن شکیل کی طرف جا رہے ہیں" ——— بلیک زیرو نے بھی احتراماً کرسی سے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ تم جولیا کو مشن کے لئے کہہ دو۔ انہیں تفصیلات بھی میں ہی بتاؤں گا" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔ اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

رات کا گہرا اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ سمندر کی پُرشور موجیں ساحل پر سر پٹک رہی تھیں۔ اور ان کے شور سے محسوس ہو رہا تھا جیسے سینکڑوں درندے مل کر غرا رہے ہوں۔ اس اندھیرے میں سیاہ رنگ کی ایک کار جس کی ہیڈ لائیٹس بند تھیں۔ اندھیرے کا ایک حصہ بنی ہوئی ساحل کے ساتھ ساتھ ریت پر رینگتی ہوئی شمال کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر نعمانی تھا۔ جس کے ساتھ کیپٹن شکیل بیٹھا ہوا تھا۔ اور پچھلی سیٹ پر چوہان اور صدیقی موجود تھے۔ ان سب کے جسموں پر غوطہ خوری کے جدید لباس تھے اور پشت پر سیاہ رنگ کے آکسیجن سلنڈر کے ساتھ ساتھ واٹر پروف کپڑے کے تھیلے لدے ہوئے تھے۔ غوطہ خوری کے لباس کے رنگ بھی سیاہ تھے اور کار کے اندر چھائے ہوئے اندھیرے میں وہ سب ہی سائے سے محسوس ہو رہے

تھے۔ کار خاصی آہستہ رفتار سے چل رہی تھی۔ بلکہ اُسے چلنے کی بجائے رینگنا کہنا چاہیئے۔ کیونکہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود دو تین فٹ سے زیادہ فاصلے پر کچھ نظر نہ آتا تھا۔

"ابھی سیدھے لئے چلو۔ ابھی وہ جگہ نہیں آئی"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن تم اس جگہ کو پہچانو گے کیسے۔ یہاں تو ہر طرف گہرا اندھیرا ہے"۔۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی میری یادداشت موجود ہے۔ اور اس جگہ پر میں نے زندگی کے کئی ہولناک کھیل کھیلے ہیں۔ اس لئے فکر مت کرو۔ چلے چلو" کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شکیل صاحب۔ ہمیں کتنی دور جانا ہوگا۔ سمندر کے اندر" پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صدیقی نے پوچھا۔

"کم از کم دس گیارہ میل کا فاصلہ طے کرنا ہوگا۔ تب وہ جزیرہ آئے گا۔ جہاں خفیہ لیبارٹری بنی ہوئی ہے۔ اور یہ بات پھر دہرا رہا ہوں کہ اس لیبارٹری کے گرد انتہائی جدید حفاظتی نظام قائم ہے۔ اس لئے ہمیں ہر لمحہ بے حد چوکنا رہنا پڑے گا۔ ہماری معمولی سی غفلت ہمیں ایک لمحہ میں موت کا نوالہ بنا دے گی" کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہمارا تو کام ہی ایسا ہے۔ یہاں غفلت کے معنی ہی موت ہیں"۔۔۔۔ چوہان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور سب اس کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیئے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک کار اسی رفتار سے رینگتی رہی۔ اور پھر کیپٹن شکیل نے نعمانی کو رکنے کا اشارہ کیا تو نعمانی نے بریک پیڈل پہ پیر رکھ دیا۔

" بس یہی جگہ ہے نعمانی تم کار کو کسی ٹیلے کے پیچھے چھپا آؤ۔ یہاں کار کا اچانک نظر آ جانا بھی خطرناک ہو سکتا ہے "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے نعمانی سے کہا۔ اور نعمانی نے سر ہلا دیا۔

صدیقی اور چوہان کیپٹن شکیل کے ساتھ ہی کار سے باہر آ گئے۔ اور نعمانی نے کار ذرا سی آگے بڑھائی اور پھر اسے ساحل کی مخالف سمت کی طرف دوڑا دیا۔ جب کہ وہ تینوں سمندر کی طرف بڑھ گئے۔

" یہاں ایسی کون سی چیز ہے جس سے تم نے یہ جگہ شناخت کی ہے "۔۔۔ صدیقی نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہاں کی ریت میں ہلکی سی چمک ہے۔ اسے صرف وہی محسوس کر سکتا ہے جو سمندر میں رہا ہو۔ اور یہ مخصوص نشانی ہوتی ہے راستے کی "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور صدیقی اور چوہان نے سر ہلا دیئے۔

" اس کا مطلب ہے کہ یہ باقاعدہ اس جزیرے تک جانے کا راستہ ہے "۔۔۔ چوہان نے کہا۔

" ہاں۔ ہنگامی حالات کے لئے ایسے راستے بنانے پڑتے ہیں۔ اس راستے کی سائیڈوں میں یقیناً سمندر میں ایسے آلات موجود

ہوں گے جو کاشن دے سکتے ہیں "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور پھر وہ تینوں اس وقت تک وہیں رکے رہے جب تک نعمانی ان تک نہ پہنچ گیا۔

" واٹر گنیں ہاتھوں میں لے لو۔ اور قطار کی صورت میں ہم نے آگے بڑھنا ہے۔ پہلے میں جاؤں گا۔ کیونکہ مجھے اس مخصوص راستے کا علم ہے "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور پھر اس نے منہ پہ مخصوص آلہ چڑھایا۔ آکسیجن سلنڈر کا والو کھولا اور تیزی سے قدم اٹھاتا سمندر میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سمندر میں تیزی سے تیرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مخصوص ساخت کی واٹر گن موجود تھی۔ باقی ساتھی بھی ایک قطار کی صورت میں اس کے پیچھے آ رہے تھے۔ سمندر کی تہہ میں بھی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ماتھے پر لگی ہوئیں مخصوص ٹارچیں جلا لی تھیں۔ اس لئے انہیں سمندر کا خاصا حصہ روشن نظر آ رہا تھا۔ وہ چاروں مچھلیوں کی طرح تیزی سے تیرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ کہ یک لخت کیپٹن شکیل ٹھٹھک کر رک گیا۔ اور اس کے پیچھے آنے والے باقی ساتھیوں کو بھی اپنے آپ کو روکنا پڑا۔ دوسرے لمحے کیپٹن شکیل نے غوطہ لگایا اور بجلی کی سی تیزی سے سمندر کی تہہ میں بیٹھتا گیا۔ اس نے باقی ساتھیوں کو چونکہ ہاتھ سے وہیں رکنے کا اشارہ کیا تھا۔ اس لئے ان سب نے اس کے پیچھے غوطہ نہ لگایا۔

کیپٹن شکیل تیزی سے تہہ کی طرف بڑھتا گیا۔ اور چند لمحوں

بعد وہ پانی کے اندر تیرتی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی بال کے قریب جاکر رک گیا۔ یہ بال بالکل کسی جھاڑی کی طرح نظر آرہی تھی۔ اس کے نیچے لمبا سا ڈنٹھل تہہ تک چلا گیا تھا۔ اور اوپر والا حصہ بالکل فٹ بال کی طرح گول تھا۔ کیپٹن شکیل ایک لمحہ تک اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے ڈنٹھل کے ساتھ ساتھ نیچے اترتا گیا۔ ڈنٹھل کا آخری سرا ریت میں غائب ہوگیا تھا۔ کیپٹن شکیل ٹارچ کی مدد سے اس ڈنٹھل کے ارد گرد کا حصہ غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ موڑ کر پشت پر لدے ہوئے تھیلے میں ڈالا اور دوسرے لمحے جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پستول تھا۔ جس کی نال کا سوراخ انتہائی باریک تھا۔ پستول بچوں کے کھلونے جیسا نظر آرہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے پستول کی نال کا رخ ڈنٹھل کے ریت میں غائب ہونے والے سرے کی طرف کیا اور اس کا ٹریگر دبا دیا۔ پستول سے سرخ رنگ کی تیز شعاع نکل کر ریت پر پڑی اور دوسرے لمحے جیسے ستارہ چمکتا ہے۔ اس طرح ریت کے اندر سے ستارہ سا چمکا اور غائب ہوگیا۔ کیپٹن شکیل کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے پستول واپس تھیلے میں رکھا اس کی زپ کھینچ کر بند کی اور پھر تیزی سے اوپر اٹھتا گیا۔

"کیا ہوا" ——— اس کے کانوں میں صدیقی کی آواز سنائی دی۔ غوطہ خوری کے اس جدید لباس میں ٹرانسمیٹر فٹ تھے۔ اس لئے وہ آسانی سے آپس میں گفتگو کر سکتے تھے۔

"چیکنگ کا پہلا مرحلہ طے ہوگیا۔ نکل چلو۔ یہ صرف چند منٹوں کے لئے معطل ہوا ہے۔" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ظاہر ہے باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ تیزی سے آگے تیرتے گئے۔ کیپٹن شکیل کی رفتار پہلے کی نسبت زیادہ تیز تھی۔

"کیا مرحلہ تھا۔ کچھ ہمیں بھی بتا دو۔ تم تو عمران کی طرح بغیر بتائے سب کچھ کئے جا رہے ہو" ——— اس بار نعمانی نے پوچھا۔ اور کیپٹن شکیل ہنس پڑا۔

"یہ بات نہیں۔ دراصل میں نے نیوی انٹیلی جنس میں رہ کر ان کی مخصوص تربیت حاصل کی ہوئی ہے۔ یہ سمندر کی تہہ میں ایک مائیکرو ٹرانسمیٹر ہوتا ہے جس میں سے مخصوص ریز نکل کر افقی طور پر سطح سمندر تک چلی جاتی ہیں ان کا دائرہ کار خاصا وسیع ہوتا ہے۔ اس لئے جو چیز بھی ان ریز کو کراس کرے ہیڈ کوارٹر میں موجود اس کے رسیور پر کاشن آجاتا ہے اور اسے چیک کیا جا سکتا ہے۔ اسے چھپانے کے لئے اس طرح بنایا جاتا ہے۔ جیسے یہ سمندر کی تہہ میں اُگنے والی قدرتی جھاڑی ہو۔ ان ریز کی وجہ سے سمندر کے پانی میں ایک مخصوص قسم کی ہلچل سی پیدا ہوتی ہے۔ جو عام طور پر محسوس نہیں کی جا سکتی۔ میں نے اس ہلچل کی وجہ سے اسے پہچان لیا تھا۔ اور چونکہ مجھے معلوم ہے کہ ایسے حربے عام استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں ان کا بندوبست پہلے ہی کر آیا تھا" ——— کیپٹن شکیل نے

تیرنے کے ساتھ ساتھ تفصیل بھی بتانی شروع کر دی۔

"اوہ۔ واقعی چیف نے صحیح سربراہ منتخب کیا ہے" — چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور باقی افراد بھی ہنس پڑے۔

تقریباً ایک گھنٹے تک مسلسل تیرنے کے بعد کیپٹن شکیل کی رفتار آہستہ ہونی شروع ہو گئی۔ باقی ساتھی بھی چونکہ خاصے تھک چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے بھی سکون کا سانس لیتے ہوئے رفتار کم دی۔

"اب انتہائی حساس آلات کی رینج شروع ہونے والی ہے۔ اس لئے ہمیں بے حد محتاط رہنا ہے۔ بالکل ناک کی سیدھ میں جانا ہے اور ہاتھوں کو زیادہ رینج میں نہیں پھیلانا" — کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور پھر وہ ہاتھوں کو جسم کے ساتھ چپکائے اس طرح جھٹکا دے کر آگے بڑھنے لگا جیسے اُود بلاؤ تیرتی ہے۔ یہ تیرنے کا ایک مخصوص انداز تھا۔

لیکن اس طرح تیرتے ہوئے وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک صدیقی کا جسم بری طرح پٹخنیاں کھانے لگا۔ اور پھر جب تک کیپٹن شکیل اور باقی ساتھی سنبھلتے۔ صدیقی کا جسم انتہائی تیز رفتاری سے اسی طرح پٹخنیاں کھاتا ہوا سطح کی طرف اٹھتا گیا۔

"آکسیجن سلنڈر میں خرابی ہو گئی ہے" — کیپٹن شکیل نے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ باقی ساتھیوں کے ساتھ تیزی سے اوپر کی طرف اٹھا۔ باقی ساتھی اس کی بات سننے سے پہلے ہی بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو پٹخنیاں کھا کر رکتے ہوئے صدیقی کے جسم کی طرف لپک چکے تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ سطح تک پہنچتے اچانک سمندر کی تہہ سے سرخ روشنی کا سیلاب سا اٹھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کے سانس اس طرح بند ہو گئے جیسے کسی نے فیوز اڑا دیا ہو۔ ان کے ذہنوں پر بجلی کے کوندے سے بھی زیادہ رفتار سے موت کی سیاہ چادر چھا گئی تھی۔

رام چند کار چلاتے چلاتے یک لخت بُری طرح چونکا اور
پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا چہرہ مخالف سمت میں
گھما لیا جب کہ اس کی کار اسی رفتار سے آگے بڑھتی گئی۔ لیکن
چند لمحوں بعد ہی اس نے گردن سیدھی کی اور پھر اس کی نظریں
بیک مرر پر جم گئیں اور دوسرے لمحے اس کے لبوں پر فاتحانہ
سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے اگلے ٹرن سے کار کو انتہائی
تیز رفتاری سے موڑا اور پھر پاس سے گزرنے والی اس کار
کے تعاقب میں چل پڑا۔ جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے
آدمی پر اسے ناٹران کا شک گزرا تھا۔ ناٹران کی کار کو اس
نے اچانک مخالف سمت سے آتے ہوئے چیک کیا تھا۔ اور
ناٹران کی نگاہوں سے بچنے کے لئے اس نے اپنا چہرہ مخالف
سمت میں گھما دیا تھا۔ اور پھر بیک مرر میں دیکھتے ہی اسے یقین
ہو گیا تھا کہ یہ وہی کار ہے جس میں وہ سپیشل ایجنسی کا چیف انسپکٹر
سوار تھا کیونکہ اس کی بیک لائٹس کا دایاں حصہ بائیں سے ذرا
کم چمکتا تھا۔ چنانچہ یہ نشانی دیکھتے ہی رام چند کو یقین ہو گیا۔ کہ
اس نے صحیح آدمی کو پہچانا ہے۔

ناٹران کار میں اکیلا تھا۔ اور اس کی کار خاصی رفتار سے اڑی
جا رہی تھی۔ رام چند بڑے ماہرانہ انداز میں اس کا تعاقب کر رہا
تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جب اس نے ناٹران کی کار کو سودیش
ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں مڑتے ہوئے دیکھا۔ تو وہ چونک پڑا۔ اس
نے کار آگے لے جا کر سائیڈ گلی میں روکی اور پھر پھرتی سے ڈیش
بورڈ کا خانہ کھول کر اس نے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان
نکالا اور اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چلنے لگے۔ چند لمحول
بعد گال پر مستہ بھاری مونچھوں اور ابھری ہوئی ناک نے اس کا حلیہ
مکمل طور پر بدل دیا۔ رام چند کار سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا
جب ہوٹل کے گیٹ میں داخل ہوا تو اس نے ناٹران کو ہوٹل کے
مین گیٹ میں داخل ہوتے دیکھ لیا۔ اور لوگ بھی آ جا رہے تھے۔
اس لئے رام چند اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ ہوٹل کے
ہال میں داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا۔ جب اس نے ناٹران کو
ہال کے ایک کونے میں موجود میز کے گرد بیٹھے ہوئے ایک
غیر ملکی لڑکی اور دو مقامی افراد کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ رام چند
بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا ایک قریبی خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔
اور ناٹران اب اس میز کے گرد موجود کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔ رام چند

ان کی طرف پشت کر کے بیٹھ گیا۔ اور اس نے فوری طور پر پہنچ جانے والے ویٹر کو وہسکی لانے کا آرڈر دیا۔ تاکہ وہ جلد از جلد وہاں سے ٹل جائے۔ اور پھر اس نے اپنی پوری توجہ ناٹران اور اس کے ساتھیوں کی طرف لگا دی۔ وہ غیر ملکی لڑکی بھی ویٹر کو کوئی مشروب لانے کا آرڈر دے رہی تھی۔

"میرا خیال ہے۔ یہاں کھلی جگہ پر سودا کرنے کی بجائے کسی اور جگہ چلا جائے" ـــــ ایک آواز سنائی دی۔

اور رام چند کے کانوں میں سپیشل ایجنسی کے چیف آفیسر کی آواز اور لہجہ گونج اٹھا۔

"ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں کوئی جگہ مستقل طور پر ہائر کر لینی چاہیئے" ـــــ اسی لڑکی کی آواز سنائی دی۔

اسی لمحے ویٹر نے وہسکی کا جام لا کر رام چند کے سامنے رکھ دیا اور رام چند نے جام اٹھا لیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم رات کو وہاں پہنچ جائیں گے" ـــــ لڑکی کی آواز کے ساتھ ساتھ ایسی آواز سنائی دی جیسے کسی دھات کی چیز کو میز سے اٹھایا گیا ہو۔

"میں مشروب پی کر واپس جا رہا ہوں۔ اب آپ سے مزید سودے کی بات رات کو ہی ہو گی" ـــــ ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"تم نے سودے کی تفصیلات معلوم کر لی ہیں" ـــــ ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"تقریباً ـــــ بہرحال رات تک کام مکمل ہو جائے گا" ـــــ ناٹران نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی گھونٹ لینے اور مشروب پینے کی مخصوص آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر گلاس رکھنے اور کرسی کھسکنے کی آواز سنائی دی۔ اور چند لمحوں بعد رام چند نے ناٹران کو تیز تیز قدم اٹھاتے واپس گیٹ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ لیکن وہ اپنی جگہ بیٹھا رہا۔ وہ ساری بات سمجھ گیا تھا۔ کہ ناٹران نے انہیں یقیناً کسی مکان کی چابی دی ہے۔ اور یہ لوگ اب ہوٹل سے اس مکان میں شفٹ ہوں گے جہاں رات کو آٹھ بجے ان کی مخصوص میٹنگ ہو گی۔ چنانچہ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ بجائے ناٹران کے پیچھے جانے کے اسے اس گروپ کی نگرانی کرنی چاہیئے۔ اس طرح اس کے ناٹران کے جانے کے فوری بعد اٹھ جانے سے پیدا ہونے والے شک کا خطرہ بھی نہ رہے گا۔ اور وہ اس گروپ کا اصل مقصد بھی معلوم کر لے گا۔ نجانے وہ کس سودے کی بات کر رہے تھے۔ لڑکی کسی یورپی ملک سے متعلق تھی۔ اس لئے پہلا خیال رام چند کے ذہن میں یہی آیا۔ کہ یہ سودا یقیناً منشیات کے بارے میں ہو گا۔ لیکن اگر ناٹران بقول چیف شاگل کے واقعی سیکرٹ سروس سے متعلق ہے تو پھر یہ منشیات کا سودا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سیکرٹ ایجنٹس عام طور پر ان دھندوں میں ملوث نہیں ہوتے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ناٹران ایسا دھندہ کرتا ہو۔

تھوڑی دیر بعد کرسیاں کھسکنے کی آواز سنائی دی اور پھر وہ لڑکی اور اس کے دو ساتھی رام چند کے قریب سے گزرتے ہوئے

کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ لڑکی نے کاؤنٹر کلرک سے کچھ کہا تو کاؤنٹر کلرک نے سر ہلاتے ہوئے رجسٹر کھولا اور اس میں اندراجات کرنے میں مصروف ہو گیا۔ لڑکی کے ساتھی نے جیب سے چند نوٹ نکال کر کاؤنٹر کلرک کو دیئے اور کاؤنٹر کلرک نے بقایا کے ساتھ ساتھ ایک رسید بھی انہیں دے دی اور پھر وہ سائیڈ پر موجود ایک پورٹر سے کچھ کہنے لگا۔ وہ تینوں وہیں کاؤنٹر پر ہی کھڑے رہے۔ اور پورٹر تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"تو یہ ہوٹل چھوڑ کر جا رہے ہیں"۔۔۔۔۔ رام چند نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک نوٹ نکال کر اس نے ایش ٹرے کے نیچے رکھا۔ اور خود اٹھ کر تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بھی مڑ کر کاؤنٹر کی طرف نہ دیکھا۔ اور گیٹ سے باہر آکر وہ سیدھا کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنی کار میں موجود تھا۔ اس نے کار میں پہنچتے ہی اپنا کوٹ اتار کر اسے الٹایا اور پھر پہن لیا۔ اب اس کے کوٹ کا نہ صرف رنگ بلکہ ڈیزائن بھی بدل چکا تھا۔ اس نے ریڈی میڈ میک اپ بھی اتارا اور اسے واپس ڈیش بورڈ میں رکھ کر وہ کار لے کر واپس سڑک پر آ گیا۔ کیونکہ یہ گروپ اس کے لئے اجنبی تھا۔ اس لئے ظاہر ہے اب میک اپ کی ضرورت نہ تھی۔ اور ویسے بھی اسے میک اپ بدلنا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ ہو سکتا ہے اسے دیکھ کر چونک پڑیں۔ اس لئے اس نے میک اپ بدلنے کی بجائے اصل شکل میں رہنے کا فیصلہ کیا البتہ کوٹ اس

نے الٹ لیا تھا۔ تاکہ اس گروپ کی طرف سے اسے پہچانا جانے کا معمولی سا خدشہ بھی باقی نہ رہے۔ اس نے کار کمپاؤنڈ گیٹ کے قریب روک دی۔ اور چند لمحوں بعد اسے وہ تینوں ہوٹل کے مین گیٹ سے نکل کر کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف آتے ہوئے نظر آئے۔ دونوں مقامی افراد کے ہاتھوں میں ایک ایک بیگ تھا جب کہ وہ غیر ملکی لڑکی خالی ہاتھ تھی۔

وہ تینوں باہر آ کر جیسے ہی سڑک کے کنارے رکے ایک خالی ٹیکسی تیزی سے بڑھ کر ان کے قریب آئی اور وہ تینوں ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔ ٹیکسی کے آگے بڑھ جانے کے بعد رام چند نے کار آگے بڑھائی اور وہ خاصا فاصلہ دے کر ٹیکسی کا تعاقب کرنے لگا۔ البتہ ٹیکسی کا نمبر اس کے ذہن میں محفوظ ہو چکا تھا۔ تاکہ اگر وہ انہیں کھو بیٹھے تو اس ٹیکسی کی مدد سے وہ ان کا کھوج لگا سکتا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جب ٹیکسی ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی تو رام چند نے کار چوک پر ہی ایک سائیڈ میں بنے ہوئے کیفے کی سائیڈ میں روک دی۔ کالونی میں جانے والی ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس لئے وہ مزید خطرہ نہ لینا چاہتا تھا۔ چونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کالونی کے اندر جانے اور باہر نکلنے کے لئے یہی ایک ہی راستہ ہے۔ اس لئے اس نے احتیاطاً وہیں رک جانے کا پروگرام بنایا اسے معلوم تھا کہ ٹیکسی ان لوگوں کو چھوڑ کر اسی راستے سے واپس آئے گی۔ اور وہ ڈرائیور سے ان کا پتہ آسانی سے معلوم کر سکتا تھا۔ چنانچہ

اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔ ٹیکسی آگے جا کر ایک سائیڈ روڈ پر مڑ کر اس کی نظروں سے غائب ہو چکی تھی۔ اس کی کار کو وہیں رکے چند ہی لمحے گزرے تھے۔ کہ اس نے سرخ رنگ کی ایک کار کو قریب سے گزرتے ہوئے دیکھا اور اس کار کو دیکھتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا کیونکہ اس کار کو اس نے پہلے بھی اپنے پیچھے مارک کیا تھا۔

اس نے خیال نہ کیا تھا۔ اب اسے یاد آ رہا تھا کہ یہ کار اس نے ہوٹل کی سائیڈ میں ہی کھڑی دیکھی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ دل ہی دل میں اپنی احتیاط پسندی کی داد خود دینے لگا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ کار اس گروپ کی نگرانی کر رہی تھی اور اگر رام چند سیدھا ان کے پیچھے چلا جاتا تو یہ سرخ کار والا اسے بھی مارک کر لیتا۔ لیکن اب اس کے راستے میں ہی رک جانے سے وہ مطمئن ہو گیا ہو گا۔ اس لئے وہ آگے بڑھ گیا تھا۔

رام چند نے دروازہ کھولا اور نیچے اتر آیا۔ چند لمحوں بعد اسے دور سے وہی ٹیکسی واپس آتی دکھائی دی۔ تو رام چند نے آگے بڑھ کر اس کو رکنے کا اشارہ کیا اور جیسے ہی ٹیکسی اس کے قریب رکی رام چند نے دروازہ کھولا اور فرنٹ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کرتے ہوئے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا جیسے اس کی منزل پوچھ رہا ہو۔

"نیشنل پارک"۔۔۔۔ رام چند نے قدرے سخت لہجے میں کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی۔ رام چند واقعی انتہائی سلجھا

ہوا آدمی ثابت ہو رہا تھا۔ اس نے جان بوجھ کر ٹیکسی ڈرائیور کو وہیں روک کر اس سے پوچھ گچھ نہ کی تھی۔ کیونکہ اس طرح مشکوک ہو سکتا تھا۔ اور جان بوجھ کر اسے ایک پتہ بتا دیا تھا تاکہ اگر کوئی اسے دیکھ بھی رہا ہو تو وہ یہی سمجھے کہ وہ ایک عام مسافر ہے۔ ٹیکسی جیسے ہی چوک کراس کر کے شہر جانے والی سڑک کی طرف مڑی۔

"بس۔ سائیڈ پر ٹیکسی روک دو"۔۔۔۔ رام چند نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔ ادھر ٹیکسی ڈرائیور نے چونک کر ٹیکسی روک دی۔

"مگر آپ نے تو۔۔۔۔۔۔۔"۔۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہنا چاہا۔

"پولیس ۔۔۔۔ یہ کارڈ دیکھو"۔۔۔۔ رام چند نے سخت لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی جیب سے ایک سرکاری کارڈ نکال کر اس کی جھلک ٹیکسی ڈرائیور کو دکھا کر کارڈ واپس جیب میں رکھ لیا۔

"ج ۔۔۔۔ ج ۔۔۔۔ جی"۔۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور پولیس کا نام سنتے ہی بری طرح گھبرا گیا۔

"گھبراؤ نہیں۔ تم سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ تم بس صرف اتنا بتا دو کہ سودیش ہوٹل سے غیر ملکی لڑکی اور دو مقامی افراد کو لے کر تم کالونی کی کس کوٹھی پہ ڈراپ کر آئے ہو"۔۔۔۔ رام چند نے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ سر۔۔۔۔ کوٹھی نمبر الیکس بلاک بی پہ اترے ہیں وہ"۔۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیا۔

"پورے یقین سے کہہ رہے ہو" ——— رام چند نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل سر ——— میں ٹیکسی ڈرائیور ہوں سر۔ اس لئے ایک ایک جگہ کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ اس کوٹھی میں ایک ماہ پہلے ایک افریقی جوڑا رہتا تھا۔ میں نے انہیں کئی بار یہاں ڈراپ کیا تھا" ——— ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بس اتنا معلوم کرنا تھا۔ لیکن سنو۔ اگر تم نے کسی کو اس بارے میں کچھ بتایا کہ میں نے تم سے پوچھ گچھ کی ہے یا تم نے مجھے پتہ بتایا ہے تو تم اپنی ٹیکسی سمیت پرزوں کی طرح بکھر جاؤ گے" ——— رام چند نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں جانتا ہوں سر" ——— ٹیکسی ڈرائیور نے خوف زدہ انداز میں تھوک نگلتے ہوئے کہا اور رام چند دروازہ کھول کر نیچے اترا اور ٹیکسی ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

رام چند واپس مڑا اور تیزی سے واپس چوک کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ چوک پر پہنچ گیا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور اس میں بیٹھ کر کار کی فرنٹ سائیڈ کو اس طرح اوپر اٹھا دیا جیسے صندوق کا ڈھکن کھولا جاتا ہے۔ نیچے واقعی صندوق کی طرز کا خانہ بنا ہوا تھا۔ اس نے اس کے کونے میں رکھا ہوا ایک چھوٹا سا بیگ اٹھایا اور سیٹ بند کر کے اس نے بیگ کی زپ کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین نکال کر اس نے اسے کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے کر کے مخصوص انداز میں ہاتھ

کو جھٹکا تو مشین کی پشت مقناطیس کی طرح کار کے لوہے سے چمٹ گئی۔ رام چند نے بیگ سے ایک چھوٹا سا پستول نکالا اور اس کے چیمبر کو کھولا۔ یہ چیمبر ایک خانے کی طرح تھا۔ اور اس خانے میں ایک چھوٹا سا بٹن نظر آ رہا تھا۔ رام چند نے پستول واپس بند کیا۔ اور اسے جیب میں ڈال کر وہ کار سے نیچے اترا اور پھر بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا بلاک بی کی طرف پیدل بڑھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد کوٹھی نمبر اکیس کی سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اس کے چلنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بھی اس کالونی کا مکین ہو۔ اور اب اپنی رہائش گاہ کی طرف جا رہا ہو۔ لیکن اس کی تیز نظریں ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کوٹھی کے عقب میں پہنچ کر اس نے اپنی رفتار آہستہ کی اور جیب سے وہ چھوٹا سا پستول نکال کر اس نے ہاتھ میں دبا لیا۔ اور پھر ادھر ادھر دیکھ کر اس نے پستول کا رخ کوٹھی کی عمارت کی چھت کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ سرر کی تیز آواز کے ساتھ پستول کے اندر موجود چھوٹا سا بٹن فضا میں اڑتا ہوا چھت کی طرف بڑھا۔ اور پھر نیچے گر کر رام چند کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ لیکن رام چند نے دیکھ لیا تھا کہ بٹن چھت پر گرنے کی بجائے آگے کے حصے کی طرف نیچے گرا تھا۔ اور کوٹھی کی فرنٹ سائیڈ کو وہ گزرتے ہوئے چیک کر چکا تھا۔ اس لئے اسے معلوم تھا کہ وہ بٹن کوٹھی کے سامنے والے حصے میں گیلری کے قریب ہی گرا ہو گا۔ وہ چاہتا تو سامنے کے رخ سے بھی بٹن اندر پھینک سکتا تھا۔ لیکن اسے خطرہ تھا کہ شاید کوئی گارڈ وغیرہ سامنے کے رخ پر

موجود نہ ہو اس طرح گرتا ہوا بٹن ان کی نظروں میں آسکتا تھا۔ جبکہ عقبی طرف سے آکر بٹن کے سامنے کے رخ پر گرنے کا انہیں پتہ نہ چل سکتا تھا۔

پستول واپس جیب میں ڈالے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس سڑک پر آیا اور پھر خاصی تیز رفتاری سے چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا اس بار اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ کار میں بیٹھ کر اس نے سب سے پہلے ڈیش بورڈ کے نیچے لگی ہوئی مشین کے کونے میں لگا ہوا بٹن پریس کیا۔ لیکن مشین پر کوئی بلب نہ جلا تو اس نے کار سٹارٹ کی اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا۔ بلاک بی کی سائیڈ روڈ کے کنارے پر جیسے ہی اس کی کار پہنچی۔ مشین کے درمیان ایک سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور رام چند کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کار کو ایک زیر تعمیر کوٹھی کی سائیڈ میں روک دیا۔ اس طرح کار اوٹ میں آگئی تھی۔ اور سڑک سے اسے دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ کار روک کر اس نے مشین پر لگا ہوا ایک اور بٹن دبایا اور ساتھ لگی ہوئی چھوٹی سی ناب کو ذرا سا گھمایا۔ دوسرے لمحے ایک نسوانی آواز مشین سے سنائی دی۔

"تنویر۔ زیادہ جلدی کی ضرورت نہیں۔ ہمیں احتیاط سے سارا کام کرنا ہے" ——— اور رام چند اس غیر ملکی لڑکی کی آواز پہچان گیا۔

"لیکن جولیا اگر ہم نے سارا کچھ ناٹران کے سر پر کرنا ہے تو پھر باس کو ہمیں یہاں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی" ——— ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"تو تمہارا کیا مطلب ہے۔ ہم شاگل کے ہیڈ کوارٹر پر احمقوں کی طرح چڑھ دوڑیں" ——— لڑکی جس کا نام جولیا لیا گیا تھا کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"میرا یہ مطلب نہیں۔ لیکن ہمیں خود بھی تو کچھ کرنا چاہیئے۔ ہم ناٹران سے پوچھ کر ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کر سکتے ہیں۔ وہاں کے کسی آدمی کو اغوا کر کے اس کے میک اپ میں اندر داخل ہو سکتے ہیں" ——— تنویر نے جواب دیا۔

"تنویر۔ تم ابھی تک اصل مشن نہیں سمجھ سکے۔ ہم نے ہیڈ کوارٹر کا کوئی راز حاصل نہیں کرنا۔ ہم نے تو صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ شاگل کو ایٹمی آبدوز کے مشن کے بارے میں کیا معلوم ہے۔ اور ظاہر ہے اس کے لئے ہمیں براہِ راست شاگل کو ٹٹولنا ہو گا اور شاگل کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف ہے" ——— دوسری مردانہ آواز سنائی دی۔

"تو اب ناٹران ہمیں آکر کیا بتائے گا۔ کیا وہ شاگل کو اغوا کر کے یہاں لے آئے گا" ——— تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ اس نے شاگل کی موجودہ مصروفیات کے بارے میں تفصیلات معلوم کر کے ہمیں بتانی ہیں۔ اس کے بعد ہم پروگرام بنائیں گے اس پر عمل ہوگا" ——— جولیا نے کہا۔

"تب ٹھیک ہے۔ میرا مقصد بھی عمل کرنا تھا" ——— تنویر نے کہا۔ اور اسی لمحے رام چند کو ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس"۔۔۔۔ ...با کی آواز سنائی دی۔

"این بول رہا ہوں۔ ابن کے متعلق ایک اہم اطلاع ملی ہے۔ وہ کسی خفیہ مشن پر گیا ہوا ہے۔ اور اس مشن کے بارے میں ہیڈ کوارٹر میں سے کسی کو قطعاً کوئی علم نہیں ہے"۔۔۔۔ مردانہ آواز میں کہا گیا اور رام چند نے ناٹران کی آواز پہچان لی۔ گو یہ آواز خاصی ہلکی تھی۔ لیکن اس کے باوجود الفاظ صاف سمجھ آرہے تھے۔ رام چند کا ٹیلی ٹرانسیٹر واقعی بے حد طاقتور تھا کہ ہلکی سے ہلکی آواز بھی یہاں رسیونگ سیٹ پر پہنچ رہی تھی۔

"اوہ۔ لیکن یہ تو معلوم ہونا چاہیے کہ آخر وہ کہاں گیا ہے۔ اور کیوں گیا ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے اس مشن کا تعلق ہم سے ہی ہو"۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے بہت کوشش کی ہے۔ لیکن صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ شاگل وزیر اعظم ہاؤس میں وزیر اعظم سے ملنے گیا۔ یہ ملاقات خاصی طویل رہی۔ اس کے بعد شاگل واپس ہیڈ کوارٹر آیا۔ اور پھر یہاں سے وہ کسی کار میں بیٹھ کر جانے کی بجائے ہیڈ کوارٹر کے خفیہ راستے سے باہر نکلا اور اس کے بعد اس کا اب تک کوئی پتہ نہیں ہے" ناٹران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وزیر اعظم نے اُسے کسی خاص مشن پر بھیجا ہے۔ لیکن اس کے اس طرح جانے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہر سے باہر نہیں گیا۔ ایسی صورت میں تو اسے واپس آجانا چاہیئے"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن اب فوری طور پر کیا کیا جائے۔ کیا اس کی واپسی کا انتظار کیا جائے"۔۔۔۔ ناٹران نے پوچھا۔

"مسٹر این ۔۔۔۔ میں صفدر بول رہا ہوں۔ کیا پرائم منسٹر ہاؤس سے یہ معلوم نہیں کیا جا سکتا کہ پرائم منسٹر اور شاگل کے درمیان کیا باتیں ہوئی ہیں"۔۔۔۔ صفدر کی آواز سنائی دی۔

"پرائم منسٹر ہاؤس سے۔ لیکن وہاں میرا اپنا تو کوئی آدمی نہیں ہے۔ البتہ اگر ہم وہاں سے کسی ایسے آدمی کو اغوا کر سکیں جو اس ملاقات کی تفصیلات جانتا ہو۔ تب ہی پتہ چل سکتا ہے"۔۔۔۔ ناٹران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ صرف ایسے آدمی کا پتہ کر کے فوراً ہمارے پاس آجائیں۔ پھر ہم مل کر کوئی پروگرام ترتیب دے لیں گے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آرہا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ناٹران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

"تنویر درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں فوری طور پر حرکت میں آجانا چاہیئے۔ مجھے یقین ہے کہ شاگل کے اس مشن کا تعلق یقیناً پاکیشیا سے ہوگا"۔۔۔۔ صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی ناٹران آجاتا ہے۔ پھر پروگرام بنا لیتے ہیں"۔ جولیا نے کہا۔ اور اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ رام چند نے ہاتھ

بڑھا کر مشین کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے سے
آثار نمایاں تھے۔ اس نے انتہائی اہم معلومات حاصل کر لی تھیں اور
اب اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس گروپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ
سروس سے ہے۔ اس نے جلدی سے کار کی سائیڈ میں لگے ہوئے
ٹرانسمیٹر پر فریکونسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔ اور فریکونسی سیٹ
کر کے اس نے بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں
نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ــــ رام چند کالنگ اوور" ــــ رام چند نے
تیز لہجے میں کہا۔

"یس ــــ ٹامی بول رہا ہوں اوور" ــــ دوسری طرف
سے ایکشن گروپ کے انچارج ٹامی کی آواز سنائی دی۔

"ٹامی ــــ میں رام چند بول رہا ہوں۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے ایک گروپ اور ان کے یہاں کے مقامی ایجنٹ ناٹران
کا سراغ لگا لیا ہے۔ یہ لوگ اس وقت نارتھ کالونی کی ایک کوٹھی
میں موجود ہیں۔ ہم نے فوری طور پر اس کوٹھی پر ریڈ کرنا ہے۔ یہ لوگ
انتہائی خطرناک منصوبہ بنا رہے ہیں اوور" ــــ رام چند نے تیز لہجے
میں کہا۔

"کیا کوٹھی کو تباہ کرنا ہے۔ یا صرف ان لوگوں کو ختم کرنا ہے۔
اوور" ــــ دوسری طرف سے ٹامی نے بڑے ٹھنڈے لہجے
میں پوچھا۔

"ان دونوں کاموں کی بجائے ہم نے انہیں زندہ گرفتار کرنا ہے۔
کیونکہ باس شاگل کسی خفیہ مشن پر گئے ہوئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں
کہ انہیں زندہ ان کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ ہو سکتا ہے وہ
ان سے کوئی معلومات حاصل کریں اوور" ــــ رام چند نے
جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ کتنے آدمی ہیں اوور" ــــ دوسری طرف
سے ٹامی نے پوچھا۔

"تین مرد اور ایک عورت تو بہرحال ہیں۔ باقی کا مجھے علم نہیں
تم ایسا کرو۔ صرف ایک ویگن لے کر آ جاؤ۔ میں چاہتا ہوں بیہوش
کر دینے والے بم پھینک کر ان کو بے ہوش کر دیا جائے اور پھر
انہیں گرفتار کر لیا جائے اوور" ــــ رام چند نے کہا۔

"اوکے ــــ میں آ رہا ہوں۔ آپ کہاں موجود ہیں اوور"
ٹامی نے پوچھا۔

"میں کالونی کی بلاک بی کو جانے والی سائیڈ روڈ سے ذرا آگے
ایک زیر تعمیر کوٹھی کی دیوار کی اوٹ میں موجود ہوں۔ تم یہاں آ جاؤ۔
صرف چار آدمی ساتھ لے آنا۔ شاید ضرورت پڑ جائے اوور" ــــ
رام چند نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا
اور رام چند نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور پھر وہ کار سے
نیچے اتر کر دیوار کے کونے میں اس طرح بیٹھ گیا کہ اس سڑک پر مڑنے
والی کاروں کو چیک کر سکے۔ کیونکہ اب اسے ناٹران کی آمد کا انتظار
تھا۔ اور اسے یقین تھا کہ ناٹران اسی کار میں آئے گا۔ اور وہ اس کار

سکو آسانی سے پہچان لے گا

عمران جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوا اسے سوپر فیاض لاؤنج کے ایک حصے میں بڑی بے چینی سے ٹہلتا ہوا نظر آ گیا۔ وہ بار بار اپنی گھڑی دیکھتا اور پھر اس کی نظریں بیرونی دروازے پر جم جاتیں۔ وہ یقیناً عمران کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ جہاز کے اڑنے میں بس تھوڑی دیر رہ گئی تھی۔ عمران بڑے اطمینان سے چلتا ہوا اس کے قریب پہنچا۔ سوپر فیاض نے اسے ایک نظر دیکھا۔ اور پھر نظریں ہٹا لیں۔ اور عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سوپر فیاض اسے پہچان نہیں سکا۔ حالانکہ جس پاسپورٹ پر وہ سفر کر رہا تھا اس پر اس کے اس میک اپ کی تصویر چسپاں تھی۔ اور پاسپورٹ فیاض کے پاس تھا۔

"آپ شائد کسی کے منتظر ہیں" ——— عمران نے قریب جا کر بڑے سادے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے آواز اور لہجہ بدلا ہوا تھا۔

"آپ کو مطلب" ——— فیاض نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ آپ شکل صورت سے تو پڑھے لکھے آدمی نظر آ رہے ہیں۔ لیکن آپ نام کو مطلب کہہ رہے ہیں۔ یہ کون سی زبان کا لفظ ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یو شٹ اپ۔ خواہ مخواہ گلے پڑ رہے ہو۔ ابھی ککس اپ کر دوں گا۔ جاؤ اپنا کام کرو" ——— فیاض کا غصہ توقع کے عین مطابق ایک لمحے میں شوٹ اپ کر گیا۔

"آپ کے قریب سے اخلاق کو گزرے ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے" ——— عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"تم ہو کون" ——— اس بار سوپر فیاض نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"اس طرح نہیں۔ اس طرح پوچھتے ہیں۔ آپ اپنا تعارف کرائیں۔ یہ بے تہذیب طریقہ۔ آپ شاید چڑیا گھر سے سیدھے ایئرپورٹ آ رہے ہیں" ——— عمران اسے زچ کرنے پر تل گیا تھا۔

اور سوپر فیاض کا پارہ تو یقیناً اپنی آخری حد پر پہنچ چکا تھا۔ لیکن اسی لمحے جہاز کی روانگی کا اعلان ہونے لگا اور سوپر فیاض ایک جھٹکے سے ہونٹ کاٹتا ہوا مڑا اور تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"میرا ساتھی نہیں آیا۔ یہ ٹکٹ اور بورڈنگ کارڈ رکھ لیں۔ اگر

وہ مجھے پوچھتا ہوا آئے تو اسے میری طرف سے کہہ دینا کہ وہ دوسری فلائٹ پر پہنچ جائے۔ میرا نام تو آپ جانتے ہیں۔ میں فیاض ہوں۔ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ۔ فیاض نے جان بوجھ کر اپنا نام اور عہدہ اونچی آواز میں دوہراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔"—— کاؤنٹر کلرک واقعی رعب میں آگیا تھا۔ کیونکہ اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یعنی مطلب ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں"—— فیاض کے پیچھے کھڑے ہوتے عمران نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں اپنی اصل آواز میں کہا۔ اور اس کی آواز سن کر فیاض اس طرح اچھل کر مڑا کہ اگر عمران ایک قدم پیچھے نہ ہٹتا تو فیاض یقیناً اسے ساتھ لئے فرش پر جا پڑتا۔

"تم —— تم"—— فیاض کی آنکھیں پھیلتی گئیں۔

"جی۔ میرا نام ہی اسلم رضا ہے۔ اور میں غلطی سے آپ کا ماتحت لگ گیا ہوں۔ ویسے بزرگ ٹھیک کہتے ہیں کہ افسر کی اگاڑی اور گھوڑے کی پچھاڑی سے بچ کر رہنا چاہیئے۔ لیکن میرے خیال میں آج کل کہاوت غلط ہو گئی ہے۔ ظاہر ہے آپ افسر ہیں گھوڑے نہیں ہیں۔ لیکن آپ کی پچھاڑی سے مجھے بڑی مشکل سے بچنا پڑا ہے"۔ عمران کی زبان پوری رفتار سے چل نکلی۔

"آؤ میرے ساتھ"—— فیاض نے غراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ایک ہاتھ سے کاؤنٹر پر رکھے ہوئے کاغذات اور دوسرے ہاتھ سے عمران کا بازو پکڑا۔ اور اسے گیٹ کی طرف اس طرح گھسیٹنے لگا جیسے قصائی کسی بکری کو کان سے پکڑ کر گھسیٹتا ہے۔

"ارے ارے میرا بازو تو چھوڑ دیجئے۔ لوگ کیا کہیں گے۔ کہ اب عورتیں بھی مردوں کو جبراً اغوا کرنے لگی ہیں"—— عمران نے اونچی آواز میں کہا تو فیاض نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑ دیا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بس چلتے آؤ"—— فیاض نے غراتے ہوئے کہا۔ پھر گیٹ کراس کر کے اس راستے پر چل پڑا۔ جدھر جہاز کو جانے والی مخصوص گاڑی کھڑی تھی۔ اور مسافر اس میں سوار ہو رہے تھے۔ عمران مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چلتا ہوا گاڑی میں سوار ہو گیا۔

"تو تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا"—— سیٹ پر ساتھ بیٹھتے ہی سوپر فیاض نے تیزی اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم ایسا کرو۔ اب آتشی شیشوں والی عینک لگوا لو۔ اگر پاسپورٹ پر لگی ہوئی تصویر دیکھنے کے باوجود تم نہیں پہچان سکتے تو مجھے خطرہ ہے کسی روز سلمیٰ بھابھی کو بھی پہچاننے سے انکار کر دو گے۔ اور جانتے ہو۔ ایسے حالات میں بینائی کیسے لوٹتی ہے۔ بس سر پر ایک بال باقی نہیں رہتا"—— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور سوپر فیاض کا چہرہ یک لخت ہونقوں جیسا ہو گیا۔

"اوہ۔ واقعی مجھ سے حماقت ہو گئی۔ مجھے یاد ہی نہیں رہا تھا کہ تم میک اپ میں اور جعلی نام سے ساتھ جا رہے ہو"—— سوپر فیاض نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں تمہیں یہ ساری بات لاؤڈ سپیکر پر کرنی چاہیئے۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے" ۔۔۔۔ عمران نے اس بار طنزیہ لہجے میں کہا۔

اور فیاض نے اتنی سختی سے ہونٹ بھینچ لئے جیسے واقعی اس سے کوئی بہت بڑی حماقت ہو گئی ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے اندازہ لگا رہا ہو کہ اس کی باتیں ۔۔۔ کسی نے سنی تو نہیں۔

"ڈیڈی کو چاہیئے تھا تمہیں سربراہ بنا کر بھیجتے ہوئے تھوڑی سی عقل بھی کہیں سے خرید کر ساتھ دے دیتے۔ اگر تمہارا یہی حال رہا تو میرے خیال میں ہم دونوں کافرستان کے کسی چڑیا گھر میں کھڑے نظر آ رہے ہوں گے اور بچے ہمیں بھنی ہوئی مونگ پھلیاں کھلائیں گے" ۔۔۔ عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔ تم میرے ماتحت ہو افسر نہیں ہو۔ اور ماتحت کو افسر کے سامنے زبان بند رکھنی چاہیئے" ۔۔۔ سوپر فیاض نے خفت مٹانے کے لئے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔ شاید اسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ وہ افسر ہے اور عمران اس کا ماتحت۔

"ماتحت کے معنی جانتے ہو۔ ما فارسی میں ہم کو کہتے ہیں۔ عربی میں پانی کو۔ ہماری دیسی زبان میں ماں کو۔ اب تم مجھے پہلے یہ بتا دو کہ میں ہم کے تحت ہوں یا پانی کے تحت یا پھر دیسی لفظوں میں ماں کے تحت۔ ویسے یہ آخری معنی زیادہ بامعنی ہے کیا خیال ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم باز نہیں آؤ گے۔ مجھے سر رحمان نے اختیار دیا ہے کہ اگر تم کوئی غلط کام کرو تو بے شک میں تمہیں گولی مار سکتا ہوں" ۔۔۔ سوپر فیاض نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن افسر صاحب کم از کم محاورہ تو ٹھیک بولا کرو۔ گولی کھائی جاتی ہے ماری نہیں جاتی۔ مارنے کے لئے پتھر۔ اینٹ جیسی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں۔ اور پتھر اور اینٹیں مارنے والوں کو کیا کہا جاتا ہے۔ باجی۔ اوہ سوری۔ یار یہ یادداشت بھی عین موقع پر غائب ہو جاتی ہے۔ پا۔۔۔۔۔ بہرحال پا سے لفظ شروع ہوتا ہے۔ بس اتنا تو مجھے یقین ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ لیکن اسی لمحے گاڑی جہاز کے قریب پہنچ کر رک گئی تھی۔ اس لئے فیاض کوئی جواب دیئے بغیر اٹھا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف اس طرح بڑھ گیا جیسے جان چھڑا کر بھاگ رہا ہو۔

"ابھی سے۔ سوپر تمہیں بھی بڑا شوق تھا عمران کو ماتحت بنانے کا" ۔۔۔ عمران نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ لیکن جب وہ گاڑی سے نیچے اترا تو سوپر فیاض باقی افراد کو پیچھے چھوڑتا ہوا جہاز کی آدھی سے زیادہ سیڑھیاں چڑھ چکا تھا۔ اور جب عمران سیڑھیوں تک پہنچا تو وہ جہاز کے اندر غائب ہو چکا تھا۔ جہاز کی آخری سیڑھی پر کھڑی ائیر ہوسٹس بورڈنگ کارڈز کے کوپن مسافروں سے وصول کر رہی تھی۔

"آپ کا نام اسلم رضا ہے۔ ٹھیک ہے آپ کا کوپن آ گیا ہے" ۔۔۔ عمران کے پہنچنے پر ائیر ہوسٹس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوپن آگیا ہے۔ کہاں سے آگیا ہے۔ کمال ہے۔ میں نے تو اس کی چوری
کا پرچہ درج کرایا ہوا ہے۔ اوہ پولیس۔ پولیس" —— عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
ادھر ادھر دیکھ کر زور سے چیخنے لگا۔ جیسے پولیس کو بلا کر چوری کا مال برآمد کرانا چاہتا ہو
اور عمران کے اس طرح اچانک پولیس پولیس چیخنے پر نہ صرف اس کے پیچھے آنے والے
مسافر چونک پڑے بلکہ جہاز کے دروازے کے اندرونی طرف کھڑا باوردی
اسٹیورڈ بھی چونک کر آگے بڑھا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ" —— ایئر ہوسٹس عمران کے اس طرح پولیس
پولیس چیخنے پر بری طرح گھبرا گئی تھی۔

"کیا بات ہے کیا بات ہے" —— اسٹیورڈ نے انتہائی تیز لہجے میں پوچھا۔

"اوہ تم نے وردی تو پہنی ہوئی ہے پولیس کی نہ سہی باورچی کی سہی۔ بہرحال وردی
تو ہے اور مسئلہ وردی کا ہی ہوتا ہے۔ اس محترمہ کے پاس چوری کا مال موجود ہے۔
فوراً اسے برآمد کر لیجئے" —— عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"چوری کا مال —— کیا مطلب۔ کیا آپ پاگل ہیں" —— اسٹیورڈ کی
آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگی تھیں جب کہ ایئر ہوسٹس کی حالت ایسی تھی جیسے
وہ اگلے لمحے بے ہوش ہو کر سیڑھیوں سے لڑھکتی ہوئی نیچے جا گرے گی۔

"کوپن —— بورڈنگ کارڈ کا کوپن۔ اسلم رضا کا کوپن۔ اسلم
رضا میرا نام ہے" —— عمران نے اسی طرح تیز تیز اور جوشیلے
لہجے میں کہا۔ جیسے انتہائی جوش کی وجہ سے اس کے منہ سے
بے ربط فقرے نکل رہے ہوں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیسا شور مچا رکھا ہے۔ اندر آؤ۔ میں نے تمہارا
کوپن دے دیا ہے" —— اسی لمحے سوپر فیاض دروازے پہ

نظر آیا۔ شاید وہ بھی عمران کی آوازیں سن کر آیا تھا۔

"اوہ اوہ —— یہ میرے افسر ہیں۔ سچ مچ کے افسر ہیں۔
یقین کریں افسر ہیں۔ ویسے شکل صورت پر نہ جائیں۔ شکل صورت
سے تو یہ ہمیشہ سے چپڑاسی ہی نظر آتے ہیں۔ لیکن ہیں افسر۔ کیا کیا
جائے۔ حکومت بھی شکل صورت دیکھے بغیر افسر رکھ لیتی ہے۔
آپ خود فیصلہ کریں یہ شکل صورت سے افسر لگتے ہیں" —— عمران
نے بت کی طرح کھڑی ایئر ہوسٹس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم اندر آتے ہو یا نہیں" —— سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے
لہجے میں کہا اور جھپٹ کر عمران کا بازو پکڑا اور اسے جہاز کے دروازے
میں گھسیٹنے لگا۔

"ارے ارے۔ جبراً ہی اغوا کرنا ہے تو یہ محترمہ۔ اوہ۔ ہپ۔
اوہ" —— عمران نے چلا کر ایئر ہوسٹس کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا۔ لیکن پھر اس طرح منہ بھینچ لیا جیسے اسے اچانک خیال
آگیا ہو کہ کسی عورت کے لئے ایسا فقرہ بولنا خلاف تہذیب سمجھا
جاتا ہے۔

"آپ خیال نہ کریں۔ یہ ایسی مسخری حرکتیں کرتا رہتا ہے" ——
سوپر فیاض نے ایئر ہوسٹس، سٹیورڈ اور عمران کے پیچھے کھڑے
حیرت زدہ مسافروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر عمران کو
ساتھ گھسیٹتا ہوا اپنی سیٹ کی طرف اس طرح لے گیا جیسے کسی ضدی
بچے کو سکول لے جایا جا رہا ہو۔

"ادھر بیٹھو۔ اور سنو۔ اگر تم نے کوئی حرکت کی تو میں واقعی تمہیں

گولی مار دوں گا" ___ سوپر فیاض نے انتہائی زچ ہونے کے
انداز میں کہا اور ساتھ والی سیٹ پر دھم سے بیٹھ گیا۔ اور عمران
اس طرح مطمئن انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے کوئی بات ہی
نہ ہوئی ہو۔ ایئر ہوسٹس اور اسٹیورڈ کے ساتھ ساتھ باقی مسافر
بھی بار بار عمران کو دیکھ رہے تھے۔ لیکن عمران کا چہرہ بالکل نارمل تھا۔
جہاز کی روانگی کا اعلان ہوا۔ اور پھر جہاز رن وے پر دوڑتا ہوا فضا
میں بلند ہو گیا۔

"جج ___ جج ___ جناب افسر صاحب چیونگم مل جاتی ہے
جہاز میں۔ سنا ہے مفت ملتی ہے۔ جب سے یہ ظالم مہنگی ہوئی
ہے۔ میں تو کھا ہی نہیں سکا۔ اب تم خود سوچو کہ رقم خرچ کر کے
چیونگم لو۔ بھینس کی طرح جگالی کرتے رہو۔ اور پھر اسے تھوک دو۔
رقم بھی گئی۔ جبڑوں میں اور سر میں بھی درد ہو گیا۔ اس لئے
چیونگم خرید کر کھانے کو کون پاگل۔ اوہ سوری۔ افسر بات تو ایک
ہی ہے۔ عقلمندی نہیں۔ وزڈم۔ ارے کمال ہے۔ یہ جہاز والے
فلم ہی نہیں دکھا رہے ہیں۔ چلو نارمن وزڈم کی ہی فلم دکھا دیں۔ سنا
ہے بہت زبردست مسخرہ ہے۔ اور یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ
آج کل سنٹرل انٹیلی جنس میں مسخرہ۔ اوہ سوری۔ سپرنٹنڈنٹ لگا
ہوا ہے" ___ عمران کی زبان ایک بار پھر پوری روانی سے چلنے
لگی۔ ظاہر ہے آواز اتنی اونچی ہوئی تھی کہ پورے جہاز میں آسانی
سے سنائی دے رہی تھی۔ اور بہت سے لوگ اس کی باتیں سن کر
بے اختیار ہنسنے لگے۔ جب کہ بہت سوں نے اس طرح منہ بنا

لئے جیسے انہیں عمران کی طرف سے یہ ڈسٹربنس ناگوار گزری ہو۔
"میں کہتا ہوں خاموش ہو جاؤ۔ احمق کے بچے" ___ فیاض
نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"واہ۔ کیا لقب دیا ہے ڈیڈی کو۔ میری جیب میں ٹیپ ریکارڈ
موجود ہے۔ اور میں واپسی پر ڈیڈی کو یہ ٹیپ ریکارڈ تحفے کے
طور پر پیش کر دوں گا۔ واہ لطف آ گیا" ___ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور فیاض کا چہرہ عمران کی بات سنتے ہی یک لخت
زرد پڑ گیا۔ ظاہر ہے عمران کی بات سن کر اس کا ذہن بھک سے
اڑ گیا ہو گا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر واقعی یہ فقرہ سر رحمان
نے سن لیا تو پھر اس کا کیا حشر نہیں ہو سکتا۔

"اوہ۔ اوہ۔ عمران۔ پلیز پلیز......" ___ فیاض نے
بری طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں عمران کی منتیں شروع کر دیں۔

"سوری۔ میرا نام اسلم رضا ہے۔ اور یہ جو تم نام لے رہے ہو
یہ تو سنا ہے کسی بہت ہی عقلمند آدمی کا نام ہے جو ایک بہت ہی
احمق سپرنٹنڈنٹ کا دوست ہے" ___ عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔ اور فیاض ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ اس کا چہرہ
اور زیادہ زرد پڑ گیا تھا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ واقعی اس سے
عمران کا نام لے کر غلطی ہو چکی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس
نے فیصلہ کر لیا کہ اب عمران چاہے کچھ بھی کیوں نہ کہتا رہے وہ
زبان نہ کھولے گا۔ اور اس فیصلے پر عمل درآمد کے لئے وہ اتنی مضبوطی
سے ہونٹ بھینچے ہوئے تھا کہ جیسے اسے خطرہ ہو کہ اس نے ہونٹ

ذرا بھی ڈھیلے کیئے تو اندر سے کوئی چیز اچھل کر باہر آجائے گی۔

"ویسے تمہارا فیصلہ بالکل درست ہے۔ سیانے کہتے ہیں کہ آدمی جب بولتا ہے تو اس کی جہالت کا سب کو علم ہو جاتا ہے"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن فیاض نے اس طرح منہ پھیر لیا جیسے اب نہ بولنے کے ساتھ ساتھ وہ عمران کی طرف نہ دیکھنے کا بھی فیصلہ کر چکا ہو۔ لیکن اس کے چہرے پر موجود آثار عمران کو واضح طور پر بتا رہے تھے کہ اب سوپر فیاض جھلاہٹ کی انتہا پر پہنچ چکا ہے اور اب اگر عمران نے اسے مزید چھیڑا تو اور وہ کچھ کر سکا یا نہ کم از کم جہاز سے نیچے ضرور چھلانگ لگا دے گا۔ اس لئے عمران نے اسے نارمل کرنے کے لئے بڑے اطمینان سے ریک میں پڑا ہوا ایک رسالہ اٹھایا اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔

" واہ۔ کیا خوب صورت پوز ہے۔ پوز ہے یا سونے کا کشتہ۔ واہ۔ عمران نے رسالے کا وہ حصہ جو سوپر فیاض کی طرف تھا جان بوجھ کر اوپر کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کون سا پوز"۔۔۔۔ عمران کی توقع کے عین مطابق سوپر فیاض سب کچھ بھول کر پوز دیکھنے کے لئے بے چین ہو گیا۔

"مجھے پوزوں کے نام تو نہیں آتے۔ بس پوز ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن ساتھ ہی اس نے رسالے کی سوپر فیاض کی طرف والی سائیڈ اور اوپر کو اٹھا دی۔ تاکہ سوپر فیاض تصویر نہ دیکھ سکے۔

"دکھاؤ"۔۔۔۔ سوپر فیاض ظاہر ہے ایسے موقعہ پر کہاں اپنے

آپ کو باز رکھ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے عمران کے ہاتھ سے رسالہ جھپٹا۔ اور اسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے اسے دنیا کی سب سے خوب صورت تصویر دیکھنے کو ملے گی۔

" اوہ۔ اب یاد آیا۔ اس پوز کو افسر کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے ناں"

عمران نے فیاض کے رسالہ جھپٹتے ہی کہا۔

اور فیاض نے دوسرے لمحے رسالہ اس طرح عمران کی طرف پھینکا جیسے اس کے ہاتھ میں رسالے کی بجائے کوئی زہریلا بچھو آگیا ہو۔ اور ظاہر ہے اس کی طرف سے یہی کچھ ہونا تھا کیونکہ عمران جس تصویر کی تعریف کر رہا تھا وہ ایک گدھے کی تھی جو منہ اٹھائے رینک رہا تھا۔

" کیوں پسند نہیں آئی افسر کی تصویر۔ ویسے تمہیں تصویر دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ تم تو آئینہ دیکھ کر بھی پہچان سکتے ہو۔ آخر افسر ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

لیکن فیاض نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ کر منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

"پلیز مس"۔۔۔ اچانک عمران نے قریب سے گزرتی ہوئی ایئر ہوسٹس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ ایئر ہوسٹس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ ساتھ ہی اس کے چہرے پر ہلکے سے خوف کے آثار ابھر آئے۔ شاید وہ ذہنی طور پر اس نتیجے پر پہنچ چکی تھی کہ عمران کی دماغی صحت مشکوک ہے۔

"آپ نے کبھی روٹھی ہوئی بیوی کا چہرہ دیکھا ہے۔ ویسے آپ سے ذاتی سوال تو نہیں پوچھ سکتا۔ کیونکہ بہر حال ابھی آپ ایئر ہوسٹس ہیں۔ لیکن آپ نے دیکھا تو بہر حال ہوگا۔ اور اگر نہیں دیکھا تو اب آپ دیکھ سکتی ہیں۔ تاکہ کل کوئی مسافر آپ سے یہ سوال کرے تو آپ اسے تفصیلات بتا سکیں"۔۔۔۔ عمران نے سر سے سوپر فیاض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں مذاق کی عادی نہیں ہوں"۔۔۔۔ ایئر ہوسٹس نے جلدی سے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کی ہے۔

"ارے ارے۔ آپ جا کہاں رہی ہیں۔ کمال ہے۔ آپ کو یہ تربیت نہیں دی گئی کہ مسافروں کی بات اطمینان سے سنیں۔ ان کے مسائل حل کریں"۔۔۔۔ عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھتی ہوئی ایئر ہوسٹس ایک جھٹکے سے رک گئی۔

"جج۔۔۔۔ جج۔۔۔۔ جی۔ میرا مطلب ہے یس سر"۔۔۔۔ ایئر ہوسٹس نے بھی مجبوراً اپنے آپ کو سنجیدہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس فہرست ہوگی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں پوچھا۔

"فہرست۔۔۔۔ کس چیز کی فہرست سر"۔۔۔۔ ایئر ہوسٹس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ان چیزوں کی جن کی آپ عادی ہوں۔ میرا مطلب ہے آپ مجھے فہرست دے دیں تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ آپ مذاق کے علاوہ کن کن چیزوں کی عادی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ لہجے میں کہا۔

"آپ جائیں پلیز"۔۔۔۔ فیاض کو ایئر ہوسٹس کی شکل دیکھتے ہوئے مجبوراً مداخلت کرنی پڑی اور ایئر ہوسٹس بغیر کوئی جواب دیئے ہونٹ بھینچے تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

"دیکھو اسلم رضا۔ میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ تم ......"۔۔۔۔ فیاض نے لہجے کو انتہائی خشک اور سرد بناتے ہوئے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"کلمہ پڑھو۔ کلمہ پڑھو۔ جہاز تباہ ہونے والا ہے"۔۔۔۔ اچانک عمران نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران کا یہ فقرہ پورے جہاز کے مسافروں پر کسی بم کی طرح پھٹا اور وہ سب بے اختیار خوف سے چیخنے لگے۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ"۔۔۔۔ جہاز میں موجود اسٹیورڈ اور دو گارڈ بھی چیختے ہوئے عمران کی طرف دوڑ پڑے پورے جہاز میں افراتفری سی ہو گئی۔

"جج۔۔۔۔ جج۔۔۔۔ جہاز تباہ ہونے والا ہے"۔۔۔۔ عمران نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ خوف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ خاموش رہو"۔۔۔۔ فیاض نے بری طرح جھلا کر چیختے ہوئے کہا۔

"تت ۔۔۔۔ تت ۔۔۔۔ تم خود تو کہہ رہے تھے آخری بار اور آخری بار کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ بس اب جہاز تباہ ہونے والا ہے"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ خدا کے لئے خاموش ہو جاؤ ۔ یا الٰہی میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں"۔۔۔۔ فیاض کا اور تو بس نہ چلا تو وہ اپنے ہی بال نوچنے لگا۔

"کلمہ پڑھو کلمہ پڑھو۔ بزرگ کہتے ہیں کلمہ پڑھنے سے مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں اور اگر مصیبت دور نہ ہو تو کم از کم خاتمہ ایمان پر ضرور ہو جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے اسے بڑے بزرگانہ انداز میں نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ پاگل تو نہیں۔ آخر آپ نے ایسا فقرہ کیوں کہا"۔۔۔۔ ایک گارڈ نے غصے کی شدت سے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یہ تم سے پوچھ رہا ہے۔ جواب دو نا اسے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر کہا اور دوبارہ رسالہ اٹھا کر اس طرح پڑھنے لگا جیسے کوئی بات نہ ہو۔

"آپ پلیز جائیں ۔ پلیز"۔۔۔۔ فیاض نے اسٹیورڈ اور گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ اسے سنبھالیں ورنہ اسے گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح مسافروں میں خوف و ہراس پھیلانا جرم ہے"۔۔۔۔ گارڈ کو شائد ضرورت سے زیادہ ہی غصہ آ گیا تھا۔ مسافر بھی اب عمران کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے واقعی انہیں اس کے پاگل پن پر

یقین آ گیا ہو۔

"ادھر آؤ۔ تمہارا نام کیا ہے"۔۔۔۔ اچانک عمران نے رسالہ ایک طرف ہٹاتے ہوئے گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ اس قدر سرد اور سخت تھا کہ گارڈ کے ساتھ ساتھ باقی افراد بھی بری طرح چونک پڑے۔ فیاض بھی چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔

"آپ پلیز ایکسکیوز می۔ آپ کے مذاق نے سارے مسافروں کو خوف زدہ کر دیا ہے۔ اس لئے پلیز"۔۔۔۔ گارڈ عمران کی ایک ہی گھرکی سے نہ صرف بری طرح گھبرا گیا تھا بلکہ دوبارہ آپ پر آ گیا تھا ورنہ پہلے فقرہ میں اس نے عمران کے لئے اس استعمال کیا تھا۔ اور شاید اسی لئے عمران نے اسے تنبیہہ کرنا ضروری سمجھا تھا۔

"میں نے تمہارا نام پوچھا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بدستور پہلے جیسے لہجے میں کہا۔

"میرا نام مصطفیٰ ہے جناب"۔۔۔۔ گارڈ اب واقعی بری طرح خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"اوہ ۔ تمہارا نام ہی ایسا ہے کہ اس کی لاج رکھنا پڑتی ہے۔ جاؤ۔ اور شکر کرو کہ تمہارے ماں باپ نے تمہارا یہ نام رکھ دیا تھا۔ ورنہ ......"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور گارڈ جلدی سے سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ فیاض اب واقعی حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے لئے واقعی یہ نئی بات تھی کہ عمران اس نام کی اتنی عزت بھی کر سکتا ہے کہ اپنا غصہ صرف نام کی لاج رکھتے ہوئے پی جائے گا۔

"اب میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ اچھے افسر بنے ہو اب تک نہ کچھ کھلایا ہے نہ پلایا ہے۔ بس منہ پھلائے بیٹھے ہو۔ اس لئے کہتے ہیں کہ تم جیسے افسر کی ماتحتی سے اچھا ہے۔ آدمی بھیک مانگ لے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس بار سوپر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

"کاش۔ تم ہی کام کرتے "—— فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔ نجانے کون سی ذہنی رو تھی جس سے وہ لطف لے رہا تھا۔ شاید وہ تصور میں عمران کو سڑک پر بھیک مانگتے اور خود کو اسے بھیک دیتے ہوئے دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا۔

"ظاہر ہے تمہاری ماتحتی میں بالآخر یہی کرنا پڑے گا جب افسر صاحب آگے آگے لاٹھی پکڑے ہاتھ پھیلائے چل رہے ہوں تو بے چارے ماتحت کو تو پیچھے آنا پڑتا ہے۔ آخر حفاظت بھی تو کرنی ہوتی ہے افسر کی "—— عمران نے جواب دیا۔ اور فیاض ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"شکر ہے تم ہنسے تو سہی۔ ویسے آج مجھے ایک فلاسفر کے قول پر پختہ یقین آگیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی طرح بھی نہ ہنس رہا ہو تو اسے اس کا خاندانی پیشہ یاد دلا دیا جائے۔ وہ فوراً ہنس پڑے گا "—— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ہنستے ہوئے فیاض کا منہ ایک بار پھر بھنچ گیا۔

"تم پھر بکواس پر اتر آئے "—— فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اترنا ہے۔ ارے تو پھر اٹھو بیٹھے کیوں ہو "—— عمران نے ایک جھٹکے سے سیٹ سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی دیر ہے۔ آرام سے بیٹھو۔ میں تمہارے لئے کوک منگواتا ہوں" فیاض نے اس کا بازو پکڑ کر اسے زبردستی سیٹ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"یہ ہوئی ناں افسروں والی بات۔ اچھے افسر وہی ہوتے ہیں جو اپنے ماتحتوں کی خدمت کرتے ہیں "—— عمران نے واپس سیٹ پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ فیاض نے ہنستے ہوئے ایئر ہوسٹس سے کوک لانے کے لئے کہا۔

"ویسے میں تو سوچ رہا تھا کہ اب تم میرے قابو آتے ہو۔ میں تم پر خوب رعب جماؤں گا۔ لیکن اگر مجھے پہلے سے ذرا بھی خیال ہوتا تو میں اپنے پیٹ میں چاقو مار کر ہسپتال پہنچ جاتا "—— فیاض نے کہا۔

"دراصل رعب بھی برف کی طرح جمایا جاتا ہے۔ اور جمانے کے عمل میں سردی کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ تم نے یہاں آنے سے پہلے اپنے رعب کو ڈیپ فریزر میں کم از کم ایک ہفتہ تو ضرور رکھنا تھا۔ تاکہ وہ اچھی طرح جم جائے۔ پھر ہم اس پر کریم کی تہہ لگا کر اطمینان سے کھاتے۔ کیا خیال ہے "—— عمران نے کہا اور سوپر فیاض ہنس پڑا۔

ایئر ہوسٹس نے انہیں کوک کی بوتلیں ٹشو پیپروں میں لپٹی ہوئی لا دیں۔

"پلیز۔ اس کے ساتھ رعب مل جائے گا۔ اگر مل جائے تو ذرا ہمارے افسر صاحب کو لا دیں۔ ان کا اپنا رعب گھر رہ گیا ہے "—— عمران نے بوتل پکڑتے ہوئے ایئر ہوسٹس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی کیا فرمایا آپ نے ——— رعب" ——— ایئر ہوسٹس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں ——— رعب۔ کمال ہے۔ آپ کو نہیں معلوم۔ آپ کے افسر نے کبھی آپ پر رعب نہیں جھاڑا۔ واہ کیا لفظ ہے جھاڑنا یار سوپر فیاض تم خواہ مخواہ رعب کو جاننے کے چکر میں پڑے رہتے ہو۔ ایسا کیا کرو کہ صبح اٹھ کر اپنے سر کے درمیان صاف سطح پر تھوڑا سا رعب جھاڑ لیا کرو یا کم از کم تمہارا یہ گنجے پن والا احساس کمتری تو رعب کی تہہ میں غائب ہو سکتا ہے" ——— عمران ایئر ہوسٹس سے بات کرتے ہوئے فیاض سے مخاطب ہو گیا اور ایئر ہوسٹس مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

"تمہارے ساتھ بات کرو تب مصیبت۔ نہ کرو تب مصیبت۔ آخر مجھے بتاؤ میں کیا کروں" ——— فیاض ایک بار پھر زچ ہونے لگا۔

"کوک پیو" ——— عمران نے واقعی بڑے پُرخلوص انداز میں مشورہ دیا۔ اور خود بھی اطمینان سے کوک پینے میں مصروف ہو گیا۔

ختم شد

عمران فریدی سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

زگ زیگ مشن

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

- اسلامی ملک مراسک میں ہونے والی اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کیلئے دنیا کے خوفناک دہشت گرد گروپ کی خدمات حاصل کر لی گئیں۔
- کانفرنس ہال کو میزائلوں سے اڑانے اور وفد کو گولیوں سے چھلنی کر دینے کی خوفناک دھمکیاں۔
- اسلامی سیکورٹی کونسل کا کرنل فریدی کانفرنس ہال کی حفاظت اور دہشت گرد گروپ کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے میدان میں کود پڑا۔
- علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے دہشت گرد گروپ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے اور اس کے سربراہ کی ہلاکت کا اعلان کر دیا۔
- اری زونا کے خوفناک جنگلوں میں واقع دہشت گرد گروپ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کیلئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سر توڑ کوششیں۔
- خوفناک جنگلوں میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ دہشت گردوں کے انتہائی جان لیوا ایسے مقابلے جن کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔
- وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی اری زونا کے جنگلوں میں دہشت گردوں کے گھیرے میں آکر بے بس ہو گئے۔
- کیا عمران اور اس کے ساتھی دہشت گردوں کے سربراہ اور اس کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو سکے یا خود بھی بھیانک موت کا شکار ہو گئے —— ؟
- مراسک میں کانفرنس ہال کو تباہ کرنے کیلئے دہشت گردوں کی خوفناک سازشیں —— ایسی سازشیں کہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ان سازشوں کے مقابل بے بس ہو کر رہ گئے۔
- وہ لمحہ — جب عمران۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ کرنل فریدی۔ اس کی زیرو فورس اور مراسک کی فوجی سیکورٹی سب دہشت گردوں کے مقابل آگئے لیکن دہشت گرد اپنے خوفناک مقاصد میں کامیاب ہوتے چلے گئے۔ کیوں اور کیسے —— ؟
- وہ لمحہ — جب دہشت گرد اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور کرنل فریدی اور علی عمران دونوں اس خوفناک تباہی کو روکنے پر قادر نہ رہے۔
- آخری لمحات تک ہونے والی انتہائی اعصاب شکن اور جان لیوا جدو جہد کہ سانس لینا بھی دشوار ہو گیا۔ اعصاب شکن سسپنس اور تیز رفتار ایکشن سے بھرپور ایک ایسی کہانی جو ہر لحاظ سے یادگار حیثیت کی حامل ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

فور سٹارز

مصنف ___ مظہر کلیم ایم۔اے

فورسٹارز ___ سیکرٹ سروس کا ایک نیا گروپ ___ جس کا سربراہ صدیقی تھا۔

فورسٹارز ___ ایک ایسا گروپ ___ جو پاکیشیا کے مجرموں کے لئے دہشت کا نشان بن گیا ___ کیسے ___؟

عمران ___ جو اپنے آپ کو سپر سٹار کہلوانے پر مصر تھا لیکن صدیقی اور فورسٹارز نے اُسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ___ کیوں ___؟

نواب بہادر ___ منشیات کے انتہائی فعال اور وسیع نیٹ ورک کا سربراہ جس نے پاکیشیا کے ہزاروں لاکھوں خاندانوں کو تباہ کر دیا۔ نواب بہادر کون تھا ___؟

نواب بہادر ___ جس کا نام سب جانتے تھے لیکن کوئی اس کی اصل شخصیت سے واقف نہ تھا۔

فورسٹارز ___ جب نواب بہادر کو تلاش کرنے نکلا تو یکسر ناکام ہو گیا ___ کیوں ___؟

سٹار فورس ___ عمران کی درخواست پر ایکسٹو نے سرکاری طور پر ایک نئی فورس قائم کر دی ___ یہ فورس کیا تھی ___ اور اس کے ممبران کون تھے ___؟

گلشن جہاں ___ نواب رضا کی اکلوتی صاحبزادی ___ جس سے عمران شادی کے لئے انتہائی سنجیدہ ہو گیا اور اس نے سر سلطان کی معرفت گلشن جہاں سے شادی کا پیغام بھجوا دیا۔

- وہ لمحہ ___ جب عمران نے جولیا کو گلشن جہاں کے ساتھ ہونے والی اپنی شادی کی تقریب میں چلنے کے لئے رضامند کر لیا ___ کیا واقعی جولیا رضامند ہو گئی ___؟

ارباب ___ گرین کارڈ نامی تنظیم کا سربراہ ___ جو مزاحیہ باتیں کرنے میں عمران سے بھی دو جوتے آگے تھا ___ ایک دلچسپ، انوکھا اور منفرد کردار۔

- کیا فورسٹارز اور عمران، نواب بہادر کی اصل شخصیت کو ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو گئے ___ یا ___؟
- غنڈوں۔ بدمعاشوں کے ساتھ فورسٹارز کی انتہائی ہولناک اور لرزہ خیز فائٹس۔ مزاح۔ ایکشن اور سسپنس سے بھرپور۔ قطعی منفرد انداز میں لکھا گیا

ایک دلچسپ ناول

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
انوٹری گروپ
مظہر کلیم ایم اے
Scanned By Waqar Azeem Pakistanipoint

ناشران ----- اشرف قریشی
----- یوسف قریشی
پرنٹر ----- محمد یونس
طابع ----- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ----- 33 روپے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون! انوٹری گرپ کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ دوسرا حصہ پڑھنے کے لئے سخت بے چین ہوں گے لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اگر اپنے چند خطوط بھی پڑھ لیں تو یقیناً دوسرے حصے کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔

پڈعیدن شہر ضلع نواب شاہ سندھ سے حافظ خلیل احمد راجپوت اور منچن آباد ضلع بہاولنگر سے ملک وسیم اکرم صاحبان نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ملعون رشدی نے شیطانی کتاب لکھ کر پوری دنیا کے مسلمانوں کے دل رنجیدہ کر دیئے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایسی کتاب یقیناً مسلمانوں کے خلاف کسی گہری سازش کا نتیجہ ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے آپ اس سازش کا پس منظر اپنے انداز میں ضرور کسی ناول میں پیش کریں۔

حافظ خلیل احمد راجپوت اور ملک وسیم اکرم صاحبان! واقعی اس ملعون نے ایسی ذلالت کی ہے ---- جسے دنیا کا کوئی مسلمان کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا اور نہ کرے گا اور آپ کی یہ بات بھی درست معلوم ہوتی ہے کہ یہ شیطانی کتاب صرف اس ملعون کی اپنی ذلیل سوچ کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ اس کے پیچھے یقیناً صیہونی سازش کارفرما ہے۔ میں انشاءاللہ آپ کی فرمائش کسی ناول میں ضرور پوری کروں گا۔

شہر کا نام لکھے بغیر محمد ہارون پرنس صاحب نے لکھا ہے۔ "ٹائٹ پلان" بے حد پسند آیا ہے۔ ایسے شاہکار کبھی کبھار ہی پڑھنے کو ملتے ہیں جن کا اثر برسوں تک ذہن پر موجود رہتا ہے۔ اگر اس میں جولیا بھی شامل ہوتی تو یقیناً لطف دوبالا ہو

جمد۔ ویسے پہلی بار اس ناول میں عمران کے متعلق علم ہوا کہ وہ باقاعدہ صبح کی نماز بھی پڑھتا ہے۔ سچ پوچھئے تو یہ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔"

محمد ہارون پرنس صاحب! خط لکھنے اور ناول پسند کرنے پر بے حد مشکور ہوں۔ ٹائٹ پلان میں جولیا کی عدم موجودگی کے بارے میں دیگر قارئین نے بھی لکھا ہے لیکن شاید آپ نے غور نہیں فرمایا کہ یہ ایسا مشن تھا جس میں عمران کے پاس وقت بے حد کم تھا اور آپ تو جانتے ہی ہوں گے کہ وقت کی کمی کا خیال عورتوں کو کم ہی ہوتا ہے۔ مزید کیا لکھوں، امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے ۔ باقی رہا عمران کا نماز پڑھنا تو جب عمران مسلمان ہے تو ظاہر ہے کہ نماز اس پر بھی فرض ہے اور عمران جیسا شخص فرائض سے کوتاہی کیسے کر سکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ جاسوسی ناول میں کہانی کا تانا بانا اور ٹمپو کچھ اس قسم کا ہوتا ہے کہ بہت سی باتوں کا ذکر نہیں آتا۔ مثلاً عمران کو کبھی ہیئر ڈریسنگ سیلون میں جاتے نہیں دکھایا گیا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ واقعی اس نے کبھی بال نہیں ترشوائے عمران کو کبھی کسی ٹیلر ماسٹر کو اپنے لباس کا ناپ دیتے نہیں دکھایا گیا بلکہ اُسے کسی دوکان سے کپڑے خریدتے نہیں دکھایا گیا۔ یہ باتیں میں نے صرف بطور مثال لکھ دی ہیں ایسی اور بھی بے شمار مثالیں ہو سکتی ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے ۔

فیصل آباد محلہ اسلام نگر سے ظہیر الدین بابر انصاری صاحب لکھتے ہیں۔ مجھے آپ کے ناول لکھنے کا انداز بے حد پسند ہے۔ اس لحاظ سے آپ کے ذہن کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اسرائیل کے خلاف آپ نے جتنے بھی ناول لکھے ہیں وہ مجھے خصوصی طور پر زیادہ پسند آتے ہیں۔ موجودہ ناول ٹائٹ پلان بھی واقعی شاہکار ناول ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ انکانا اور ایڈونچر مشن جیسے اور ناول بھی ضرور لکھیں۔ ایک درخواست عمران سے بھی میں کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جب سب سے مذاق کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ سر سلطان جیسے بزرگ کو بھی نہیں بخشتا تو بیچارے ٹائیگر نے کیا قصور کیا ہے کہ عمران اس سے ہمیشہ سنجیدہ ہو کر بات کرتا ہے اس لئے میری درخواست ہے کہ عمران ٹائیگر سے بھی وہی رویہ رکھے جو دوسروں سے روا رکھتا ہے کیونکہ ٹائیگر میرا پسندیدہ کردار ہے۔

ظہیر الدین بابر انصاری صاحب! ناولوں کی پسندیدگی اور تعریف کا بے حد شکریہ۔ انشاءاللہ جلد ہی آپ انکانا اور ایڈونچر مشن جیسے مزید ناول بھی پڑھیں گے باقی رہی ٹائیگر کے متعلق آپ کی عمران سے درخواست تو آپ کی درخواست تو میں عمران تک ضرور پہنچا دوں گا۔ لیکن ظاہر ہے میں اُسے مجبور تو نہیں کر سکتا۔ البتہ ایک بات میں اپنی طرف سے ضرور لکھنا چاہتا ہوں کہ ٹائیگر عمران کا شاگرد ہے اور اُستاد شاگرد کے درمیان بہرحال ایک فاصلہ ضرور قائم رہنا چاہئے۔ کیا خیال ہے۔

کھیالی ضلع گوجرانوالہ سے محمد ندیم صاحب لکھتے ہیں۔ " مجھے آپکے حُب الوطنی کے جذبے سے پُر ناول بے حد پسند ہیں اور آپ کے ناولوں سے واقعی ہمارے دلوں میں جذبہ حُب الوطنی مزید اجاگر ہو جاتا ہے۔ البتہ ایک بات سے مجھے اختلاف ہے کہ آپ اپنے ناولوں میں ملکوں کے اصل ناموں کی بجائے ان کے فرضی نام لکھتے ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ ان کے اصل نام لکھا کریں گو یہ اور بات ہے کہ فرضی ناموں کے باوجود ملکوں کے اصل نام سمجھ میں آجاتے ہیں ۔

محمد ندیم صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے بے حد مشکور ہوں۔ جہاں تک ملکوں کے فرضی نام لکھنے کا تعلق ہے تو ان ناموں سے بہرحال آپ ملکوں کے اصل نام تو سمجھ ہی جاتے ہیں اور ایک مشہور فقرہ ہے کہ جب بات سمجھ میں آجاتی ہے تو پھر ضروری تو نہیں کہ اس کی وضاحت بھی کی جائے۔"

بھرت سیالکوٹ سے طارق جانو صاحب لکھتے ہیں ۔ میرے دل میں بے پناہ جذبہ حب الوطنی ہے اور آپ کے ناولوں کے مطالعے سے تو یہ جذبہ کچھ اور بھی زیادہ اُجاگر ہو گیا ہے اور میں نے فیصلہ بھی کر لیا ہے کہ اگر میرے ملک کو میری جان کی بھی ضرورت ہو گی تو ضرور دوں گا لیکن صرف ایک بات پر میں دل مسوس کر رہ جاتا ہوں کہ میں جسمانی طور پر ذرا کمزور ہوں ۔ کیا آپ میری رہنمائی کریں گے کہ میرا کسی ایسے آدمی یا ادارے سے تعارف کرا دیں جو مجھے مخصوص ورزشوں یا خوراک سے جسمانی طور پر توانا بنا دے "۔

طارق جانو صاحب ! یہ پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی کہ آپ کے دل میں بے پناہ جذبہ حب الوطنی موجود ہے اور آپ کا ملک و قوم کے لئے جان دینے کا فیصلہ بھی بے حد قابل قدر ہے ۔ ہمارے ملک کے نوجوانوں کو ایسا ہی فیصلہ کرنا چاہئے جہاں تک جسمانی طور پر کمزور ہونے والی بات ہے تو یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جو آپ کی راہ میں رکاوٹ بن سکے ۔ جذبہ حب الوطنی کے اظہار اور ملک و قوم کی خدمت کی بے شمار ایسی راہیں ہیں جن پر آپ جسمانی طور پر کمزور ہونے کے باوجود بخوبی چل سکتے ہیں ۔ آپ کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ طالبعلم ہیں تو اگر آپ اپنی تعلیم پر پوری پوری توجہ دیں تو یہ بھی ملک و قوم کی بہت بڑی خدمت ہے اس کے لئے آپ کی ذرا جسمانی کمزوری یقیناً آڑے نہ آئے گی ۔ باقی عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ خود بخود آپ کا جسم بھی توانا ہو جائے گا "۔

اب اجازت دیجئے ۔

والسلام

مظہر کلیم ایم ۔ اے

شاگل بڑے اطمینان سے کار چلاتا ہوا نیول انجینئرنگ ہیڈ کوارٹر کے فرسٹ گیٹ کی طرف بڑھا جا رہا تھا ۔ اس کے جسم پر بحریہ کے کیپٹن کی یونیفارم تھی ۔ اور چہرے پر ایسا میک اپ تھا کہ وہ واقعی کوئی سخت گیر کیپٹن لگ رہا تھا ۔ وہ ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے پاکیشیا کے ساحل پر اترا تھا ۔ نقلی انونٹری گریب اس کے کوٹ کے استر میں کاندھے پر اس طرح سلی ہوئی تھی کہ اوپر کاندھے کا مخصوص بیج آ گیا تھا ۔ اس کو یہاں پہنچانے کے لئے انتہائی مخصوص انتظامات کئے گئے تھے ۔ بحریہ کے ایک ہیلی کاپٹر سے نیچی پرواز کرتا ہوا وہ پاکیشیا کی سرحد کے قریب کھلے سمندر میں ایک لانچ پر اترا ۔ اور پھر لانچ اسے ساحل کے ایک ویران حصے تک لے آئی ۔ یہاں ایک مخصوص ایجنٹ کار لئے ہوئے موجود تھا ۔ اس نے شاگل کو مزید ہدایات دیں اور شاگل کار لے کر نیول انجینئرنگ

ہیڈ کوارٹر کی طرف چل پڑا۔ کاغذات کی رو سے اس کا نام عاصم تھا۔ اور وہ ایک جنگی جہاز کا کیپٹن تھا۔ یہ جنگی جہاز آج کل انجینئرنگ ہیڈ کوارٹر میں جنرل اوورہالنگ کے لئے موجود تھا۔ اور اس کی چیکنگ کے لئے شاگل وہاں جا رہا تھا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ نیول انجینئرنگ ہیڈ کوارٹر میں انتہائی سخت انتظامات ہوتے ہیں اس لئے اسے ہر لمحہ انتہائی چوکنا اور خبردار رہنا ہو گا۔ لیکن شاگل ظاہر ہے سیکرٹ سروس کا چیف تھا۔ اس لئے اس نے ان حفاظتی اقدامات کی کچھ زیادہ پرواہ نہ کی تھی۔

کار چلاتے ہوئے وہ جب ساحل سے گھاٹ پر پہنچا اور پھر وہاں سے اس سڑک کی طرف بڑھ گیا جو نیول انجینئرنگ ہیڈ کوارٹر کے گیٹ کی طرف جاتی تھی۔ اسے تمام راستوں اور مخصوص چیک پوسٹوں اور ان کے طریقہ کار اور مخصوص کوڈ پہلے سے ہی بتا دیئے گئے تھے۔ اس لئے بھی وہ خاصا مطمئن اور خود اعتماد تھا۔ کار تیزی سے دوڑتی ہوئی جیسے ہی ایک موڑ مڑی سامنے فرسٹ گیٹ آ گیا۔ یہاں بھی چیک پوسٹ تھی اور شاگل سے پہلے دو کاریں وہاں رکی ہوئی تھیں۔ شاگل نے کار ان کے پیچھے جا کر روک دی۔ اور خود نیچے اتر کر سائیڈ میں بنے ایک بیرک نما کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کمرے میں ایک میز کے پیچھے نیول پولیس کی مخصوص یونیفارم پہنے دو آفیسر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے رجسٹر رکھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی شاگل اندر داخل ہوا ایک آفیسر کے سامنے موجود آدمی واپس مڑ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کا کارڈ تھا۔

”یس سر“ ——— پولیس آفیسر نے غور سے شاگل کو دیکھتے ہوئے کہا

”کیپٹن عاصم آف ٹائیگر ایس تھری“ ——— شاگل نے بدلے ہوئے لہجے میں پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جیب سے ایک شناختی کارڈ نکال کر آفیسر کے سامنے رکھ دیا۔

آفیسر نے سر ہلاتے ہوئے کارڈ اٹھایا۔ اس پر لکھے ہوئے نمبر رجسٹر پر درج کئے اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا۔

”کیپٹن عاصم آف ٹائیگر ایس تھری“ ——— پولیس آفیسر نے کہا۔ اور دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے رسیور واپس رکھ دیا۔ اور پھر میز کی دراز سے ویسا ہی سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر اس نے اس پر مہر لگائی اور شاگل کا شناختی کارڈ اور یہ سرخ کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔ شاگل نے دونوں کارڈ پکڑے اور بیرک نما کمرے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ آگے موجود دونوں کاریں اب غائب ہو چکی تھیں۔ شاگل جب کار میں بیٹھا تو اسے فوراً احساس ہو گیا کہ کار کی تلاشی لی گئی ہے۔ لیکن اس نے بغیر ادھر ادھر دیکھے خاموشی سے کار سٹارٹ کی اور گیٹ کے ایک پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ پھاٹک کے قریب کار روک کر اس نے سرخ کارڈ مسلح گارڈ کی طرف بڑھا دیا۔ گارڈ نے کارڈ لے کر پھاٹک میں بنی ہوئی ایک جھری میں ڈال دیا۔ دوسرے لمحے پھاٹک خود بخود کھلتا گیا اور شاگل نے کار آگے بڑھا دی۔ سڑک آگے جا رہی تھی۔ لیکن اس کے دونوں اطراف

میں خاردار تاروں کی باڑ لگا کر اسے بند کر دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد انجینئرنگ ہیڈ کوارٹر کا اصل گیٹ آ گیا اور شاگل نے کار اس گیٹ کے سامنے روک دی۔ اسے بتایا گیا تھا کہ اس گیٹ کی دوسری طرف ایک لمبی سی سرنگ نما راہداری ہے۔ جس میں سے اس نے کار سمیت گزرنا ہو گا۔ اس راہداری میں ایسی مشین فٹ تھی جو صرف دھماکے دار آلات کا پتہ چلاتی تھیں۔ یعنی کوئی بم وغیرہ اور چونکہ شاگل کے پاس ایسی کوئی چیز نہ تھی۔ اس لئے وہ مطمئن بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی کار رکتے ہی وہاں موجود ایک گارڈ تیزی سے اس کے قریب پہنچا۔

"کیپٹن عاصم آف ٹائیگر اسیس تھری" ــــــ شاگل نے گارڈ سے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اپنا شناختی کارڈ گارڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ نے کہاں جانا ہے" ــــــ گارڈ نے شناختی کارڈ کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اوورہالنگ سیکشن میں" ــــــ شاگل نے جواب دیا۔

"او۔ کے" ــــــ گارڈ نے مطمئن لہجے میں کہا اور کارڈ واپس شاگل کو دے کر وہ گیٹ کی سائیڈ میں بنے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد گیٹ کھل گیا اور دوسری طرف بنی ہوئی راہداری نظر آنے لگی۔ شاگل نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ اور چند لمحوں میں وہ راہداری کراس کرتا ہوا عمارت کے کھلے میدان میں آ گیا۔ یہاں ایک طرف پارکنگ بنی ہوئی تھی۔ اس نے کار اپنے مخصوص نمبر پر روکی یہ نمبر اسے پہلے سے بتا دیا گیا تھا۔ اور پھر نیچے اتر آیا۔ اصل عمارت میں داخل ہونے سے پہلے ہی وہ دائیں طرف مڑ گیا۔ اور پھر ایک سائیڈ گیلری سے ہوتا ہوا وہ آگے بڑھتا گیا۔ وہ اس طرح چل رہا تھا جیسے کئی سالوں سے یہاں آنا جانا اس کا معمول ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی تو دروازہ کھل گیا۔

"اوہ ــــ آیئے کیپٹن عاصم" ــــــ اندر بیٹھے ہوئے ایک نیوی آفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور شاگل بھی مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ اس نے اپنا شناختی کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔

"بس اب آپ کا ٹائیگر تیار ہونے ہی والا ہے" ــــــ آفیسر نے اس سے کارڈ لے کر اسے ایک مخصوص پنچ مشین میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہاں۔ میں تو فارغ رہ رہ کر بور ہو گیا ہوں" ــــــ شاگل نے چونک کر کہا۔

"اوہ سوری۔ میں بھول گیا تھا" ــــــ نیوی آفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھولنے کی بیماری اچھی نہیں ہوتی۔ آدمی آہستہ آہستہ خود کو بھی بھول جاتا ہے" ــــــ شاگل نے کوڈ دوہرایا۔

"او۔ کے" ــــــ نیوی آفیسر نے اس بار بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے

لمحے دائیں طرف والی دیوار میں دروازہ کھلا اور شاگل خاموشی سے اس طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کراس کر کے وہ ایک کھلے میدان میں آ گیا۔ یہاں ایک سرخ رنگ کی جیپ موجود تھی۔ جس کے ساتھ ایک باوردی ڈرائیور کھڑا تھا۔ اس نے شاگل کو سیلوٹ کیا۔ شاگل سر ہلاتا ہوا فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور نے جیپ کا سٹیرنگ سنبھالا۔

"پہلے سپیشل ڈیک پر چلو" ــــــ شاگل نے قدرے سخت لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سپیشل ڈیک پر ــــــ مگر سر......" ــــــ ڈرائیور نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم چلو تو سہی مجھے اندر نہیں جانا" ــــــ شاگل نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی۔ شاگل اب بڑے چوکنے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ کیونکہ جیپ کے پہنچنے کے بعد اب اس کا اصل مشن شروع ہونا تھا۔

"سر آپ......" ــــــ ڈرائیور نے ایک بار پھر کچھ کہنا چاہا۔ کیونکہ شاگل کا یہ حکم سراسر اصول اور قانون کے خلاف تھا۔

"نو کمنٹس" ــــــ شاگل نے کرخت لہجے میں کہا۔

اور ڈرائیور ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ جیپ مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی سفید رنگ کی ایک چھوٹی سی عمارت کے قریب پہنچ گئی۔ عمارت کا گیٹ بند تھا۔ ڈرائیور نے جیپ گیٹ کے قریب روک دی۔ گیٹ کے باہر کھڑے ہوئے دو مسلح گارڈ حیرت سے

جیپ اور شاگل کو دیکھنے لگے۔ جیسے انہیں اس کی یہاں آمد کی وجہ تسمیہ سمجھ نہ آئی ہو۔

"ادھر آؤ" ــــــ شاگل نے جیپ میں بیٹھے بیٹھے ایک گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ــــــ گارڈ نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"سب انجینئر جانسن سے میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے فون پر" ــــــ شاگل نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹیلی فون پر تو بات ہو سکتی ہے سر آیئے" ــــــ گارڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور شاگل جیپ سے نیچے اتر آیا۔ گارڈ اسے ہمراہ لئے گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے گیا ایک میز پر ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔ گارڈ نے رسیور اٹھایا اور پھر آپریٹر سے بات کرنے لگا۔

"یہ لیجئے سر۔ جانسن ابھی لائن پر آنے والے ہیں" ــــــ گارڈ نے رسیور شاگل کی طرف بڑھاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تھینک یو۔ بات کچھ ذاتی ہے اس لئے اگر تم باہر چلے جاؤ تو......" ــــــ شاگل نے کہا۔

"اوہ یس سر" ــــــ گارڈ نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے نہ صرف باہر چلا گیا بلکہ اس نے جاتے ہوئے دروازہ بھی بند کر دیا۔ شاگل نے دروازہ بند ہوتے ہی رسیور ایک طرف رکھا اور بجلی کی سی تیزی سے کوٹ اتارا۔ اس کے کاندھے والے حصے

سے اندر کی طرف لٹکا ہوا ایک دھاگہ جیسے ہی اس نے کھینچا۔ ہلکی
سی سرر کی آواز کے ساتھ ہی کوٹ کا استر ایک سائیڈ سے
ادھڑتا گیا اور شاگل نے بجلی کی سی تیزی سے اندر دو انگلیاں ڈال
کر اس میں سے ایک پتلی لیکن مستطیل نما ڈبیا باہر نکالی اور پھر پہلے
جیسی تیزی سے ہی اس نے کوٹ واپس پہن کر رسیور اٹھا لیا۔
دوسری طرف سے بار بار ہیلو ہیلو کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔
"ہیلو" ---- اس بار شاگل نے کہا۔
"کون صاحب ہیں۔ میں جانسن بول رہا ہوں" ---- ایک بھاری
سی آواز سنائی دی۔
"کیپٹن عاصم آف ٹائیگر ایس تھری" ---- شاگل نے کہا۔
وہ ڈبیا اس کے دوسرے ہاتھ میں دبی ہوئی تھی۔
"یس۔ فرمائیے" ---- دوسری طرف سے چونکتے ہوئے
پوچھا گیا۔
"آئی۔ جی کے متعلق بات کرنی ہے۔ کیا آپ باہر آ سکتے ہیں"
شاگل نے کہا۔
"اوہ اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں" ---- دوسری
طرف سے کہا گیا۔
"ٹھیک ہے۔ میں باہر اپنی جیپ میں انتظار کروں گا" ---- شاگل
نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازہ کھول
کر باہر آ گیا۔ اس کا انونٹری گرپ والا ہاتھ اب جیب میں تھا۔
وہ قدم بڑھاتا اپنی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ ڈرائیور جیپ کے باہر

خاموش کھڑا تھا۔
"چلیں سر" ---- ڈرائیور نے شاگل کے قریب آنے پر کہا۔
"نہیں۔ مسٹر جانسن باہر آ رہے ہیں۔ میں نے ان سے ایک
ذاتی بات کرنی ہے۔ ابھی رکو" ---- شاگل نے فرنٹ سیٹ پر
بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔ وہ ویسے ہی باہر کھڑا
رہا۔
تھوڑی دیر بعد گیٹ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے سفید
رنگ کا اوورآل پہنا ہوا تھا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا جیپ کی طرف آنے
لگا۔
"اوہ کیپٹن عاصم۔ آپ کی بہت مہربانی۔ آپ نے میرے لئے
اتنی تکلیف کی" ---- آنے والے نے دور سے ہی شکریہ ادا
کرتے ہوئے کہا۔
"ایسی کوئی بات نہیں مسٹر جانسن۔ یہ تو میرا فرض ہے" ----
شاگل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جانسن جیپ کے قریب پہنچ گیا۔
"اوہ ڈرائیور۔ تم ذرا گارڈز کے پاس رکو میں نے ایک ذاتی
بات کرنی ہے" ---- جانسن نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔
اور ڈرائیور یس سر کہہ کر گارڈز کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جانسن اچھل
کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔
"کوئی مشکل" ---- جانسن نے ہاتھ سیٹ کے ساتھ شاگل کی
طرف کھسکاتے ہوئے پوچھا۔
"نہیں۔ آل او۔ کے" ---- شاگل نے کہا اور جیب سے

ہاتھ باہر نکال کر اس نے جانسن کے ہاتھ پر رکھا اور دوسرے لمحے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ اس کی ہتھیلی میں دبی ہوئی انونٹری گرپ جانسن کی ہتھیلی میں چلی گئی اور جانسن کا ہاتھ تیزی سے سمٹا اور اوور آل کی جیب میں داخل ہو گیا۔

"یہاں بڑی سخت چیکنگ اور نگرانی ہو رہی ہے۔ ویسے شکر ہے کہ ابھی تک کسی کو آئی۔ جی کی چیکنگ کا خیال نہیں آیا۔ کیونکہ ابھی وہاں تک چیکنگ پہنچی نہیں۔ مجھے ویسے بڑا خطرہ تھا۔ کیونکہ چند گھنٹوں بعد اس کی چیکنگ شروع ہونے والی تھی" ۔۔۔۔ جانسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اچھل کر جیپ سے نیچے اترا۔ اور واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا

"جاؤ ڈرائیور۔ صاحب تمہارا انتظار کر رہے ہیں" ۔۔۔۔ جانسن نے گیٹ کے قریب شاگل کے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور سر ہلاتا ہوا واپس جیپ کی طرف بڑھنے لگا۔ اور جانسن گیٹ کی چھوٹی کھڑی سے اندر داخل ہو گیا۔

"بس ٹھیک ہے۔ چلو" ۔۔۔۔ شاگل نے مطمئن لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ڈرائیور اچھل کر سیٹ پر بیٹھا اور اس نے جیپ کو واپس موڑ دیا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اچانک ایک سائیڈ سے ایک سرخ رنگ کی کار نکل کر سائرن بجاتی ہوئی ان کی جیپ کی طرف بڑھی۔ اور ڈرائیور کے ساتھ ساتھ شاگل بھی چونک پڑا۔ کیونکہ کار پر پولیس کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ ڈرائیور نے جیپ روک دی اور کار تیزی سے قریب آ کر رکی۔ شاگل کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اور اس

کے اعصاب تن گئے۔ کار سے ایک پولیس آفیسر نیچے اترا اور تیزی سے شاگل کی طرف بڑھا۔

"سر۔ آپ کو کمانڈر صاحب یاد کر رہے ہیں پہلے انہوں نے ایکس تھری پر بات کی لیکن آپ وہاں نہ پہنچے تھے۔ اس لئے انہوں نے ہمیں کال کیا کہ آپ کو تلاش کر کے پیغام دیا جائے" ۔۔۔۔ آفیسر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کہاں ہیں وہ" ۔۔۔۔ شاگل نے چونک کر پوچھا۔

"سر اپنے دفتر میں ہیں" ۔۔۔۔ آفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"تھینک یو۔ چلو ڈرائیور" ۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔ اور پھر ڈرائیور سے مخاطب ہو گیا۔ پولیس آفیسر سلام کر کے واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ ڈرائیور نے کار کو بائیں ہاتھ موڑ دیا۔ اور اس کی رفتار پہلے سے بہت زیادہ تیز کر دی۔

"اطمینان سے چلو" ۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"اوہ سر۔ آپ کمانڈر صاحب کو تو جانتے ہیں۔ وہ ایک لمحے کی بھی تاخیر برداشت نہیں کر سکتے" ۔۔۔۔ ڈرائیور نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور شاگل خاموش ہو گیا۔ اس کا ذہن انتہائی تیز رفتاری سے اس نئی سچویشن کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اس کا اصل مشن تو مکمل ہو چکا تھا۔ لیکن یہ کمانڈر والا مسئلہ اس کی چھٹی حس کو بار بار خبردار کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جیپ ایک سرخ رنگ کی عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔ جس کے باہر برآمدے میں چار مسلح نیوی پولیس کے

افراد بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔ سامنے ہی ایک دروازہ نظر آرہا تھا جس کے باہر کمانڈر انجینئرنگ بیس کے الفاظ لکھے صاف نمایاں تھے۔

جیپ رکتے ہی شاگل نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ ایک سپاہی نے جلدی سے آگے بڑھ کر دروازے کے سامنے لٹکا ہوا پردہ ہٹا دیا اور شاگل اندر داخل ہوا۔ اس کمرے میں میز کے پیچھے کمانڈر کا پی۔ اے بیٹھا ہوا تھا۔

"اوہ۔ آپ آگئے۔ کمانڈر صاحب آپ کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں" ـــــ پی۔ اے نے شاگل کو دیکھتے ہی چونک کر کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جلدی سے سامنے رکھے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کر دیا۔

"سر۔ کیپٹن عاصم تشریف لائے ہیں" ـــــ پی۔ اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر دوسری طرف سے کچھ سننے کے بعد اس نے یس سر کہتے ہوئے رسیور واپس کریڈل پر رکھا۔

"تشریف لے جائیے سر" ـــــ پی۔ اے نے رسیور رکھتے ہوئے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور شاگل سر ہلاتا ہوا سائیڈ دروازے کی طرف بڑھ گیا جس پر نو ایڈمیشن کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ واقعی انتہائی خوب صورت اور جدید انداز میں سجا ہوا تھا۔ مہاگنی کی ایک بڑی اور پرُوقار آفس ٹیبل کے پیچھے بھاری سفید مونچھوں والا کمانڈر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر نیوی کی یونیفارم تھی۔ شاگل نے اندر جاتے ہی نیوی کے مخصوص انداز

میں سلام کیا۔

"تشریف رکھیئے کیپٹن" ـــــ کمانڈر نے غور سے شاگل کو دیکھتے ہوئے بھاری آواز میں کہا۔

اور شاگل خاموشی سے میز کے سامنے رکھی ہوئی چار کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔

"کیپٹن عاصم۔ آپ ایکس تھری میں جانے کی بجائے سپیشل ڈیک کی طرف گئے اور وہاں آپ نے سب انجینئر جالسن کو ٹیلی فون کر کے باہر بلایا اور پھر آپ نے ڈرائیور کو گارڈز کے پاس بھیج کر اپنی جیپ میں بیٹھے باتیں کرتے رہے" ـــــ کمانڈر نے اس طرح ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا جیسے سرکاری وکیل عدالت کے سامنے مجرم پر عائد کردہ الزامات سناتا ہے۔ شاگل خاموش اور مطمئن انداز میں بیٹھا رہا۔

"آپ کو صحیح اطلاع ملی ہے" ـــــ شاگل نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیا۔ اسے یہاں بھیجے جانے سے پہلے کیپٹن عاصم کے متعلق تفصیلات بتا دی گئی تھیں۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔

"میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ خلاف معمول کام کیوں ہوا" ـــــ کمانڈر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے ان سے ایک پرسنل بات کہنی تھی جو میں فون پر نہیں کہنا چاہتا تھا" ـــــ شاگل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور کمانڈر کے منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے غبارے میں سے ہوا نکلتی

ہے اس کے چہرے پر چھایا ہوا جوش یک لخت ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔
اور شاگل اس کی اس کیفیت پر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ اسے معلوم
تھا کہ کیپٹن عاصم اور جانسن دونوں گہرے دوست ہیں۔ اس لئے
ظاہر ہے اس کے جواب میں خاصا وزن تھا اور کمانڈر جو شاید ذہنی
طور پر کوئی بڑا محل بنائے بیٹھا تھا۔ شاگل کے ایک ہی جواب سے اپنا
محل غائب ہوتا محسوس کرنے لگا۔

" اوہ۔ اچھا اچھا۔ میں سمجھا کوئی خاص بات ہو گی۔ میں نے آپ
کو اس لئے بلایا تھا کہ ٹائیگر کو ایڈمرل صاحب نے نئی جنگی سکیم میں
شامل کرنے کا حکم دیا ہے۔ جہاز کل یہاں سے فارغ ہو جائے گا۔
اس لئے آپ ایڈمرل سے مل لیں۔ تاکہ نئی جنگی سکیم کے متعلق
تفصیلات حاصل کر سکیں "۔۔۔۔ اس بار کمانڈر نے بڑے
سادہ لہجے میں کہا۔

" مل لوں گا۔ لیکن پہلے میں چیکنگ تو کر لوں "۔۔۔۔ شاگل نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں۔ کیپٹن ایڈمرل صاحب کی مخصوص ہدایات ہیں کہ
آپ جلد از جلد ان سے ملیں۔ اس لئے پلیز آپ ابھی مل لیں "۔۔۔
کمانڈر نے چونکتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ اور کچھ "۔۔۔۔ شاگل نے اطمینان کا
سانس لیتے ہوئے کہا۔

" تھینک یو "۔۔۔۔ کمانڈر نے جواب دیا۔ اور شاگل نے اٹھ کر
ایک بار پھر مخصوص انداز میں سلام کیا اور بیرونی دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔ وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ اسے فوری طور پر واپس
جانے کا بہانہ مل گیا ہے۔ چنانچہ وہ چند لمحوں بعد اسی نیوی آفیسر
کے پاس پہنچ گیا۔ جس سے کوڈ ورڈز کے بعد جیپ تک پہنچا تھا۔

" یہ لیجئے کارڈ۔ کمانڈر نے مجھے بتا دیا ہے کہ ان کے حکم پر آپ
فوری واپس جا رہے ہیں "۔۔۔۔ آفیسر نے مسکراتے ہوئے ایک
سرخ رنگ کا کارڈ شاگل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" تھینک یو "۔۔۔۔ شاگل نے مختصر لفظوں میں جواب دیا۔ اور
کارڈ لے کر باہر کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دونوں
گیٹس کو کراس کرتی ہوئی بیرونی سڑک پر پہنچ گئی۔ اور شاگل نے کار
واپس اسی جگہ کی طرف موڑ دی جہاں سے وہ چلا تھا۔ وہ اب جلد از جلد
پاکیشیا سے نکلنا چاہتا تھا اور دوسری بات یہ کہ اصل کیپٹن عاصم
تک وہ یہ ساری اطلاعات فوری طور پر پہنچانا چاہتا تھا تاکہ اچانک
کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔ اسے بتایا گیا تھا کہ کیپٹن عاصم کافرستان
کا ایجنٹ ہے۔

دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور میز پر جھکے ہوئے گنجے سر والے آدمی نے چونک کر سر اٹھایا دروازے پر ایک نوجوان کھڑا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ بولنے کے لئے اس کے ہونٹ کھلتے وہ ادھیڑ عمر چیخ پڑا۔

"یونانسنس۔ یہ کیا طریقہ ہے اندر آنے کا" ___ ادھیڑ عمر کے لہجے سے انتہائی غصہ ٹپک رہا تھا۔

"سر۔ بات ہی ایسی ہو گئی ہے۔ چار افراد انتہائی خفیہ طور پر لیبارٹری میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ اور سر وہ آر۔ ٹی۔ ون کو بھی کراس کر چکے تھے۔ لیکن آر۔ ٹی۔ ون نے کوئی کاشن نہ دیا۔ وہ تو اتفاقاً ٹیلی رینج پر ریڈ کاشن ہوا تو میں نے سپیشل ٹیلی رینج آن کیا۔ تب میں نے دیکھا کہ ایک غوطہ خور پٹخیاں کھاتا ہوا سمندر کی سطح کی طرف اٹھتا جا رہا تھا اور تین غوطہ خور اس کے پیچھے لپک رہے تھے۔ وہ سپیشل وے سے گزر رہے تھے۔ اور ہمیں کوئی کاشن نہ تھا۔ میں نے فوری طور پر ڈبل ریز آن کر کے انہیں بیہوش کر دیا۔ اور پھر ہنگامی اسکوارڈ کے ذریعے انہیں بلیو روم میں پہنچانے کا حکم دے کر آپ کو بتانے آیا ہوں" ___ نوجوان نے انتہائی تیز تیز لہجے میں کہا۔

"مسٹر کرشن" ___ ادھیڑ عمر نے انتہائی سنجیدہ آواز میں کہا۔

"ج ___ جی ___ یس سر" ___ نوجوان جس کا نام کرشن تھا اور جو لیبارٹری کا سیکنڈ چیف آفیسر تھا نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسے حیرت اس بات پر تھی کہ لیبارٹری کا چیف آفیسر کوم چند اتنا بڑا واقعہ سننے کے باوجود نہ صرف یہ کہ چونکا تک نہیں بلکہ اس کے لہجے سے محسوس ہو رہا تھا جیسے کرشن نے اسے کوئی عام سی بات بتائی ہو۔

"ادھر آؤ" ___ چیف آفیسر نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"یس سر" ___ کرشن کسی میکانکی کھلونے کی طرح قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھ آیا۔

"کرسی پر بیٹھو" ___ چیف آفیسر کا انداز واقعی انتہائی حیرت انگیز تھا۔ اور کرشن ہونٹ بھینچتا ہوا میز کے دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا تم ڈیوٹی کے دوران بھی پینے لگے ہو۔ کتنی بوتلیں پی ہیں" چیف آفیسر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ سر۔ میں سمجھ گیا آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ میں نشے میں ایسی باتیں کر رہا ہوں۔ جی نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں نے جو کچھ بتایا ہے وہ حقیقت ہے" ——— کرشن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تم پھر بہک رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص آر۔ ٹی ون کو کراس کرے اور وہ کاشن نہ دے۔ اور پھر سپیشل وے پر ایک نہیں دو نہیں اکٹھے چار آدمی سفر کر رہے ہوں اور انہیں چیک نہ کیا جا سکے۔ کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو" ——— چیف آفیسر نے غصے سے چیختے ہوئے زور سے میز پر مکہ مار کر کہا۔

"اوہ آپ کو یقین نہیں آ رہا تو آپ چیکنگ روم سے پوچھ لیں۔ بلکہ چیکنگ روم سے کیا پوچھنا آپ بلیو روم سے پوچھ لیں۔ وہ چاروں اب تک وہاں پہنچ چکے ہوں گے" ——— اس بار کرشن کے لہجے میں بھی جھنجھلاہٹ تھی۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے کہ اب تمہاری طرح میں بھی حماقتیں کروں۔ غلط آدمی کو اول تو راستہ ہی نہیں مل سکتا۔ اگر مل بھی جائے تو آر۔ ٹی۔ ون کراس کرتے ہی وہ چیک ہو جائے گا۔ چلو آر۔ ٹی۔ ون بھی وہ کراس کر گیا اور چیک نہ ہوا تو اسے سپیشل وے کا کیسے پتہ چل گیا۔ اس وے سے گزرتے ہوئے تو یہاں کے لوگ بھی کراسنگ سے محفوظ نہیں رہ سکتے" ——— چیف آفیسر کو ابھی

تک کرشن کی بات کا یقین نہ آیا تھا۔

لیکن اس بار کرشن نے کوئی جواب دینے کی بجائے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نیم ایستادہ حالت میں ہو کر اس نے ایک بٹن دبایا اور واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کرشن بول رہا ہوں وہ بے ہوش غوطہ خور پہنچ گئے" ——— کرشن نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ابھی پہنچے ہیں۔ ان میں سے ایک کی حالت خراب تھی۔ اسے راستے میں طبی امداد بھی دی گئی تھی۔ اب وہ بھی ٹھیک ہے۔ ویسے آپ کے حکم کے مطابق انہیں زیرو زیرو کے انجکشن بھی لگا دیئے گئے ہیں" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے" ——— کرشن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا ——— کیا مطلب۔ کیا تم واقعی ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیسے ممکن ہے" ——— چیف آفیسر کا ردعمل پہلے سے بالکل مختلف تھا وہ اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگ گئی تھیں۔

"آئیے۔ بلیو روم میں چلیئے۔ پھر آپ کو یقین آئے گا" ——— کرشن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ چلو" ——— کرم چند نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک کمرے کے دروازے پر پہنچے۔ دروازہ بند تھا۔ کرشن نے آگے بڑھ کر

دروازہ کھول دیا اور کرم چند تیزی سے قدم بڑھاتا کمرے میں داخل ہوگیا۔ یہ ایک خاصا وسیع کمرہ تھا۔ جس کے درمیان رکھے ہوئے سٹریچروں پر چار افراد لیٹے ہوئے تھے ان چاروں کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ بے ہوش تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان چاروں کو سٹریچروں کے ساتھ منسلک چمڑے کی بیلٹس سے اچھی طرح باندھ دیا گیا تھا۔ ان کے جسموں پر چست سیاہ رنگ کا لباس تھا۔ غوطہ خوری کا لباس اتار لیا گیا تھا۔

" اوہ واقعی۔ لیکن یہ کون ہیں اور یہ کس مقصد کے لئے یہاں آرہے تھے "۔۔۔ کرم چند نے بُری طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" سر۔ ان کا مقصد انتہائی خطرناک لگتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے تھیلے میں انتہائی خوفناک اور جدید قسم کے بم اور ایسے آلات ہیں جن سے کسی لیبارٹری کو تباہ کیا جاسکتا ہے "۔۔۔ سائیڈ پر کھڑے ہوئے ایک مسلح آدمی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک طرف رکھے ہوئے چار تھیلوں کی طرف اشارہ کر دیا جن کے ساتھ ہی چار غوطہ خوری کے لباس بھی پڑے ہوئے تھے۔

" اس کا مطلب ہے۔ یہ لیبارٹری تباہ کرنے آرہے تھے۔ لیکن یہ کون ہوسکتے ہیں "۔۔۔ چیف آفیسر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" سر۔ دشمن ایجنٹ ہی ہوسکتے ہیں اور کون ہوسکتا ہے۔ ہمیں ان کے متعلق فوری طور پر اعلیٰ حکام کو اطلاع دینی چاہیئے "

کرشن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" نہیں۔ انہیں پہلے ہوش میں لے آؤ۔ میں خود ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں "۔۔۔ چیف آفیسر کرم چند نے سخت لہجے میں کہا۔

" میرے خیال میں سر ایک آدمی کو ہوش میں لایا جائے تو زیادہ بہتر ہے "۔۔۔ کرشن شاید کچھ ضرورت سے زیادہ ہی محتاط فطرت کا آدمی ثابت ہو رہا تھا۔

" ہونہہ۔ یہ بندھے ہوئے لوگ کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ خواہ مخواہ بزدلوں والی باتیں مت کرو "۔۔۔ کرم چند نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے سر۔۔۔ جیسا آپ کا حکم۔ میں تو صرف احتیاطاً ایسا کہہ رہا تھا "۔۔۔ کرشن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" انہیں ہوش میں لے آؤ "۔۔۔ کرم چند نے کہا۔ اور کرشن نے اس آدمی کو اشارہ کیا جس نے تھیلوں کے متعلق اطلاع دی تھی۔ وہ آدمی جلدی سے شمالی دیوار کی طرف بڑھا جس میں ایک الماری نصب تھی۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹی سی بوتل نکال لی۔ اور پھر واپس بندھے ہوئے افراد کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک آدمی کے قریب جاکر بوتل کا ڈھکنا کھولا۔ اور بوتل کا کھلا منہ سٹریچر پر بندھے ہوئے بے ہوش آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ اس طرح باری باری اس نے چاروں افراد کی ناک سے بوتل لگائی اور پھر بوتل بند کر کے واپس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل الماری میں رکھ کر اس کے پٹ بند کر دیئے اور مڑ کر کھڑا ہوگیا۔ چند لمحوں بعد

پہلے آدمی کو اچانک زوردار چھینک آئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے دوسرے نے بھی یہی حرکت کی اور پھر جتنے جتنے وقفے سے بوتل ان کی ناک سے لگائی گئی تھی تقریباً اتنے ہی وقفے سے وہ ایک ایک چھینک مار کر ہوش میں آ گئے۔

وہ سب ہوش میں آتے ہی حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے چمڑے کی بیلٹس سے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھنا تو درکنار حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔

"سنو۔ تم چاروں اس وقت موت کے دہانے پر موجود ہو۔ اگر تم مجھے سچ سچ بتا دو کہ کس ملک کے ایجنٹ ہو۔ اور کیوں لیبارٹری تباہ کرنا چاہتے ہو۔ تو شاید میں تمہیں آسان موت مارنے کا فیصلہ کر لوں" ——— چیف آفیسر کرم چند نے انتہائی کرخت لہجے میں ان چاروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ چیف آفیسر کون ہے۔ میں نے اس سے انتہائی ٹاپ سیکرٹ بات کرنی ہے" ——— ایک سٹریچر پر لیٹے ہوئے آدمی نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"میں ہوں چیف آفیسر کرم چند۔ اور سنو۔ مجھ سے کوئی کھیل کھیلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ایسے معاملات سے اچھی طرح واقف ہوں" ——— کرم چند نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"کرم چند ——— اوہ۔ تو تم کرم چند ہو۔ چیف آفیسر۔ ہونہہ تو تم سمجھ رہے ہو کہ ہم کسی دشمن ملک کے ایجنٹ ہیں" ——— اس آدمی

نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ لیبارٹری کو تباہ کرنے کا سامان لے کر اور پھر اس طرح چوری چھپے لیبارٹری میں داخل ہونے والے ہمارے ساتھی تو نہیں ہو سکتے" ——— کرم چند نے بھی انتہائی طنزیہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم واقعی کرم چند ہو تو پھر تم ضرور یہ جانتے ہو گے کہ پی تھری ٹی کا کیا کام ہوتا ہے" ——— اس آدمی نے کہا۔

اور اس کا فقرہ سن کر کرم چند اس بری طرح چونکا کہ جیسے اسے بجلی کا انتہائی طاقتور کرنٹ لگا ہو۔

"کیا کیا ——— تم کیا کہہ رہے ہو" ——— کرم چند بے اختیار قدم بڑھاتا ہوا اس آدمی کے قریب پہنچ گیا۔

"تمہارا یہ چونکنا بتا رہا ہے کہ تم واقعی کرم چند ہو چیف آفیسر۔ اپنے آدمیوں کو باہر بھیج دو۔ میں نے تم سے انتہائی ٹاپ سیکرٹ بات کرنی ہے" ——— اس آدمی نے خشک لہجے میں کہا۔

"تم کون ہو۔ پہلے تم بتاؤ تم ہو کون۔ اور تم کیسے پی تھری ٹی کے بارے میں جانتے ہو" ——— کرم چند نے اس طرح غور سے اس آدمی کو دیکھتے ہوئے کہا جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"یہ بھی بتا دوں گا۔ سنو۔ جس قدر جلد تم میری بات سن لو گے اتنے ہی فائدے میں رہو گے۔ اور سنو کرم چند انتہائی بہادر اور دلیر آدمی کا نام ہے۔ اور ہم تو ویسے بھی بندھے ہوتے ہیں۔ اس لئے وقت مت ضائع کرو۔ اپنے آدمیوں کو باہر بھیج دو" ——— اس آدمی

نے باوقار لہجے میں کہا۔
"جاؤ ـــــ تم دونوں باہر جاؤ" ـــــ کرم چند نے مڑ کر جوشیلے لہجے میں کمرے میں موجود کرشن کے ساتھ ساتھ دوسرے مسلح آدمی سے کہا۔
"مگر سر" ـــــ کرشن نے اپنی احتیاط پسند طبیعت کے مطابق کچھ کہنا چاہا۔
"اوہ ـــــ پھر وہی بزدلی کی باتیں۔ تم مجھے نہیں جانتے۔ یہ تو بندھے ہوئے ہیں۔ اگر نہ بھی بندھے ہوئے ہوں تب بھی میں خالی ہاتھ ایک منٹ میں ان چاروں کو ٹھکانے لگا سکتا ہوں" ـــــ کرم چند نے غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔
اور کرشن سر جھکا کر باہر کی طرف چل پڑا۔ اس کے ساتھ ہی دوسرا مسلح آدمی بھی باہر نکل گیا اور ان کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔
"اب بتاؤ ـــــ کون ہو تم۔ اور کیا کہنا چاہتے ہو" ـــــ کرم چند نے مڑ کر اس آدمی سے کہا۔
"میرا تھیلا اٹھاؤ۔ اس کی سائیڈ میں ایک خفیہ خانہ ہے۔ اس میں تمہارے لئے ایک کاغذ ہے۔ اسے پڑھ لو۔ اس کے بعد تمہیں کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ رہے گی" ـــــ اس آدمی نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔
"سنو۔ تم شاید مجھ سے کوئی کھیل کھیلنا چاہتے ہو۔ سیدھی طرح بتا دو کہ تم کون ہو۔ ورنہ یاد رکھو کرم چند کا ایک تھپڑ تمہاری گردن

توڑ سکتا ہے" ـــــ کرم چند نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔
"ہوں۔ تھپڑ ـــــ جو شخص ایک تھیلے سے ڈرتا ہو۔ وہ کم از کم کرم چند نہیں ہو سکتا" ـــــ اس آدمی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
"تم آخر بار بار مجھے کیوں چیلنج کر رہے ہو۔ کیا چاہتے ہو تم" ـــــ کرم چند ایک بار پھر بگڑ گیا۔
"سنو کرم چند ـــــ یہ انتہائی ٹاپ سیکرٹ سرکاری مسئلہ ہے۔ پی۔ تھرٹی۔ اس میں براہ راست ملوث ہے۔ اس لئے ہمیں یہاں خفیہ طور پر آنا پڑا ہے۔ اس لئے تمہارے لئے بہتری اس بات میں ہے کہ تم وہ تھیلا اٹھا کر اس میں موجود کاغذ پڑھ لو۔ تمہیں ساری باتوں کا خود بخود پتہ چل جائے گا" ـــــ اس آدمی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
اور کرم چند چند لمحے خاموش کھڑا اسے دیکھتا رہا پھر وہ اس طرف کو بڑھ گیا جدھر تھیلے رکھے ہوئے تھے۔ اس نے چاروں تھیلے اٹھائے اور اس آدمی کی طرف آ گیا۔
"ان میں سے کون سا تمہارا تھیلا ہے" ـــــ کرم چند نے سخت لہجے میں پوچھا۔
"یہ جو تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے" ـــــ اس آدمی نے جواب دیا۔
اور کرم چند نے باقی تین تھیلے وہیں زمین پر رکھے اور دائیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھیلے کی زپ کھولنا شروع کی۔

"اس کی دائیں طرف اندر ایک جیب ہے۔ اسے ٹٹول کر کھول لو" ——— اس آدمی نے کہا۔

اور رام چند نے سر ہلاتے ہوئے زپ کھولی اور تھیلے کے اندر دائیں طرف والے حصے کو انگلیوں سے ٹٹولنے لگا۔ وہاں واقعی ایک خفیہ جیب موجود تھی۔

"ہاں اس میں خفیہ جیب ہے" ——— کرم چند نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اس پر دو دفعہ انگلی کی ٹھوکر مارو۔ خفیہ خانہ کھل جائے گا" ——— اس آدمی نے کہا۔

اور کرم چند نے اس کی ہدایت پر عمل شروع کر دیا۔ اور پھر جیسے ہی اس نے دوسری بار انگلی کی ٹھوکر ماری تھیلے کے کھلے منہ سے یک لخت دودھیا رنگ کی پھوار سی نکلی جیسے پانی کی پھوار چشمے کے اچانک پھوٹ پڑنے پر نکلتی ہے اور یہ پھوار تھیلے کے کھلے منہ سے نکل کر اس پر جھکے ہوئے کرم چند کے چہرے پر پڑی۔ اور کرم چند چیختا ہوا پیچھے کی طرف ہٹا اور دوسرے لمحے وہ دھڑام سے تھیلے سمیت نیچے فرش پر اس طرح گرا جیسے کٹا ہوا شہتیر گرتا ہے۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا ——— یہ کیسا دھماکہ تھا" ——— اچانک دروازہ کھلا اور کرشن تیزی سے دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"معلوم نہیں۔ تمہارا باس اچانک چیخ کر نیچے گرا ہے" ——— اس آدمی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تم ——— تم نے ضرور کچھ کیا ہے۔ تم نے" ——— کرشن غصے سے چیختا ہوا اس آدمی پر جھپٹا۔ اور اس نے پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر مکہ مارنا چاہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ اس آدمی کی کنپٹی پر پڑتا۔ اچانک زمین پر پڑے ہوئے تھیلے کے کھلے منہ سے ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور کرشن بری طرح چیختا ہوا منہ کے بل اس آدمی کے اوپر ہی گرا۔ اور پھر اسی طرح تڑپ کر نیچے زمین پر گرا، جیسے اس کا جسم اکڑ کر اچانک لکڑی کا ہو گیا ہو۔ اور اس آدمی کے حلق سے زوردار قہقہہ نکلا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے کیپٹن شکیل ——— یہ تم کیا چکر چلا رہے ہو" اچانک ساتھ والے سٹریچر پر پڑے ہوئے ایک آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

وہ سب اب تک خاموش پڑے ہوئے تھے لیکن اب ان میں سے ایک بول پڑا تھا۔

"میں انہیں مفلوج کرنا چاہتا تھا۔ اور میری ترکیب کامیاب رہی۔ اب ہمیں فوری طور پر آزاد ہونا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے اپنے جسم کو دائیں طرف جھکولا دیا۔ سٹریچر اس کے جسم کے جھکولے سے ہلا لیکن پھر کسی جھولے کی طرح واپس اپنی جگہ پر جم گیا۔ کیپٹن شکیل نے دوسری کوشش کی اور اس بار ایک دھماکے سے وہ سٹریچر سمیت پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اپنے جسم کو زور سے آگے کی طرف گھسیٹنا شروع کیا۔ لیکن ظاہر ہے سٹریچر نے

بھی ساتھ ہی گھسٹتا تھا۔ کیونکہ اس کا جسم سٹریچر کے ساتھ منسلک چمڑے
کی بیلٹس سے بندھا ہوا تھا۔ اور اس کے باقی ساتھی حیرت سے اس کی
یہ حیرت انگیز اور سمجھ میں نہ آنے والی کارکردگی دیکھ رہے تھے۔ ذرا
سا آگے گھسٹنے کے بعد کیپٹن شکیل نے اپنے جسم کو پیچھے کی طرف
دباؤ ڈال کر دھکیلنے کی کوشش کی۔ اور دوسرے لمحے اس کے ساتھی
یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کیپٹن شکیل کے دونوں ہاتھ یک لخت
آزاد ہو چکے تھے۔ اور پھر جیسے برق کام کرتی ہے۔ اس طرح کیپٹن
شکیل نے اپنے پاؤں کھولے اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" کمال ہے ۔۔۔ یہ کیا جادوگری ہے " ۔۔۔ باقی ساتھیوں
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جادوگری کی کوئی بات نہیں۔ نیچے دھماکے سے گرنے کی وجہ
سے جسم کا پورا دباؤ آگے کی طرف پڑا۔ اور چمڑے کی بیلٹس کافی حد
تک کھنچ گئیں اور ڈھیلی پڑ گئیں۔ لیکن تھوڑی سی کسر رہتی تھی۔ اس
لئے میں نے اور آگے کو زور لگایا اور پھر جیسے ہی پیچھے کی طرف جسم کو
دبایا۔ بیلٹس اتنی ڈھیلی پڑ گئیں کہ ان کی گرفت سے میری بھینچی ہوئی
مٹھیاں باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گئیں۔ اگر یہ چمڑے کی بیلٹس کی
بجائے رسیاں وغیرہ ہوتیں تو ظاہر ہے یہ ترکیب کامیاب نہ ہو
سکتی تھی۔ کیونکہ ان میں چمڑے کی طرح کھنچ جانے کی صلاحیت نہیں
ہوتی۔ کیپٹن شکیل نے اپنے ساتھیوں کی بیلٹس کھولتے ہوئے
انہیں اصل بات بتائی تو وہ سب حیرت سے اس طرح کیپٹن شکیل
کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اس کے ذہن پر رشک آ رہا ہو۔

اگر میں کرم چند اور اس کے ساتھی کو وقتی طور پر مفلوج نہ کرتا تو اس
ترکیب کے لئے میں وقت کہاں سے نکال سکتا تھا۔ اس لئے مجھے اپنے
تھیلے کو استعمال کرنا پڑا۔ کرم چند کافرستانی نیوی انٹیلی جنس کا ایجنٹ
ہے اور میں اس کی فطرت کو اچھی طرح جانتا ہوں میرا کئی بار اس سے سابقہ
پڑا ہے۔ لیکن ظاہر ہے عرصہ کافی گزر چکا ہے۔ اس لئے میں فوری طور
پر اسے پہچان نہ سکا۔ لیکن جب اس نے اپنا نام بتایا تو مجھے اس
کی مخصوص فطرت یاد آ گئی۔ اور میں نے اسے اس کی فطرت کے مطابق
ڈیل کر لیا۔ تھیلے کی سائیڈ میں ٹی ۔ سکس کیپسول موجود تھا۔ جس پر
ٹھوکر لگنے سے اس کا اوپر والا حصہ کھلا اور بے ہوش کر دینے والی
گیس نے کرم چند کو مفلوج کر دیا۔ مجھے اس کے دوسرے آدمیوں
کا خطرہ بھی تھا۔ لیکن ابھی ٹی ۔ سکس کے نیچے والا حصہ پہلے حصے
کے چند لمحوں بعد پھٹنا تھا۔ اور وہ خوفناک دھماکے سے پھٹا۔
اور اس میں سے نکلنے والی مخصوص ٹی ۔ سکس ریز نے کرشن کو نیچے
گرا دیا۔ کرشن اچانک میرے اور نیچے پڑے تھیلے کے درمیان
آ گیا تھا۔ ورنہ پروگرام کے مطابق یہ ریز سیدھی میرے سٹریچر سے
ٹکراتیں اور ان ریز کی وجہ سے یقیناً سٹریچر ٹوٹ جاتا اور میں آزاد ہو
جاتا۔ لیکن کرشن کے درمیان میں آ جانے سے وہ ان ریز کا ٹارگٹ
بن کر ختم ہو گیا۔ اس لئے مجھے سٹریچر خود گرا کر بیلٹس کو کھینچ کر اپنے
آپ کو آزاد کرنا پڑا " ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مکمل وضاحت کی۔

" لیکن اگر یہ ریز سٹریچر کو توڑ سکتی تھیں تو تمہیں بھی نقصان پہنچا سکتی
تھی " ۔۔۔ چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــــ یہ چونکہ فرش سے اٹھی تھیں اور ٹی۔سکس ریز
کی خاصیت ہے کہ وہ زمین سے صرف تین فٹ بلند ہو سکتی ہیں۔
اس لئے وہ صرف سٹریچر کے نچلے حصے تک ہی پہنچی۔اب بھی دیکھو
اس دوسرے آدمی کی ٹانگیں اور کولہے ہی ٹی۔سکس کا نشانہ بنے
ہیں۔اس کا اوپر کا جسم محفوظ ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے
مسکراتے ہوئے فرش پر پڑے کرشن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا۔اور سب نے دیکھا کہ کرشن کی دونوں ٹانگیں اور اس کے
کولہوں کا تقریباً آدھا حصہ اس طرح چھلنی اور ٹوٹ پھوٹ چکا
تھا جیسے کسی نے مشین گن کا پورا برسٹ مارا ہو۔

"لیکن وہ دوسرا آدمی باہر گیا تھا۔وہ تو اندر نہیں آیا" ـــ
اس بار کیپٹن شکیل کے دوسرے ساتھی صدیقی نے چونک
کر کہا۔

"اوہ اوہ ـــــ اس کا تو مجھے بھی خیال نہ رہا تھا" ـــــ
کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات ختم ہوتی۔اچانک
دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور مشین گنوں سے مسلح تین آدمی بجلی
کی سی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

"خبردار ـــــ ہاتھ اٹھا دو ورنہ" ـــــ ان تینوں نے کرکدار
لہجے میں کہا۔وہ اس طرح اچانک نمودار ہوئے تھے۔اور ان
کے اور کیپٹن شکیل اور ساتھیوں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ
کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھیوں کے پاس سوائے اس کے

اور کوئی چارہ کار ہی نہ رہا تھا کہ وہ ہاتھ اٹھا دیتے۔

"اوہ ـــــ تم نے چیف اور سیکنڈ چیف دونوں کو مار ڈالا۔
فائر کر دو۔مار ڈالو ان کو" ـــــ اچانک ایک آدمی نے بری
طرح چیختے ہوئے کہا۔اور اس کے ساتھ ہی کمرہ مشین گن کی
ریٹ ریٹ کے ساتھ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

صفدر، تنویر اور جولیا کمرے میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــــ تاٹران آیا ہوگا" ـــــ جولیا نے چونک کر کہا۔

"میں جاتا ہوں" ـــــ تنویر نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر کی طرف چل پڑا۔ لیکن جیسے ہی وہ گیلری کی سیڑھیاں اتر کر ان کی طرف بڑھنے لگا۔ تاکہ آگے جا کر پھاٹک کھول سکے۔ اچانک اس کی نظریں گیلری کی سائیڈ میں پڑے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن پر پڑیں۔ جس میں سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ تنویر یہ بٹن دیکھتے ہی بری طرح اچھلا اور بجائے آگے بڑھنے کے وہ تیزی سے واپس اسی کمرے کی طرف دوڑا جہاں

جولیا اور صفدر بیٹھے تھے۔ اسے اس طرح کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ دونوں چونکے ہی تھے کہ تنویر نے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر جلدی سے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر سائیڈ میز پر رکھے ہوئے پیڈ پہ اس نے جلدی سے لکھا کہ باہر گیلری کے پاس انتہائی طاقتور مائیک وِڈیو ٹرانسمیٹر بٹن نہ صرف موجود ہے بلکہ آن ہے اور ہماری ساری باتیں یقیناً سنی جا رہی ہیں۔

"مس جولیا۔ تنویر کو گئے ہوئے کافی دیر ہوگئی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں خود دیکھنا چاہیئے" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے بڑے نارمل انداز میں کہا۔

"وہ باتیں کرنے لگ گیا ہوگا۔ بہرحال آؤ دیکھتے ہیں" ـــــ جولیا بھی سچوئیشن سمجھ گئی تھی۔ اس نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے فرش پر قدم مارتے ہوئے باہر کی طرف چل پڑے۔ جب کہ تنویر دبے پاؤں چل رہا تھا۔ تاکہ اس کے قدموں کی آواز صفدر اور جولیا کے قدموں کی آواز میں دب جائے۔ اور وہ دونوں بھی اس لئے معمول سے زیادہ زور سے قدم رکھ رہے تھے۔ آتے ہوئے بھی تنویر نے خاص طور پر احتیاط کی تھی۔ کہ اس کے قدموں کی آواز نہ ابھرے۔

"کیا ہوا تنویر۔ تم نے پھاٹک نہیں کھولا" ـــــ گیلری میں پہنچ کر صفدر نے اس بٹن کو دیکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔ جبکہ اسی دوران تنویر صفدر کے اشارے پر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا۔

"تسمہ کھل گیا تھا۔ وہ باندھ رہا تھا" ـــــ تنویر نے دور جا کر اونچی آواز میں کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھولی اور باہر چلا گیا۔

"آؤ جولیا۔ کمرے میں چلیں نائٹران وہیں آ جائے گا" ـــــ صفدر نے جولیا کو عقبی طرف جانے کا آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم چلو۔ میں نے ذرا باتھ روم جانا ہے" ـــــ جولیا نے کہا۔ اور تیزی سے واپس مڑ گئی۔ جب کہ صفدر گھوم کر سائیڈ سے ہوتا ہوا عقبی طرف بڑھ گیا۔

پائیں باغ میں پہنچتے ہی وہ عقبی دروازے کی طرف بڑھا جو اندر سے بند تھا۔ صفدر نے آہستہ سے کنڈی کھولی اور پھر پہلے سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا جب عقبی گلی میں اس نے کسی کو نہ دیکھا تو وہ دروازہ کراس کر کے باہر گلی میں آ گیا۔ عقبی گلی سے وہ دائیں ہاتھ پر موجود سائیڈ گلی کے کنارے پر آ کر رک گیا۔ اور پھر اس نے سر آگے کر کے جیسے ہی سائیڈ گلی سے دوسری طرف جھانکا وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے سامنے سڑک پر چار مسلح افراد کو سڑک کراس کر کے کوٹھی کی طرف آتے دیکھا۔ ان کے ہاتھوں میں ایسی ساخت کی گنیں تھیں جو عام طور پر بے ہوش کر دینے والے کیپسول پھینکنے کے کام آتی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ ساری صورت حال سمجھ گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے واپس مڑا۔ اور پھر دروازہ کھول کر وہ اندر آیا ہی تھا کہ اس نے نائٹران۔ جولیا اور تنویر کو ادھر آتے دیکھا۔ وہ شاید صفدر کا پتہ کرنے آ رہے تھے۔ صفدر

نے تیزی سے ہاتھ ہلا کر انہیں اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ اور ابھی وہ سائیڈ سے ہوتے ہوئے آگے بڑھے تھے کہ یک لخت سائیں سائیں کی آوازیں فرنٹ کی طرف سنائی دیں اور صفدر نے دیکھا کہ سائیڈ سے چار سیاہ رنگ کے کیپسول اڑتے ہوئے کوٹھی کی اندرونی گیلری کی طرف گر رہے تھے۔ باقی ساتھیوں نے بھی یہ آوازیں سن لی تھیں۔ اس لئے انہوں نے بھی تیزی سے مڑ کر دیکھا۔ اور پھر ان کیپسولوں کو گرتے دیکھ کر وہ اب تیزی سے صفدر کی طرف بڑھنے لگے۔ کوٹھی کے سامنے کے رخ پر اب دودھیا رنگ کا دھواں سا پھیلتا نظر آ رہا تھا اور صفدر جلدی سے مڑ کر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اور واپس اسی سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھی اس کے پیچھے پہنچ گئے۔ صفدر نے جھانک کر دیکھا تو چار افراد مڑ کر سڑک کی طرف جاتے دکھائی دیئے۔ ان کے ہاتھوں میں وہی گنیں تھیں۔

"جلدی گلی کراس کر کے اگلی کوٹھی کے عقب سے ہو کر سامنے پہنچو۔ اب یہ یقیناً کوٹھی پر ریڈ کریں گے" ـــــ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا گلی کراس کر کے ساتھ والی کوٹھی کے عقب میں پہنچ کر وہ اور زیادہ تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس کے باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور پھر اس کوٹھی کی دوسری سائیڈ کی گلی میں دوڑتے ہوتے وہ آگے سڑک کے کنارے پہنچ کر رک گئے۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں" ـــــ جولیا نے پوچھا۔

"یہ یقیناً سیکرٹ سروس کے لوگ ہوں گے" ـــــ نائٹران

نے کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر سائیڈ میں جھانکا تو وہ بُری طرح چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ واقعی سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ یہ ان کا ایکشن گروپ ہے۔ اوہ رام چند۔ اوہ تو یہ ریڈ رام چند کی نگرانی میں ہو رہی ہے"۔ ناٹران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کون ہے یہ رام چند"۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"یہ سیکرٹ سروس کا منجھا ہوا اور تیز طرار سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ شاگل اس پر بہت بھروسہ کرتا ہے"۔۔۔ ناٹران نے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"ابھی ہمیں کوئی نیا ٹھکانہ ڈھونڈھنا ہوگا"۔۔۔ جولیا نے جلدی سے کہا۔

"آئیے میرے ساتھ"۔۔۔ ناٹران نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ اچھا چانس ہے۔ اگر ہم ان کے پیچھے کوٹھی میں داخل ہو جائیں اور انہیں قابو میں کر کے ان کا میک اپ کر لیں۔ تو ہم آسانی سے سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو سکتے ہیں"۔ صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ اب یہیں ٹھہریں۔ میں اندر جا کر ان کا خاتمہ کرتا ہوں"۔۔۔ تنویر نے اپنی طبیعت کے مطابق پر جوش لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ آؤ۔ وہ سب ابھی اندر ہیں اور ظاہر ہے ہمیں وہاں نہ پا کر وہ عقبی طرف جائیں گے اور پھر عقبی گلی سے ادھر آئیں گے۔

اس دوران ہم پھاٹک کے ذریعے اندر آسانی سے داخل ہو سکتے ہیں"۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور جولیا نے سر ہلا دیا۔ اور پھر چاروں تیزی سے سڑک پر آئے اور پھر واپس اپنی کوٹھی کی طرف بڑھنے لگے۔ سائیڈ گلی پر رک کر انہوں نے گلی میں جھانکا لیکن وہاں کسی کو نہ پا کر انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے گلی کراس کی اور پھر اپنی کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ گئے۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا اور گیلری کے سامنے ناٹران کی کار کے ساتھ ایک بڑی سی بند ویگن کھڑی تھی۔ اور سامنے کے رخ پر کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ صفدر کے اشارے پر وہ بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ اور پھر تیر کی طرح دوڑتے ہوئے اس بڑی سی بند ویگن کی بالکل سیدھ میں دوڑتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ لیکن ابھی انہوں نے آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ یک لخت سائیڈ گلی سے ایک مشین گن بردار آتا دکھائی دیا۔ اس وقت پوزیشن ایسی تھی کہ صفدر اور اس کے ساتھی بالکل اس کے سامنے تھے۔ وہ انہیں دیکھتے ہی ٹھٹھکا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کی ہی تھی۔ کہ تنویر نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ مشین گن بردار چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل نیچے گرا۔

"اوہ۔۔۔ اب سب لوگ آجائیں گے"۔۔۔ صفدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ویگن کی طرف دوڑ لگا دی۔ باقی ساتھی بھی اس کی پیروی میں بھاگے۔ اسی لمحے گیلری میں سے کسی کے چیخنے اور دوڑنے کی آواز سنائی دی۔ لیکن ویگن کی وجہ سے یہ چاروں اسے نظر نہ آ رہے تھے۔ اور جب وہ ویگن کے قریب

پہنچے تو انہوں نے گیلری میں سے ایک آدمی کو دوڑ کر سائیڈ کی طرف بڑھتے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی۔

"کیا ہوا۔ کوئی چیخا ہے۔ کیسا دھماکہ ہے" ——— اسی لمحے ویگن کے سامنے کے رخ سے ایک اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور صفدر جلدی سے ویگن کی سائیڈ سے آگے بڑھ کر ذرا سا اونچا ہوا تو اس آدمی کو دوڑ کر ادھر سائیڈ میں جاتے دیکھا۔

"اوہ باس ——— باس کسی نے شامو کو گولی مار دی ہے" ——— سائیڈ سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"گولی مار دی ہے ——— کون ہے" ——— گیلری سے سائیڈ کی طرف دوڑتے ہوئے آدمی نے چیخ کر کہا۔ پھر اور بھی ملی جلی آوازیں سائیڈ کی طرف سے ابھرنے لگیں۔

"کس نے گولی ماری ہے۔ کسے ماری ہے" ——— اچانک اندرونی راہداری سے ایک آدمی نے بیرونی گیلری کی طرف آتے ہوئے چیخ کر پوچھا۔

"یہی رام چند ہے" ——— ناٹران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

رام چند خالی ہاتھ تھا۔ اس لئے صفدر نے جلدی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا دستہ آہستہ سے ویگن کی سائیڈ میں مارا۔ اور ٹن کی آواز نکلتے ہی رام چند اچھلا اور پھر تیزی سے ویگن کی طرف بڑھا۔ صفدر نے سب کو جھک جانے کا اشارہ کیا۔ اور وہ سب ویگن کے ٹائروں کے ساتھ جھک کر چپک سے گئے۔

سب سے آگے صفدر تھا۔ اس نے آگے والے بمپر کی اوٹ لے کر درمیانی درز سے آنکھیں لگا رکھی تھیں۔ رام چند تیزی سے دوڑتا ہوا جیسے ہی ویگن کے قریب آ کر سائیڈ میں آیا۔ صفدر یکلخت بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا۔ اور دوسرے لمحے رام چند ایک زوردار جھٹکا کھا کر صفدر کے پیچھے کھڑے ناٹران کے بازوؤں تک اس طرح جا پہنچا جیسے فیلڈر ہٹ کی ہوئی گیند کو کیچ کرتا ہے۔ اور ناٹران نے پوری مضبوطی سے ایک ہاتھ اس کے منہ پر اور دوسرا اس کی کمر میں ڈال کر مخصوص انداز میں اس کے سر کو پیچھے کی طرف جھٹکا دیا۔ تو ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں رام چند کا پھڑکتا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ صفدر اس دوران دبے قدموں دوڑتا ہوا گیلری کے ایک ستون کے عقب میں جا چھپا۔

"یہاں کوئی موجود ہے۔ یہ ریوالور کی گولی سے مارا گیا ہے۔ جلدی کرو۔ پوری کوٹھی میں پھیل جاؤ" ——— سائیڈ سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور صفدر نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے ویگن کے نیچے گھسنے کا اشارہ کیا تو وہ سب بجلی کی سی تیزی سے اونچی ویگن کے نیچے گھس گئے۔ ناٹران نے بے ہوش رام چند کو بھی اپنے ساتھ ہی نیچے گھسیٹ لیا تھا۔ صفدر نے دیکھا کہ سائیڈ سے اسی وقت کئی آدمی مشین گنیں لئے لان میں پھیلنے لگے۔ جب کہ ایک آدمی جس نے انہیں چیخ کر پھیلنے کا حکم دیا تھا۔ تیزی سے دوڑتا ہوا گیلری کی طرف بڑھنے لگا۔ اور پھر جیسے ہی وہ صفدر والے ستون کی سائیڈ سے ہو کر اندرونی راہداری کی طرف بڑھا۔ یکلخت صفدر

اچھل کر اس کی پشت پر آیا۔ اور بجلی کی سی تیزی سے اسے ساتھ ہی دھکیلتا ہوا راہداری کے اندر لے جاتا گیا۔ وہ آدمی چونکہ خود بھی دوڑ رہا تھا۔ اس لئے صفدر کو اسے آگے کی طرف دھکیلنے میں کوئی خاص مشکل پیش نہ آئی تھی۔ لیکن دوڑنے والا آدمی رکتے ہی ——— تیزی سے مڑا۔ لیکن اسی لمحے صفدر کا ہاتھ گھوما اور ریوالور کا دستہ پوری قوت سے اس کی پیشانی سے ٹکرایا۔ صفدر نے دستہ اس کی کھوپڑی پر مارنے کے لئے ہاتھ گھمایا تھا۔ لیکن وہ آدمی انتہائی تیز رفتاری سے صفدر کی توقع کے خلاف گھوم چکا تھا۔ اس لئے دستہ کھوپڑی پر پڑنے کی بجائے اس کی پیشانی پر پڑا تھا۔ دستے کی ضرب خاصی زوردار تھی۔ اس لئے وہ آدمی الٹ کر پشت کے بل نیچے گرا ضرور۔ لیکن ساتھ ہی صفدر کو بھی بے اختیار اچھل کر پشت کے بل نیچے گرنا پڑا۔ کیونکہ اس آدمی نے گرتے گرتے گھٹنے کی ضرب صفدر کی ناف پر جما دی تھی۔

"باس باس" ——— ویگن کی سائیڈ سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور ساتھ ہی کوئی دوڑ کر گیلری کی طرف آتا سنائی دیا۔

صفدر اس کی آواز سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ دوڑنے والے آدمی کی چیخ اور منہ کے بل فرش پر گرنے کا دھماکہ سنائی دیا۔ ویگن کے نیچے سے کسی نے ہاتھ باہر نکال کر دوڑتے ہوئے آدمی کی ٹانگ پکڑ لی تھی۔ اور اچانک نیچے گرنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کسی گیند کی طرح اڑتی ہوئی گیلری کے فرش پر آ گری اور صفدر نے تیزی سے جھک کر اسے جھپٹنا چاہا لیکن اسی لمحے اسے عقبی طرف سے زوردار دھکا لگا۔ اور صفدر مشین گن سمیت گیلری کے فرش پر پھسلتا ہوا باہر برآمدے کی سیڑھیوں سے نیچے لان کے فرش پر گرا۔ لیکن نیچے گرتے ہوئے اس نے قلابازی کھائی اور اس کے ساتھ ہی ریٹ ریٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی راہداری کے دہانے پر موجود آدمی چیختا ہوا واپس اچھل کر پشت کے بل نیچے راہداری میں گر گیا۔ یہ وہی آدمی تھا جسے صفدر گھسیٹتا ہوا اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اس نے اچانک اچھل کر مشین گن اٹھاتے ہوئے صفدر کو دھکیلا تھا۔ لیکن صفدر کو دھکیل کر وہ فرش پر گری ہوئی اپنی مشین گن اٹھانے کیلئے جھکا تھا کہ صفدر نے قلابازی کھاتے ہی فائر کھول دیا تھا۔ اور پھر فائر کھولنے کے ساتھ ہی وہ کسی لٹو کی طرح گھوما اور دوسرے لمحے فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا آدمی بھی گولیوں کی زد میں آ گیا۔ اب باقی طرف سے بھی گولیاں چلنے اور دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور صفدر یک لخت فرش پر گولیوں سے چھلنی آدمی کے ساتھ اس طرح لیٹ گیا جیسے وہ بھی ہٹ ہو گیا ہو۔ ویگن کی دوسری سائیڈ سے ریوالور کا دھماکہ اور کسی کے چیخ کر گرنے کی آواز سنائی دی۔ اور عین اسی لمحے فرش پر پڑے ہوئے صفدر کو ویگن کے عقب سے نمودار ہوتا ہوا ایک آدمی نظر آیا تو اس نے لیٹے لیٹے ٹریگر دبا دیا۔ اور وہ آدمی گولیوں کی بوچھاڑ میں کسی لٹو کی طرح گھوما۔ اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سمیت فرش پر گرا اور ساکت ہو گیا۔

" باہر آجاؤ۔ میرے خیال میں سب ختم ہو گئے ہیں"—— صفدر نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور اس طرف کو دوڑ پڑا جدھر سے اس نے ریوالور کی گولی چلنے اور کسی کے گرنے کا دھماکہ سنا تھا۔ ریوالور کی آواز سنتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے کسی ساتھی نے ویگن کے نیچے سے دوسری طرف کھسک کر کسی کو نشانہ بنایا ہے۔ لیکن وہ اس کے ختم ہونے کی پوری تسلی کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب وہ ویگن کی سائیڈ سے گھوم کر دوسری طرف گیا تو اس نے تنویر کو فرش پر گرے ہوئے آدمی کی طرف جھکے جھکے انداز میں دوڑتے دیکھا۔ تو وہ آگے بڑھنے کی بجائے تیزی سے مڑ کر کھلے پھاٹک کی طرف دوڑ پڑا۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ اس لئے اسے خطرہ تھا کہ گولیوں کی آوازیں سن کر مزدور لوگ باہر اکٹھے ہو جائیں گے اور کھلے پھاٹک کی وجہ سے سارا منظر انہیں صاف دکھائی دے گا۔ وہ کم از کم فوری طور پر اس منظر کو چھپانا چاہتا تھا۔ چنانچہ پھاٹک کے قریب پہنچ کر اس نے تیزی سے پھاٹک کے پٹ بند کئے اور پھر بڑا کنڈہ لگا کر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن وہیں اندر پھینکی اور خود چھوٹی کھلی کھڑکی سے باہر نکل آیا۔ لیکن باہر نکلتے ہوئے اس کا انداز ایسا تھا جیسے ویسے ہی تازہ ہوا لینے کے لئے باہر آیا ہو۔ اور دوسرے لمحے اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی کیونکہ ارد گرد اسے ایسا کوئی آدمی دکھائی نہ دیا تھا۔ جس کی پوزیشن اسے مشکوک دکھائی دیتی۔ وہ مزید اطمینان کرنے کے لئے ٹہلتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا گیا۔ یہ چونکہ سائیڈ رو

تھی۔ اس لئے ٹریفک زیادہ تر مین روڈ کی طرف ہی تھی۔ اور گزرتی ہوئی کاریں اسے صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ صفدر سڑک کے کنارے پر پہنچ کر ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ یک لخت ٹھٹھک گیا۔ اسے اس کونے والی زیر تعمیر کوٹھی کی دیوار سے دوسری طرف ایک کار کی جھلک دکھائی دی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر سوراخ سے جھانکا تو اسے دوسری طرف واضح طور پر ایک کار دکھائی دی۔ کار کے نہ صرف آس پاس کوئی آدمی نہ تھا بلکہ کار کے اندر بھی کوئی نہ تھا۔ صفدر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر مین روڈ کی طرف سے گھوم کر وہ اس زیر تعمیر کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کار کے قریب پہنچ چکا تھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ والا دروازہ ذرا سا کھلا ہوا تھا۔ جیسے کوئی پوری طرح دروازہ بند کرنا بھول گیا ہو۔ کھڑکی بھی کھلی ہوئی تھی۔ اور پھر صفدر نے جیسے ہی کھلی کھڑکی سے اندر جھانکا وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ ڈیش بورڈ کے نیچے سے اسے تنویر کی آواز سنائی دی۔ تنویر کہہ رہا تھا کہ صفدر سنجانے کہاں چلا گیا ہے"—— صفدر نے برق رفتاری سے دروازہ کھولا اور سیٹ پر بیٹھ گیا۔

" اس بٹن کو تو آف کر دیں"—— اسی لمحے ڈیش بورڈ کے نیچے موجود ایک چھوٹے سے باکس سے ناٹران کی آواز ابھری اور پھر اس باکس پر جلتا بجھتا ہوا بلب یک لخت بجھ گیا۔ صفدر نے ایک طویل سانس لی۔ اگنیشن میں چابی بھی موجود تھی۔ صفدر سمجھ گیا تھا کہ اس کار میں سے انہیں چیک کیا جا رہا تھا۔ اور یہ کار یقیناً

اس رام چند کی ہوگی۔ ورنہ ایکشن گروپ والے براہِ راست کام کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ سیکرٹ ایجنٹوں کی طرح چھپ کر کام نہیں کیا کرتے۔ صفدر نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اسے موڑ کر سڑک پر لے آیا۔ چند لمحوں بعد ہی کار کوٹھی کے پھاٹک پر موجود تھی۔ صفدر نے کار روکی اور نیچے اتر کر چھوٹی کھڑکی کی طرف بڑھا۔ اور جھک کر جیسے ہی اس نے اندر سر کیا۔ اس کے سر پر ایک زوردار ضرب لگی اور صفدر منہ کے بل کھڑکی میں ہی گر گیا۔ اسی لمحے دوسری بار اس کی کھوپڑی پر قیامت ٹوٹی اور صفدر کے ذہن پر تاریک چادر پھیلتی گئی۔

میٹنگ ہال خاصا بڑا تھا۔ اور اس کے درمیان رکھی ہوئی بڑی سی بیضوی میز کی دونوں سائیڈوں پر کرسیاں موجود تھیں۔ ایک سائیڈ پر چھ کرسیاں تھیں جب کہ دوسری سائیڈ پر صرف دو کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ ہر کرسی کے سامنے ایک رائٹنگ پیڈ اور ساتھ ہی پانی کا گلاس رومال سے ڈھکا ہوا موجود تھا۔ ہال کے دروازے کے ساتھ اندر کی طرف دو مسلح افراد کافرستان انٹیلی جنس کی مخصوص وردیاں پہنے بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔ چند لمحوں بعد ہی بند دروازے کی دوسری طرف قدموں کی آوازیں ابھریں اور اندر موجود مسلح سپاہی اور زیادہ مستعد ہو گئے۔

"آیئے فیاض صاحب ــــ ویسے مجھے حیرت ہے کہ اس بار آپ کا وفد بہت زیادہ سکڑ گیا ہے" ــــ دروازے سے

ایک بلمبے تڑنگے آدمی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ وہ بھاری جسم کا تھا۔ اور اس کا سر درمیان سے گنجا تھا۔ اور سائیڈوں پر سفید بالوں کی جھالر سی لٹکی ہوئی تھی۔ یہ کافرستان انٹیلی جنس کا چیف راجیش وکرم تھا۔ چونکہ یہ کئی بار پاکیشیا میٹنگوں میں آچکا تھا۔ اس لئے نہ صرف فیاض اسے اچھی طرح جانتا تھا۔ بلکہ وہ بھی فیاض سے خاصا واقف تھا۔ فیاض کے پیچھے عمران بڑے مودبانہ انداز میں چل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسے آثار تھے جیسے زندگی میں پہلی بار کسی اعلیٰ سطحی میٹنگ میں شریک ہونے کے لئے آ رہا ہو۔ فیاض اور عمران دونوں کے جسموں پر عام سوٹ تھے۔ فیاض نے راستے میں ہاتھ جوڑ کر بڑی مشکل سے عمران سے وعدہ لیا تھا۔ کہ وہ کافرستان دارالحکومت کے ائیرپورٹ پر پہنچتے ہی کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا جس سے فیاض کی افسری اور رعب دبدبے پر کوئی حرف آتا ہو۔ ساتھ ہی اس نے ملکی عزت و وقار کے حوالے بھی دیئے تھے اور عمران نے اس سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہ کرے گا۔ اور تب سے عمران واقعی اپنا وعدہ نبھا رہا تھا۔ وہ دراصل خود بھی سنجیدہ رہنا چاہتا تھا تاکہ یہاں آنے کا اصل مقصد پورا کر سکے۔

ائیرپورٹ پر راجیش وکرم نے اپنے ساتھیوں سمیت ان کا استقبال کیا تھا اور عمران کا رسمی تعارف کرانے کے بعد وہ انہیں ساتھ لئے سیدھا میٹنگ ہال میں پہنچا تھا۔ کیونکہ شیڈول کے مطابق بات چیت کا ابتدائی دور یہیں رکھا گیا تھا۔

اور باقی دو دور دوسرے روز ہونے تھے۔ عمران کا تعارف اسلم رضا اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس کے طور پر کرایا گیا تھا۔ اسلم رضا واقعی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تھا۔ اور عمران نے اس کا انتخاب اس لئے کیا تھا کہ وہ قد و قامت اور جسامت میں نہ صرف اس سے ملتا تھا۔ بلکہ کافرستانی حکام ابھی تک اس سے واقف نہ تھے۔ کیونکہ وہ اسی سال ہی پولیس کے ایک مخصوص شعبے سے ٹرانسفر ہو کر انٹیلی جنس میں آیا تھا۔ ان دونوں کے بارے میں اصول کے مطابق تفصیلات پہلے ہی کافرستان بھیجی جا چکی تھیں۔ اور عمران کو یقین تھا کہ کافرستان والوں نے اپنی عادت کے مطابق پاکیشیا میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ان کے بارے میں ضرور تصدیق کر لی ہو گی ...... لیکن ظاہر ہے عمران کچی گولیاں کھیلنے والا نہ تھا۔ اس لئے اصل اسلم رضا کو پہلے ہی ایک پہاڑی مقام پر بھجوایا جا چکا تھا۔ جہاں وہ میک اپ میں رہ رہا تھا۔ یہ ساری کارروائی ایکسٹو کے کہنے پر سر رحمان نے خود کی تھی۔ ویسے انہیں معلوم تھا کہ اسلم رضا کے میک اپ میں عمران سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ساتھ جا رہا ہے اور انہوں نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو عمران کے بارے میں کچھ خاص ہدایات بھی دی تھیں۔ اور یہ ساری ہدایات اس پوائنٹ پر تھیں کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض عمران کے وہاں جانے کے اصل مقصد کو معلوم کر کے واپسی پر انہیں تفصیلی رپورٹ دے گا۔ گو فیاض جانتا تھا کہ یہ کام اس کے بس کا نہیں۔ لیکن وہ اس لئے مطمئن تھا کہ وہ منت سماجت کر کے اور کچھ رقم دے کر عمران سے اس کے یہاں آنے کا اصل مقصد معلوم کر ہی لے گا۔

سے اصل خطرہ عمران کی زبان سے تھا۔ اور گو عمران نے اسے ایئر پورٹ
لاؤنج سے لے کر پورے راستے بے پناہ زچ کیا تھا۔ لیکن اب وہ
بے حد سنجیدہ اور کم گو بنا ہوا تھا۔

"دراصل کچھ دفتری وجوہات کی بنا پر ایسا ہوا ہے"۔۔۔ فیاض
نے راجیش وکرم کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور تو کوئی مجبوری نہیں۔ لیکن ہم دونوں کو ذرا رقم کی ضرورت
تھی اس لئے سر نے فیصلہ کیا کہ پورے وفد کا ٹی۔اے۔ڈی۔اے
ہم دونوں وصول کر لیں گے۔ اس طرح میٹنگ بھی ہو جائے گی۔ اور
ہم دونوں کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی"۔۔۔ عمران نے پیچھے
سے بڑے سنجیدہ لہجے میں فیاض کی بتائی ہوئی مجبوری کی وضاحت
کرتے ہوئے کہا۔ اور راجیش وکرم کے ساتھ ساتھ باقی افراد بھی
اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

"خاموش رہو تم"۔۔۔ فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں مڑ
کر عمران سے کہا۔ اور عمران نے بے اختیار نہ صرف ہونٹ بھینچ
لئے بلکہ ایک ہاتھ بھی منہ پر رکھ لیا۔

"اوہ۔۔۔ کوئی بات نہیں سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب۔ اسلم
رضا صاحب خاصے دلچسپ آدمی لگتے ہیں"۔۔۔ راجیش وکرم
نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں ان کا شکریہ ادا کر لوں۔ کیونکہ اخلاقی طور پر جب کوئی
کسی کی تعریف کرے تو شکریہ ضرور ادا کیا جاتا ہے اجازت ہے"۔
عمران نے منہ کے آگے سے ہاتھ ہٹا کر بڑے ڈرے ڈرے اور

سہمے سے لہجے میں فیاض سے پوچھا۔

"میں نے کہا تمہیں کہ خاموش رہو۔ تم پہلی بار ایسی میٹنگ
میں آئے ہو۔ اس لئے تمہیں یہاں کے پروٹوکول کا علم نہیں
ہے"۔۔۔ فیاض نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا۔۔۔ پروٹوکول۔۔۔ میرے خیال میں اس سے
کولا نکالا جاتا ہو گا۔ میرا مطلب ہے کاکا کولا۔ پی کولا۔ ستو کولا۔ ر
واہ۔ یہ تو واقعی میرے لئے نیا انکشاف ہے"۔۔۔ عمران نے
اس طرح سر ہلاتے ہوئے کہا۔ جیسے واقعی اس کے علم میں
بہت بڑا اضافہ ہو گیا ہو۔ اور فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ
لئے۔ کیونکہ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ عمران آہستہ آہستہ کھلتا
جا رہا ہے۔ اور فیاض اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر عمران واقعی کھل
گیا تو پھر اسے روکنا فیاض کے نہ صرف بس سے باہر ہو گا۔
البتہ خود فیاض کو اپنے بال سب کے سامنے نوچنے پڑ جائیں گے۔
اس لئے وہ نہ چاہنے کے باوجود ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"کمال ہے۔ اسلم رضا صاحب تو واقعی انتہائی دلچسپ آدمی
ثابت ہو رہے ہیں"۔۔۔ راجیش وکرم نے بے اختیار ہنستے
ہوئے کہا۔

"ثابت ہو رہا ہوں۔۔۔ اوہ۔ شکر ہے۔ ورنہ کئی دن سے
مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میرے اندر ٹوٹ پھوٹ ہو رہی
ہو۔ اور مجھے خطرہ لگ گیا تھا کہ کہیں میں باہر سے بھی نہ ٹوٹنے
لگ جاؤں۔ لیکن اب آپ کی بات سن کر مجھے بے حد اطمینان ہوا

ہے کہ میں ثابت ہو رہا ہوں ۔ ویسے بائی دی وے آپ کو نجوم یا طب میں سے کون سے علم سے شغف ہے "۔۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے اور معصوم سے لہجے میں راجیش وکرم سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" اسلم ۔۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں کہ خاموش رہو یہ انتہائی سنجیدہ میٹنگ ہے "۔۔۔۔ فیاض سے جب رہا نہ جا سکا تو وہ کاٹ کھانے والے لہجے میں بول پڑا ۔

" سنجیدہ میٹنگ ۔۔۔۔ کمال ہے ۔ یعنی اب میٹنگ کے بھی نام رکھے جانے لگے ہیں ۔ واہ ۔ مس سنجیدہ میٹنگ ۔ پھر تو مس کلثوم میٹنگ ۔ ارے اوہ سوری ۔ یہاں کافرستان میں تو مس رتنا میٹنگ ۔ مس ادما میٹنگ نام ہوتے ہوں گے "۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔ لیکن اس بار راجیش وکرم اس طرح عمران کو دیکھنے لگا تھا جیسے اسے اس کی ذہنی حالت پر شک گزرنے لگا ہو ۔

" تشریف رکھئے ۔ یہ رسمی سا دور ہے ۔ آپ بھی تھکے ہوئے ہوں گے ۔ اس لئے بہتر ہے کہ اسے جلد از جلد ختم ہو جانا چاہیئے " راجیش وکرم نے اپنی طرف کی درمیانی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھ اندر آنے والے پانچ ساتھی بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔ جب کہ فیاض اور عمران دوسری سائیڈ پر آ چکے تھے ۔ فیاض بھی سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا اور عمران بھی اس طرح کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اتنا لمبا سفر اس نے اس کرسی پر

بیٹھنے کے لئے ہی کیا ہو ۔

" واہ ۔۔۔۔ پانی بھی موجود ہے ۔ لیکن راجیش وکرم صاحب چھری تیز ہے یا کند "۔۔۔۔ عمران نے پانی کے گلاس پر رکھا ہوا رومال ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا ۔

" چھری ۔۔۔۔ کیا مطلب "۔۔۔۔ راجیش وکرم عمران کی بات سن کر اس بری طرح چونکا کہ عمران بھی حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا ۔ راجیش وکرم کا یہ ردعمل اس کی توقع کے بھی خلاف تھا ۔

" اوہ ۔ آپ ڈر گئے ۔ کمال ہے ۔ اتنے بڑے افسر اور چھری کے نام سے ہی ڈر جائیں ۔ جب کہ اپنے فیاض صاحب تو چھریاں تیز کرنے میں دور دور تک مشہور ہیں ۔ کیوں فیاض صاحب "۔۔۔۔ عمران نے فیاض کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا ۔

" شٹ اپ ۔ تم حد سے بڑھتے جا رہے ہو "۔۔۔۔ فیاض اس بار حلق کے بل چیخ اٹھا ۔

" واقعی تیز ہے ۔ یہ چیخ بتا رہی ہے ۔ لیکن فیاض صاحب ۔ آپ نے ابھی تک پانی تو نہیں پیا پھر چھری کیسے آپ کے حلق تک پہنچ گئی "۔۔۔۔ عمران نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا ۔

" اوہ ۔ میں سمجھ گیا ۔ تو آپ کا مطلب تھا کہ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے پانی پلایا جاتا ہے "۔۔۔۔ راجیش وکرم نے ہونٹ دباتے ہوئے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا ۔ جیسے اسے عمران کی بات ناگوار گزر رہی ہو ۔

" پلیز ۔۔۔۔ اسلم رضا صاحب پلیز "۔۔۔۔ فیاض سے اور تو کچھ

نہ بن سکا تو اس نے میز کی سائیڈ پر کر کے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ نجانے کس طرح اپنے آپ کو کنٹرول کر رہا تھا۔

"بالکل۔ پلیز ۔۔۔ بلکہ مکمل پلیز ہوں۔ چھری تیز ہو تو تکلیف بالکل نہیں ہوتی اور تکلیف نہ ہو تو ذبح ہونے والا پلیز ہی ہوتا ہے"۔۔۔ عمران نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے جواب دیا جیسے اسے واقعی اطمینان ہو گیا ہو۔

"اسلم رضا صاحب۔ کیا یہ میٹنگ ملتوی کر دی جائے"۔۔۔ اس بار راجیش وکرم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ملتوی ۔۔۔ اوہ نہیں جناب۔ پھر مجھے ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے کیسے ملے گا۔ ہمارے بڑے باس بڑے با اصول ہیں"۔۔۔ عمران نے فوراً ہی جواب دیا۔

"تو پھر آپ ......" ۔۔۔ راجیش وکرم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"خاموش ہو جاؤں۔ یہی کہنا چاہتے ہیں آپ۔ ٹھیک ہے۔ اب میں خاموش۔ کیونکہ ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے خطرے میں پڑ رہا ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا اور اتنی مضبوطی سے ہونٹ بھینچ لئے جیسے اسے خطرہ ہو کہ منہ کے اندر موجود کوئی بھولا بھٹکا لفظ باہر نہ نکل آئے۔

"شکریہ ۔۔۔ ہاں تو سپرنٹنڈنٹ فیاض صاحب سب سے پہلے تو میں حکومت کافرستان کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں

کہ آپ یہاں تشریف لائے"۔۔۔ راجیش وکرم نے نارمل ہوتے ہوئے رسمی انداز میں سوپر فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں حکومت کافرستان کا مشکور ہوں اور اپنی حکومت کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ باہمی دوستی کو ہمیشہ ترجیح دی جائے گی"۔۔۔ سوپر فیاض نے بھی جواب میں رٹے رٹائے فقرے دوہراتے ہوئے کہا۔

"سب سے پہلے اور ابتدائی دور میں ہم ایجنڈے کی پہلی شق کے بارے میں بات کریں گے اور ہمارے لئے یہ بے حد اہم ہے۔ آپ کے ملک میں چند رو[illegible] گران کے صدر دورے پر آنے والے ہیں۔ آپ نے یقیناً ان کی آمد پر حفاظتی انتظامات کئے ہوں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ انتظامات کی تفصیلات ہماری سروس کو بھی مہیا کی جائیں"۔۔۔ راجیش وکرم نے براہِ راست پہلی شق پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری۔ مسٹر راجیش۔ میری حکومت نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے روکھا سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ ان انتظامات کی تفصیل کیوں جاننا چاہتے ہیں"۔۔۔ اچانک عمران بول پڑا۔ لیکن اس بار اس کا لہجہ اس قدر سنجیدہ تھا کہ راجیش وکرم نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی بے پناہ سنجیدگی دیکھ کر وہ اور بھی زیادہ چونکا۔

"دراصل ہماری حکومت کا خیال ہے کہ اس طرح دونوں ملکوں

کی انٹیلی جنس کی طرف سے کئے گئے انتظامات کو بہتر بنانے میں
مدد ملے گی۔ دیکھئے جب ہمارے ملک میں کوئی ایسی شخصیت
تشریف لائے گی تو ہم بھی انتظامات کی تفصیلات آپ کی حکومت
کو معاہدے کے مطابق مہیا کرنے کے پابند ہوں گے" ———
راجیش وکرم نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

" سوری مسٹر راجیش۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ ہماری حکومت
نے اس شق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے میرے
خیال میں اس پر مزید بات کرنا فضول ہے" ——— سپرنٹنڈنٹ
فیاض نے عمران کے بولنے سے پہلے ہی جواب دے دیا۔

" سر۔ ہماری حکومت نے اس قدر بے لچک انکار نہیں کیا۔
بلکہ ہمارے لئے مشروط کر دیا ہے کہ اگر واقعی اس سے کوئی
فائدہ ہو سکتا ہے تو ہم حکومت سے منظوری لے کر اسے منظور بھی
کر سکتے ہیں" ——— عمران نے فیاض کے پیر پر پیر رکھ کر دباتے
ہوئے کہا۔

" اوہ ——— اچھا ٹھیک ہے۔ لیکن اس بارے میں اختیارات
تو آپ کے پاس ہیں۔ آپ خود ہی فیصلہ کر لیں" ——— فیاض نے
جان بوجھ کر سارا بوجھ عمران کے کندھوں پر شفٹ کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ——— کیا مطلب۔ کیا آپ کو یہ اختیار ہے۔ لیکن وفد
کے قائد تو فیاض صاحب ہیں" ——— راجیش اس خلاف معمول
بات پر واقعی حیران ہو گیا تھا۔

" فیاض صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ دراصل میں شوگران

کے صدر کے دورے کے تمام حفاظتی انتظامات کا براہِ راست
نگران ہوں۔ اور ویسے بھی ان کے دورے کے تمام حفاظتی انتظامات
کی تفصیلات میں نے ذاتی طور پر تیار کی ہیں۔ اور حکومت نے میری
تیار کردہ تفصیلات من وعن قبول کر لی ہیں۔ اس لئے فیاض صاحب
ایسا کہہ رہے ہیں" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ پھر تو واقعی آپ سے اس بارے میں تفصیلی بات ہو
سکتی ہے۔ میرا خیال ہے۔ میرے جواب سے آپ مطمئن ہو
گئے ہوں گے" ——— راجیش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
جیسے عمران کی بات سے اُسے کوئی اہم پوائنٹ مل گیا ہو۔

" آپ اپنے پوائنٹ کی ذرا مزید وضاحت کیجئے کہ آپ کو کس
قسم کی تفصیلات درکار ہیں" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔ اور اب میٹنگ کے باقی شرکا کے ساتھ ساتھ فیاض خود
بھی حیران ہو کر عمران کو دیکھ رہا تھا کہ عمران کس قدر منجھے ہوئے انداز
میں بات کر رہا تھا جیسے اس کی ساری زندگی اس قسم کی میٹنگوں میں
گزر گئی ہو۔

" اس کی وضاحت میرے ساتھی گازر کریں گے۔ کیونکہ انہوں
نے اس شق پر پیپر ورک کیا ہے" ——— راجیش نے اپنے ساتھ
بیٹھے ہوئے ایک دبلے پتلے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا۔

" میں عرض کرتا ہوں۔ اسلم رضا صاحب نے درست بات
کی ہے کہ آخر کس قسم کی تفصیلات کے لین دین کا معاہدہ ہونا

چاہیئے۔ دیکھیئے۔ ایک تو ایسی تفصیلات ہوتی ہیں جو اخبارات میں
بھی آتی رہتی ہیں اور عوام کو بھی اور عام پولیس افسران کو بھی ان کا
علم ہوتا ہے۔ یہ کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ جب کہ دوسری قسم
کی تفصیلات وہ ہوتی ہیں جو دورے پر آنے والی شخصیت کے
مخصوص اور خفیہ پروگراموں کے بارے میں طے کی جاتی ہیں۔
ایسی تفصیلات بے حد اہم ہوتی ہیں اور اگر ان کا باہمی لین دین ہو
سکے تو اس طرح کافرستان اور پاکیشیا دونوں ملکوں کی انٹیلی جنسز
کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اور ایک دوسرے کی مہیا کردہ تفصیلات
آئندہ دوروں پر کام آ سکتی ہیں"۔۔۔۔ دبلے پتلے گازر نے
بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ خفیہ پروگرام عوام الناس کے لئے تو خفیہ ہو سکتے
ہیں۔ دوسرے ملکوں کے لئے تو خفیہ نہیں ہو سکتے۔ یقیناً ہر
ملک کے ایجنٹ ایسے دوروں سے قبل اپنی حکومتوں کے لئے
ورک کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان پروگراموں کی تفصیلات
باقی ملکوں کے ساتھ ساتھ کافرستان کے ایجنٹوں نے بھی حاصل
کر کے پہنچا دی ہوں گی۔ پھر اس مجوزہ معاہدے کا کیا جواز باقی
رہ جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔۔ ہمارا مقصد خفیہ پروگراموں کے بارے میں
معلوم کرنا نہیں بلکہ ان کے لئے کئے گئے حفاظتی انتظامات تک
محدود ہے"۔۔۔۔ گازر نے چونک کر جواب دیا۔

اور عمران اس طرح ہنس پڑا جیسے گازر نے بچوں جیسی بات

کی ہو۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ جب تفصیلات آپ کو مہیا کی جائیں
گی تو کیا یہ خفیہ پروگرام خفیہ رہ جائیں گے۔ انہی پروگراموں کی
تفصیلات کے بارے میں آپ معاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن کیا
ایسا ممکن ہے کہ پروگرام تو خفیہ رہیں۔ لیکن ان کی تفصیلات مہیا
کر دی جائیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور گازر بے اختیار ہونٹ کاٹنے لگا۔ ظاہر ہے عمران کی
بات کا جواب اس کے پاس نہ تھا۔ اور اس کا چہرہ بتا رہا تھا
کہ وہ اپنے آپ کو سخت الجھا ہوا محسوس کر رہا ہے۔

"چلئے ایسے ہی سہی۔ ہم بھی تو یہ خفیہ پروگرام اور ان کی تفصیلات
آپ کی حکومت کو مہیا کرنے کے پابند ہوں گے"۔۔۔۔ راجیش
وکرم نے اپنے ساتھی کی بات کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن ایک پوائنٹ اور ہے۔ ہر غیر ملکی شخصیت
کے کسی دوسرے ملک کی آمد پر خفیہ پروگرام بنائے جاتے ہیں۔
لیکن یہ خفیہ پروگرام بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک ایسے پروگرام
جن کا تعلق صرف ان دو ملکوں تک ہی محدود ہوتا ہے۔ جب کہ
دوسرے ایسے پروگرام جن کا تعلق ان دو ملکوں کے ساتھ دوسرے
ملکوں کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔

میرا مطلب۔ ایسے پروگرام جنہیں بین الاقوامی اہمیت حاصل
ہوتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب۔ اور یہ بات ہم بھی جانتے

ہیں کہ بین الاقوامی ٹائپ کے پروگرام جن میں زیادہ تر خفیہ بات چیت
شامل ہوتی ہے۔ کوئی بھی حکومت دوسروں کو نہیں بتا سکتی۔ اس
لئے ایسے پروگرام تو قطعاً اس معاہدے کی رینج سے آؤٹ ہوں
گے۔ صرف ایسے پروگرام جن کا تعلق دونوں ملکوں سے ہی ہو۔
ہمارا مطلب صرف ان پروگراموں تک ہے" ——— راجیش نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ وہ راجیش کو اصل پٹڑی پر
چڑھا چکا تھا۔ لیکن راجیش کو اس کا احساس تک نہ ہوا تھا۔

"آپ اپنی بات مثال سے واضح کر سکتے ہیں۔ میرا مطلب کو
ایسا پروگرام جس کی مثال آپ دے سکیں" ——— عمران نے
بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مثال ——— مثال کیا دی جائے۔ میرا مطلب ہے ایسا پروگرام
یوں سمجھ لیجئے کہ جیسے ہمارے ملک میں غیر ملکی شخصیت آتی ہے۔
اور اس ملک نے ہمیں کوئی خاص چیز دی ہوتی ہے اور پھر وہ
اس چیز کی کارکردگی بھی چیک کرنا چاہتی ہے تاکہ اسے پتہ چل سکے
کہ کیا ہمارے ملک کے ماہرین اس چیز کو بہتر طور پر ٹریٹ کر
سکتے ہیں یا نہیں۔ بس ایسے ہی سمجھ لیں کوئی واضح مثال تو
میرے ذہن میں نہیں آ رہی" ——— راجیش نے بری طرح الجھے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کچھ کچھ آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ میرے ذہن میں ایک
مثال آ رہی ہے۔ مثلاً فرض کر لیتے ہیں کہ حکومت شوگران نے

ہمیں ایک مخصوص آبدوز دی ہے۔ اور اب وہ اسے چیک کرنا چاہتے
ہیں تاکہ دیکھ سکیں کہ کیا ہمارے ماہرین اس کی کارکردگی کو صحیح طور
پر سمجھ بھی رہے ہیں یا نہیں" ——— عمران نے سادہ سے لہجے
میں کہا۔

"اوہ۔ جی ہاں۔ جی ہاں ——— میرا مطلب بھی یہی تھا" ———
راجیش نے فوراً ہی جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

"چلیئے۔ بات تو واضح ہو گئی۔ اب یہ بتا دیجئے کہ اس مثال کو
سامنے رکھ کر کس قسم کی حفاظتی اقدامات کی تفصیلات ایک دوسرے
ملک کو سپلائی کی جائیں گی" ——— عمران نے کہا

فیاض اب بالکل خاموش بیٹھا تھا۔ اور اس کے انداز سے
یوں لگ رہا تھا جیسے اصل وفد تو صرف عمران ہو اور وہ بس صرف
سیر کرنے اس کے ساتھ آ گیا ہو۔ ویسے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا
تھا کہ یہ اچھا ہوا کہ عمران اس کے ساتھ آ گیا ہے۔ ورنہ اس قسم کی
الجھی ہوئی باتیں کم از کم اس کے بس سے باہر ہیں۔

"اوہ ——— یہ بات تو واقعی سوچنے کی ہے۔ ہمارا مطلب ہے کہ
مثال کے طور پر وہ غیر ملکی شخصیت کس وقت آبدوز میں پہنچے گی۔
کس وقت واپس آئے گی۔ اور ان کی حفاظت کے لئے کیا کیا
ممکنہ انتظامات کئے جا سکتے ہیں" ——— راجیش وکرم کی ہچکچاہٹ
بالکل فطری تھی کیونکہ اس نے واقعی نہ سوچا تھا کہ اس قدر گہرائی میں
بھی مذاکرات کئے جا سکتے ہیں۔

"جہاں تک وقت کا مسئلہ ہے۔ وہ تو بتایا جا سکتا ہے۔ اس

یں کوئی حرج نہیں ہے۔ جہاں تک حفاظتی انتظامات کا تعلق ہے
وہ سب بتائے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ بہرحال یہ تقریباً ملتے جلتے ہوتے
ہیں۔ لیکن مقام نہیں بتایا جا سکتا۔ یہ بہرحال خفیہ رہنا چاہیئے۔ میرے
خیال میں ان پوائنٹس پر معاہدہ ہو سکتا ہے" ——— عمران نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ ——— آپ بالکل درست کہہ رہے ہیں۔ ہمیں مقام
سے کوئی مطلب بھی نہیں۔ کیونکہ یہ انٹیلی جنس کا مسئلہ نہیں ہے۔
البتہ وقت اور حفاظتی انتظامات ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وقت کا حفاظتی
انتظامات سے بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے" ——— راجیش کا لہجہ اس
قدر مسرت سے بھرپور تھا کہ سب اسے واضح طور پر محسوس کر رہے
تھے۔

"لیکن وقت کے معاملے میں بھی ایک پوائنٹ قابل غور ہے۔
وقت تو آبدوز میں جانے کا بھی ہو سکتا ہے اور وہاں سے آنے کا
بھی۔ اور اس آبدوز کی کارکردگی چیک کرنے کا بھی۔ میرا مطلب ہے۔
وہ وقت جس وقت کارکردگی چیک کرنے کے لئے آبدوز کی مشینری
چالو کی جائے گی۔ ان میں سے کون سا وقت انٹیلی جنس کے لئے
فائدہ مند ہو سکتا ہے" ——— عمران نے کہا۔ اس کے ذہن میں ایک
خاکہ ابھر آیا تھا۔ اور اب وہ اس خاکے کو ذہن میں رکھ کر بات کو آگے
بڑھا رہا تھا۔

"ہمارا تعلق صرف جانے اور واپس آنے کے وقت سے ہی ہو
سکتا ہے۔ ہمیں کارکردگی چیک کرنے والے وقت سے کیا مطلب

ہو سکتا ہے" ——— راجیش نے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ اوکے۔ میں آج رات حکومت سے
تفصیلی بات کر کے کل کے دور میں اس بارے میں مزید بات کر
سکوں گا۔ میرے خیال میں ہماری آج کی بات چیت کا ضرور کوئی مثبت
نتیجہ نکل آئے گا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن اب
اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کیونکہ راجیش
کا آخری جواب اس کے خاکے میں فٹ نہ بیٹھا تھا۔

"اوہ ٹھیک ہے مسٹر اسلم رضا۔ مجھے خوشی ہے آج کی بات
چیت انتہائی مفید اور مثبت رہی ہے اب اس ابتدائی دور کو ختم
کیا جا سکتا ہے۔ کل دوسرا دور ہو گا" ——— راجیش نے کہا۔ اور
کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"شکریہ ——— ویسے اب ہمارا ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے تو پکا
ہو گیا ہے۔ مجھے تو اس بات پر خوشی ہو رہی ہے" ——— عمران
نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور راجیش وکرم ایک بار پھر
ہنس پڑا۔

"آپ کی رہائش ——— کا ہماری حکومت کی طرف سے خصوصی
بندوبست کیا گیا ہے۔ آیئے میں آپ کو وہاں چھوڑ آؤں" ———
راجیش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔

"وہاں کھانے کو بھی کچھ ملے گا۔ میری تو ساری آنتیں صرف
ایک ہی لفظ کا ورد کر رہی ہیں اور وہ لفظ آپ جانتے ہوں گے"

عمران نے کہا۔

" اوہ ——— یقیناً یقیناً " ——— راجیش نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر میٹنگ روم سے نکلا اور راہداری کراس کر کے پورچ میں آگیا۔ جہاں ایک جدید ماڈل کی سیلون کار موجود تھی۔

" اوہ ——— تم نے چیف اور سیکنڈ چیف دونوں کو مار ڈالا۔ فائر کرو۔ مار ڈالو ان کو " ——— دروازے سے داخل ہونے والے تین مسلح افراد میں سے ایک نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ایک جھٹکے سے سامنے فاصلے پر کھڑے ہوئے کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف کیا۔ لیکن اس کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ یک لخت صدیقی اپنی جگہ سے اچھلا اور عین اسی لمحے جبکہ چیخنے والے مسلح آدمی کی انگلی نے ٹریگر پر حرکت کی۔ صدیقی کسی عقاب کی طرح اڑتا ہوا وہاں پہنچا۔ اور اس نے زور سے مشین گن کی نال پر ہاتھ مارا۔ اور مشین گن کا رخ ایک جھٹکے سے بدل کر اس مسلح آدمی کے اپنے ساتھیوں کی طرف ہو گیا۔ لیکن چونکہ ٹریگر دب چکا تھا۔ اس لئے مشین گن اپنی مخصوص آواز سے چل

پڑی۔ اور اس کی آواز کے ساتھ ہی مسلح آدمی کی سائیڈ میں کھڑے
ہوئے اس کے دونوں ساتھی گولیوں کی بوچھاڑ میں نہا کر بُری طرح
چیختے ہوئے فرش پر جا گرے۔ جب کہ صدیقی کا زوردار دھکا
لگنے سے وہ آدمی اچھل کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور خود صدیقی
بھی اپنے ہی زور میں اس کے اوپر جا گرا تھا۔ اس آدمی نے دیوار
سے ٹکراتے ہی صدیقی کو پوری قوت سے واپس دھکیلا۔ ادھر
صدیقی اچھل کر پشت کے بل پیچھے فرش پر گرا۔ اور وہ آدمی صدیقی
کی طرح ہی اڑتا ہوا اس کے اوپر آ گرا۔ اور اس نے صدیقی کی ناک
پر زوردار ٹکر مار کر اسے بے بس کرنا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے
وہ اس طرح فضا میں اٹھتا گیا جیسے کسی کپڑے کو فرش سے اٹھایا
جاتا ہے اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک زوردار
چیخ نکلی اور اس کا جسم ایک زوردار جھٹکے سے اڑتا ہوا سر کے
بل فرش پر جا گرا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کی گردن
کی ہڈی ٹوٹی اور اس کا جسم مردہ چھپکلی کی طرح پہلو کے بل فرش
پر گرا۔ اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ یہ کیپٹن شکیل
تھا۔ جس نے صدیقی کے جسم پر گرنے والے آدمی کو گردن سے پکڑ
کر فضا میں اچھال کر فرش پر پھینک دیا تھا جب کہ نعمانی اور چوہان
نے اس دوران باقی مرنے والے دو افراد کی مشین گنوں پر قبضہ
کر کے دروازے کو کور کر لیا تھا۔ تاکہ مشین گن چلنے کی آواز کے
ساتھ ساتھ ان افراد کی چیخیں سن کر کوئی اور اچانک اندر نہ آ جائے۔
"ویل ڈن صدیقی ——— تمہاری پھرتی اور دلیری نے اس بار

واقعی ہماری جانیں بچا لی ہیں" ——— کیپٹن شکیل نے اس آدمی
کو پھینکنے کے ساتھ ہی صدیقی کو اٹھنے میں مدد دیتے ہوئے تحسین آمیز
لہجے میں کہا اور صدیقی مسکرا دیا۔

"میں نے سوچا کہ مرنا تو ہے ہی۔ کم از کم کوشش تو کر لی جائے۔
اور میری کوشش کامیاب رہی" ——— صدیقی نے مسکرا کر
بازو سے اپنے ناک سے بہنے والے خون کے چند قطرے صاف
کرتے ہوئے کہا۔

"دروازہ بند کر دو۔ میں اس کرم چند کو ہوش میں لے آتا ہوں۔
اب یہی ہماری ڈھال بنے گا۔ ورنہ ہم اس لیبارٹری کے اندر موجود
ہیں۔ اور یہاں سے نکل جانا انتہائی مشکل ہے" ——— کیپٹن شکیل
نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور تھیلے کے اندر سائیڈ میں موجود ایک چھوٹی
سی شیشی نکال کر اس کا ڈھکنا کھولا اور شیشی کا منہ فرش پر بے ہوش
پڑے ہوئے کرم چند کی ناک سے لگا دیا۔ اس کے بعد اس نے
شیشی بند کی اور اسے تھیلے میں ڈال کر اس نے تھیلا واپس اپنی پشت
پر لٹکا لیا۔ جب کہ اس دوران صدیقی نہ صرف تیسری مشین گن اٹھا چکا
تھا۔ بلکہ اس نے باقی تھیلے بھی اٹھا کر اپنے ساتھیوں تک پہنچا دیئے
تھے۔

"یہ ابھی چند لمحوں میں ہوش میں آ جائے گا" ——— کیپٹن شکیل
نے کرم چند کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ اور وہی ہوا۔ چند لمحوں
بعد ہی کرم چند کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور وہ اس طرح اٹھ
کر بیٹھ گیا جیسے اس کی کمر میں ہڈیوں کی جگہ سپرنگ فٹ ہوں۔

ایک لمحے کے لئے تو اس کی آنکھوں میں شعور کی کیفیت غائب رہی لیکن دوسرے لمحے شعور کی مخصوص چمک ابھر آئی۔

"یہ کیا ـــ کیا ہو گیا" ـــ کرم چند کے منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے وہ اس بدلی ہوئی سچویشن پر انتہائی حیران ہو۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ کرم چند۔ ادھر دیکھ لو۔ کہ تمہارے ساتھی کرشن کے ساتھ تین افراد کی لاشیں بھی اس کمرے میں موجود ہیں۔ اس لئے کوئی غلط حرکت نہ کرنا ہمارے لئے ان لاشوں میں ایک اور کے اضافے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا" ـــ کیپٹن شکیل نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے غرا کر کہا۔ اور کرم چند اس طرح ہونٹ بھینچتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا جیسے اسے اب تک اس سچویشن کی تبدیلی پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"یہ ـــ یہ کیسے ہو گیا۔ تم تو بندھے ہوئے تھے پھر یہ کیسے ہو گیا" ـــ کرم چند نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کرم چند ـــ تم اس موقع پر اپنے ذہن پر زور مت ڈالو تم اب بوڑھے ہو گئے ہو۔ ورنہ میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم اتنی آسانی سے قابو میں نہ آتے" ـــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ ـــ کیا مطلب۔ ارے ہاں۔ تم نے تو پی۔ تھرٹی کا حوالہ بھی دیا تھا۔ کون ہو تم" ـــ کرم چند نے بری طرح چونکتے ہوئے کیپٹن شکیل کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"اگر تمہیں ہارڈ لائن والا کیس یاد ہو تو تمہیں یاد آ جائے گا۔ کہ

ایکوراما جزیرے پر میں تمہارا مہمان رہا تھا اور پھر یہ جزیرہ اپنی خفیہ مشینری کے ساتھ ہی سمندر میں ہمیشہ کے لئے ڈوب گیا تھا" ـــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم شکیل ہو۔ کیپٹن شکیل۔ پاکیشیا نیوی سروس کے سب سے خطرناک ایجنٹ۔ اوہ اوہ۔ اب مجھے یاد آ گیا۔ تمہارا قد و قامت۔ تمہارا انداز۔ اوہ۔ میں پہلے بھی سوچ رہا تھا۔ کہ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ جیسے میں نے تمہیں پہلے دیکھا ہو۔ اوہ کاش۔ مجھے پہلے یاد آ جاتا" ـــ کرم چند نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

"تب بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہرحال اب تمہیں یاد آ گیا ہے تو تم میری طبیعت اور عادت سے بھی واقف ہو گے کہ تمہاری اس لیبارٹری کو سمندر کی تہہ میں ہمیشہ کے لئے دفن کر دینا میرے لئے کوئی نیا کام نہیں ہے" ـــ کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں ـــ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ نہیں ہو سکتا۔ تم مجھے ختم کر سکتے ہو لیکن اس لیبارٹری کو نہیں" ـــ کرم چند نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کرم چند کہ تم انتہائی حد تک وطن پرست ہو۔ اور تم اس لیبارٹری کی تباہی سے مرجانا زیادہ پسند کرو گے۔ لیکن ساتھ ساتھ تم یقیناً یہ سمجھ رہے ہو گے کہ ہم اس لیبارٹری میں بغیر کسی تیاری کے نہیں آئے ہوں گے۔ یہ تو اتفاق ہے کہ

میرے ایک ساتھی کے آکسیجن سلنڈر میں گڑبڑ ہو گئی اور اس
طرح تمہیں ہم پر ہاتھ اٹھانے کا موقع مل گیا" ۔۔۔ کیپٹن شکیل
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
" اوہ ۔ تو کیا تم لیبارٹری کو تباہ کرنے آئے ہو۔ اگر ایسا ہے
تو تم ناکام رہو گے۔ یہ لیبارٹری کوئی عام لیبارٹری نہیں ہے"
کرم چند نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں
سختی کا عنصر بھی موجود تھا۔
" مجھے اس لیبارٹری سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں البتہ اگر میرا
مقصد پورا نہ ہوا تو پھر تم اس لیبارٹری کے چیف آفیسر ہو تو تمہیں
یہ بھی معلوم ہوگا کہ ایکسپورٹو تھرٹین کی طاقت کتنی ہوتی ہے" ۔۔۔
کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں کہا۔
" ایکسپورٹو تھرٹین ۔۔۔ اوہ ۔ لیکن مجھے نہیں معلوم تم کیا کہہ
رہے ہو" ۔۔۔ کرم چند بات کرتے کرتے یک لخت بدل گیا
اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔
" کیوں بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو کرم چند۔ تم مجھے اچھی طرح
جانتے ہو۔ میں تم سے سیدھی بات کر رہا ہوں۔ مجھے پاکیشیا
کی ایٹمی آبدوز سے حاصل کی گئی انونٹری گرپ چاہیئے۔ بولو گرپ
مجھے دیتے ہو یا پھر لیبارٹری کی تباہی کا خطرہ مول لیتے ہو۔ ہاں یا نہ
میں جواب دو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے" ۔۔۔ کیپٹن
شکیل نے براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔
" انونٹری گرپ ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ہمارا کسی انونٹری گرپ

سے کیا تعلق۔ اس لیبارٹری میں ایٹمی آبدوز کے بارے میں
کوئی مشین موجود نہیں ہے۔ یہاں تو تارپیڈو پر ریسرچ کی جاتی
ہے" ۔۔۔ کرم چند نے اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
" او۔کے۔ نہیں دینا چاہتے تو تمہاری مرضی۔ ہم خود ہی ڈھونڈھ
لیں گے۔ ویسے اتنا بتا دوں کہ تمہارا آر۔ ٹی۔ ون ہمارا آدمی ہے۔
اور اس کے کہنے کے مطابق یہ گرپ یہاں لیبارٹری میں بھیجی گئی
ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔
" اوہ نہیں ۔۔۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ میں کہہ رہا ہوں ہمارے
پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے" ۔۔۔ کرم چند نے صاف جواب
دیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔
کیپٹن شکیل نے یک لخت اس کے سینے پر زور سے مکہ مارا
کرم چند چیخ پڑا اور پشت کے بل فرش پر جا گرا۔
" خبردار ۔۔۔ اب ہلنا مت" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے پاس
کھڑے صدیقی کے ہاتھ سے مشین گن لے کر اس کی نال نیچے
فرش پر پڑے کرم چند کے سینے سے لگاتے ہوئے غرا کر کہا۔
" میں کہہ رہا ہوں کہ ......" ۔۔۔ کرم چند نے کہنا شروع
کیا۔
" خاموش رہو۔ صرف ہاں یا نہ۔ دو میں سے ایک لفظ بولو۔
تیسرا کوئی لفظ تمہاری زبان سے نکلا تو سینہ چھلنی کر دوں گا" ۔۔۔
کیپٹن شکیل کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔ اس کی نظریں کرم چند

کی نظروں سے ملی ہوئی تھیں۔

"ہاں" ——— کرم چند نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اسے اب پچھتاوا ہو رہا ہو کہ اس نے یہ لفظ کیوں کہا۔

"اگر تم نہ کہتے یا تیسرا لفظ بولتے تو اب تک تم عالم ارواح میں پہنچ چکے ہوتے۔ میری تم سے براہِ راست کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہمیں ہماری چیز واپس کر دو اور ہم یہاں سے چلے جائیں گے" ——— کیپٹن شکیل نے مشین گن کی نال ہٹاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس بار اس کا لہجہ نرم تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دے دیتا ہوں" ——— کرم چند نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں اچانک چمک ابھر آئی تھی۔ اور کیپٹن شکیل دو قدم پیچھے ہٹتا گیا۔ اس کے ساتھ ہی کرم چند اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"چلو میرے ساتھ" ——— کرم چند نے رکتے ہی کہا۔

"تم پھر بچوں والی بات کر رہے ہو۔ میں نے تمہاری آنکھوں میں ابھرنے والی چمک دیکھ لی ہے۔ اس طرح میں نے تمہارے ذہن میں ابھرنے والا خیال بھی پڑھ لیا ہے۔ تم نے یہی سوچا ہے کہ اس سچویشن سے نکلنے کے بعد تم ہمیں مختلف انداز میں ڈیل کر دو گے۔ لیکن تم جو کچھ سوچ رہے ہو ایسا ہونا ناممکن ہے۔ ہم یہاں سے اس وقت تک باہر نہیں جائیں گے جب تک گرپ

یہاں نہیں آجاتی" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہاں کیسے آئے گی۔ اب تم بچوں والی خود بات کر رہے ہو۔ اصل لیبارٹری نیچے ہے۔ اوپر کا حصہ انتظامی حصہ ہے۔ اور دونوں حصوں کے درمیان صرف ایک فون سے رابطہ قائم ہو سکتا ہے۔ اور وہ فون میرے دفتر میں ہے" ——— کرم چند نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہاں اوپر کتنے آدمی ہیں" ——— کیپٹن شکیل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"زیادہ آدمی نہیں ہیں۔ بس چالیس پچاس ہوں گے۔ لیکن وہ سب اپنی ڈیوٹی پر ہیں۔ جنوبی سائیڈ پر یہی تین آدمی تھے۔ جنہیں تم نے ہلاک کر دیا ہے۔ اس لئے تم یہاں اطمینان سے کھڑے ہو۔ ورنہ......" کرم چند نے خشک لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو اپنے دفتر۔ ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں۔ لیکن یہ سوچ لینا کہ تمہاری زندگی کا دارومدار ہماری زندگیوں پر ہے ہمارے ساتھ جو ہو گا سو ہو گا لیکن تم ہم سے پہلے مر جاؤ گے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جب میں نے ہاں کہہ دی ہے تو پھر یہ ہاں ہی رہے گی" ——— کرم چند نے جواب دیتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نعمانی نے دروازہ کھولا اور پھر کرم چند سب سے پہلے باہر نکلا۔ اس کے پیچھے کیپٹن شکیل اور پھر باقی ساتھی دروازے سے باہر آ گئے۔ یہ ایک طویل راہداری تھی۔ جس کے اختتام پر ایک اور راہداری تھی۔ کرم چند انہیں لئے ہوئے مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے

کے دروازے پر پہنچا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ کیپٹن شکیل اس کے ساتھ سائے کی طرح چمٹا ہوا تھا۔ کمرہ واقعی دفتر کے انداز میں بنا ہوا تھا۔ اس لئے کیپٹن شکیل مطمئن ہو گیا تھا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اندر آ گئے۔ اور انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ راستے میں ان کی مڈبھیڑ کسی سے نہ ہوئی تھی۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھے۔ میز پر تین رنگوں کے ٹیلی فون اور ایک انٹرکام موجود تھا۔ کرم چند نے آگے بڑھ کر سرخ رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کیپٹن شکیل اس کے بالکل قریب تھا۔ جب کہ باقی ساتھی اس کے گرد اس انداز میں کھڑے تھے کہ اگر کرم چند کوئی غلط حرکت کرنا چاہیے تو اسے فوری طور پر روکا جا سکے۔

"یس — چیف انجینئر مارک سپیکنگ" — چند لمحوں بعد رسیور سے ایک چیختی ہوئی آواز نکلی۔

"کرم چند بول رہا ہوں چیف آفیسر" — کرم چند نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"جی فرمایئے" — دوسری طرف سے اس بار نرم لہجے میں پوچھا گیا۔

"آپ کے پاس پاکیشیا کی ایٹمی آبدوز کی انونٹری گروپ موجود ہے" — کرم چند نے پوچھا۔

"پاکیشیا کی ایٹمی آبدوز کی انونٹری گروپ — کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں" — دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے

میں حیرت نمایاں تھی۔

"آر۔ ٹی۔ ون نے اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا کی ایٹمی آبدوز کی انونٹری گروپ یہاں بھیجی گئی ہے" — کرم چند نے کہا۔

"اوہ نہیں — ہمارا ایٹمی آبدوز کی انونٹری گروپ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او۔ کے۔ تھینک یو" — کرم چند نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب تمہیں یقین آ گیا کیپٹن شکیل" — کرم چند نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر تم نے ہاں کیوں کی تھی" — کیپٹن شکیل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ مجھے تمہاری فطرت کا اندازہ ہے۔ تم نے یہ یقین کر رکھا تھا کہ وہ یہاں ہے اور میں تمہیں جان کر نہیں دے رہا لیکن اب میں نے تمہارے سامنے بات کی ہے۔ اگر چاہو تو تم خود بات کر لو" — کرم چند نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ یہ بتاؤ کہ اور کونسی ایسی لیبارٹری ہو سکتی ہے جہاں یہ گروپ بھیجی جا سکے" — کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مجھے کسی لیبارٹری کا کوئی علم نہیں ہے کیپٹن شکیل۔ اگر ہو گی تو کوئی خفیہ لیبارٹری ہو گی" — کرم چند نے جواب دیا۔

"او کے ـــــ اب تم ہمارے ساتھ چلو اور ہمیں ساحل تک بحفاظت پہنچا دو۔ اس کے بعد تم واپس آ سکتے ہو" ـــــ کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کا سارا منصوبہ ہی فیل ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو" ـــــ کرم چند نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور دوبارہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"صفدر ـــــ صفدر ہوش میں آؤ" ـــــ صفدر کے کانوں میں جیسے دور سے جولیا کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی صفدر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

"مجھے افسوس ہے صفدر۔ میں نے غلطی سے تم پر وار کر دیا تھا۔ تم ایک اجنبی کار میں آئے تھے۔ اس لئے میں سمجھا کہ تم دشمن کے آدمی ہو" ـــــ پاس کھڑے تنویر نے بڑے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اب تمہارے مارنے کے لئے میں ہی رہ گیا ہوں شاید" صفدر نے سر پر ابھرے ہوئے گومڑ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا کر کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"ویسے آج مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہارا سر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سخت ہے۔ ورنہ جتنی قوت سے میں نے پہلا وار کیا تھا

"کوئی اور ہوتا تو پہلے وار میں ہی چیں بول جاتا" ـــــ تنویر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"چیں تو اب بھی بول گیا ہوں۔ لیکن ذرا ڈھیٹ تم سے زیادہ
ہوں۔ بہرحال چھوڑو۔ غلطی مجھ سے بھی ہوئی۔ مجھے بھی سر اندر
کرنے سے پہلے اپنی شناخت کرانی چاہیئے تھی۔ وہ کار کہاں
ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔
"وہ بھی پورچ میں موجود ہے۔ ہم نے سب لاشوں کو چھپا دیا
ہے۔ تاکہ پولیس آئے تو اسے کوئی چیز نظر نہ آئے۔ البتہ رام چند
نیچے تہہ خانے میں موجود ہے۔ ناٹران اس سے پوچھ گچھ کر رہا ہے۔"
جولیا نے کہا۔
"یہ کار رام چند کی ہی ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔ اور پھر اس
نے کار تک پہنچنے اور اس کے اندر موجود ریوونگ سیٹ سے
آواز سننے تک ساری تفصیل بتا دی۔
"اب رام چند کا کیا کرنا ہے۔ ناٹران کہہ رہا تھا کہ رام چند شاگل
کا خاص آدمی ہے۔ اس سے شاگل کے خفیہ مشن کے بارے
میں معلوم کیا جا سکتا ہے" ـــــ جولیا نے کہا۔
"میں خود چلتا ہوں ـــــ آؤ" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔
"میں یہاں رکتا ہوں۔ تاکہ نگرانی کی جا سکے۔ تم لوگ تہہ خانے
میں جاؤ" ـــــ تنویر نے کہا۔
اور صفدر کے سر ہلانے پر جولیا صفدر کو ہمراہ لے کر کمرے

کے دروازے سے نکل کر راہداری میں دائیں طرف مڑ گئی۔ تھوڑی
دیر بعد وہ سیڑھیاں اتر کر ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے۔
یہاں رام چند ایک کرسی پہ بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ وہ ہوش میں تھا۔
لیکن اس کی گردن ابھی تک ٹیڑھی ہی تھی۔
"یہ کہہ رہا ہے کہ اسے شاگل کے کسی خفیہ مشن کا علم نہیں ہے"
ناٹران نے صفدر کے اندر آتے ہی مڑ کر کہا۔
"تو پھر یہ بے کار آدمی ہوا۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کا فائدہ
اسے گولی مار کر ایک طرف کرو" ـــــ صفدر نے بڑے بے نیازانہ
لہجے میں کہا۔
اور ناٹران نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ریوالور نکال لیا۔
"ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ مجھے واقعی معلوم نہیں ہے۔ میں درست
کہہ رہا ہوں" ـــــ رام چند نے ان کے چہروں پر موجود سرد
مہری دیکھ کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور صفدر نے ہاتھ اٹھا
کر ناٹران کو روک دیا۔
"تو پھر وہ آدمی بتاؤ جسے معلوم ہے" ـــــ صفدر نے
خشک لہجے میں کہا۔
"اس بار واقعی کسی کو معلوم نہیں ہے" ـــــ رام چند
نے جواب دیا۔
"اوکے ـــــ پھر میرا خیال ہے۔ تمہارا وجود عدم وجود
ہمارے لئے بے کار ہے۔ اس لئے تم تو چھٹی کرو۔ ہم شاگل کو
خود ڈھونڈھ لیں گے۔ ناٹران رام چند ہمارا ہم پیشہ ہے۔ اس

لئے اس کی موت آسان ہونی چاہیئے - اس کی کنپٹی پر ریوالور رکھ کر
ٹریگر دبا دو" ـــــ صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور ناٹران
سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا - اور اس نے بھی بڑی سرد مہری سے
آگے بڑھ کر ریوالور کی نال رام چند کی کنپٹی سے لگا دی۔

" تم لوگ چاہتے کیا ہو - سنو - مجھے مارنے سے تمہیں کیا
فائدہ ملے گا" ـــــ رام چند نے دہشت زدہ لہجے میں کہا۔
کیونکہ اس نے صفدر اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر جو سرد مہری
دیکھی تھی اس سے وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ واقعی اسے ہلاک کر دیں گے۔

" ہم نے کچھ باتیں شاگل سے فوری طور پر پوچھنی ہیں - ایسی باتیں
جو شاید وہ تمہیں بھی نہ بتائے گا" ـــــ صفدر نے خشک لہجے
میں کہا۔

" اوہ - نہیں ـــــ شاگل مجھ سے کچھ نہیں چھپاتا۔ تم مجھے مت
مارو میں اس سے پوچھ کر تمہیں بتا دوں گا۔ مجھ پر یقین کرو" ـــــ رام چند
نے جلدی سے کہا - اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" کیوں بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو رام چند - اگر تم زندگی حاصل
کرنا چاہتے ہو تو ہمیں بتا دو کہ شاگل کہاں ہے - دوسری کوئی صورت
تمہارے پاس نہیں ہے - اور سنو - ہم مزید وقت ضائع نہیں کر
سکتے - اس لئے جو کچھ کہنا ہے آخری بار کہہ دو" ـــــ صفدر نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" شاگل واقعی کسی خفیہ مشن پر گیا ہے - اور اس بار وہ کسی کو
بتا کر نہیں گیا - لیکن ایک بات بتا سکتا ہوں کہ جب شاگل واپس

آئے گا تو وہ سب سے پہلے ہیڈ کوارٹر ہی آئے گا۔ تم یقین کرو۔
میں سچ کہہ رہا ہوں - اوہ - مجھ پر یقین کرو - اچھا سنو - میں ایک
اور ٹپ دیتا ہوں - تم بے شک کوشش کر لو - شاگل کے اس خفیہ
مشن کے بارے میں اگر کسی کو پتہ ہو سکتا ہے تو وہ وزیر اعظم صاحب
کے ریکارڈ سیکرٹری بشن داس کو ہو سکتا ہے - ایسے مشن کا ریکارڈ
وہی رکھتا ہے" ـــــ رام چند نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" یہ بشن داس کہاں ملے گا" ـــــ صفدر نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

" اس وقت وہ اپنی رہائش گاہ پر ہوگا - تھرٹی ون ٹاپ
کالونی" ـــــ رام چند نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

" اوکے ـــــ شکریہ - لیکن چونکہ تم نے ہمیں ہلاک کرنے
کے لئے اپنی طرف سے پوری کارروائی کی تھی - اس لئے تم کسی
رحم کے مستحق نہیں ہو - ناٹران ڈاؤن کرو" ـــــ صفدر نے
کہا۔

" رک ـــــ رک جاؤ" ـــــ رام چند نے دہشت زدہ لہجے
میں چیختے ہوئے کہا - لیکن ناٹران نے بڑے اطمینان سے ٹریگر دبا
دیا - اور دھماکے کے ساتھ ہی رام چند کی کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں
میں تبدیل ہو گئی۔

" اس کی موت ضروری تھی مس جولیا - اس نے ناٹران کو بھی
دیکھ لیا تھا - اور ہمیں بھی" ـــــ صفدر نے جولیا کی طرف مڑتے

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھتی ہوں۔ لیکن اب کیا کرنا ہے"۔۔۔۔ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے شاگل کے اس خفیہ مشن کے بارے میں اس کے ہیڈ کوارٹر میں واقعی کسی کو علم نہیں ہے۔ البتہ بشن داس والی ٹپ اچھی ہے"۔

"اگر اسے چیک کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں اُسے اغوا کر لیتا ہوں"۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"اس کی کوٹھی میں کتنے آدمی ہوں گے"۔۔۔۔ اس بار جولیا نے پوچھا۔

"میں اسے جانتا ہوں وہ بوڑھا آدمی ہے۔ اور رنڈوا ہے۔ اس کی بیوی عرصہ پہلے فوت ہو چکی ہے اور اس کے بعد اس نے شادی نہیں کی"۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"میں نے تم سے اس کے خاندانی حالات تو نہیں پوچھے"۔۔۔۔ جولیا نے انتہائی خشک سے لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری میڈم۔ میں دراصل یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ اس کی کوٹھی میں سوائے ملازموں کے اور کوئی نہیں ہوتا"۔۔۔۔ ناٹران نے جلدی سے کہا۔ اسے ایکسٹو کی طرف سے حکم مل چکا تھا کہ اس نے جولیا کے حکم کی مکمل پابندی کرنی ہے۔

"کتنے ملازم ہوں گے"۔۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

"سرکاری گارڈ کے دو سپاہی اور زیادہ سے زیادہ تین ذاتی ملازم ہوں گے"۔۔۔۔ ناٹران نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ ہم وہاں جائیں گے"۔۔۔۔ جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"لیکن اگر آپ چاہیں تو اسے یہیں بھی اغوا کر کے لایا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"مسٹر ناٹران۔ میں ایکسٹو کے بعد سیکنڈ چیف ہوں۔ سمجھے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ میں احمق ہوں۔ میں نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم یہ کوٹھی فوری طور پر چھوڑ رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم یہاں صرف تمہاری ٹیم سے کام کروانے نہیں آئے۔ تیسری بات یہ ہے کہ بشن داس کافرستان کے وزیر اعظم کا سیکرٹری ہے۔ انتہائی اعلیٰ ترین عہدیدار ہے۔ اس کے اغوا کی خبر فوراً پھیل جائے گی اور پورے کافرستان کی پولیس۔ انٹیلی جنس حرکت میں آ جائے گی۔ چوتھی بات یہ کہ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم اس طویل چکر میں وقت ضائع کریں"۔۔۔۔ جولیا نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری میڈم۔ واقعی میری بات غلطی تھی"۔۔۔۔ ناٹران نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"تم ہمارے لئے رہائش ارینج کرو۔ اگر موجود ہو تو ہمیں اس

کا پتہ دے دو۔ اور تم خود جا کر ہیڈ کوارٹر سے معلوم کراؤ۔ ایسا نہ ہو کہ شاگل واپس آگیا ہو۔ اور ہم اسے تلاش کرنے کے لئے ٹکریں مارتے رہیں" ۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"رہائش کے لئے کنگ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ موجود ہے۔ آپ کے لئے انتہائی مناسب رہے گی۔ وہاں میرا آدمی موجود ہے۔ میں اسے فون پر اطلاع کر دوں گا" ۔۔۔۔ ناٹران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ اب رہ گیا ان لوگوں کی لاشوں اور ان کی ویگن اور کار کی بات۔ تو یہ تمہارا مسئلہ ہے۔ ہم تینوں اپنی کار میں ٹاپ کالونی جا رہے ہیں" ۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ صفدر اور تنویر بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

"تم ان لوگوں سے کیا پوچھنا چاہتے ہو" ۔۔۔۔ سوپر فیاض نے راجیش وکرم کے جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اسے شاید سر رحمان کی ہدایات کا خیال آگیا تھا کہ وہ یہ لازماً معلوم کر کے آئے کہ عمران ساتھ کیوں جانا چاہتا تھا۔

"میں نے جو کچھ پوچھا ہے تمہارے سامنے پوچھا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے اپنے کوٹ کی چھوٹی جیب سے ایک جدید ساخت کا گائیگر نکالا اور تیزی سے سارے کمرے کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ فیاض خاموش کھڑا حیرت بھرے انداز میں اسے دیکھتا رہا۔ جب گائیگر کمرے اور ملحقہ غسل خانے کی چیکنگ کے دوران خاموش رہا تو عمران نے گائیگر جیب میں ڈالا اور مسکراتا ہوا ایک سائیڈ پر رکھے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹیلی فون سیٹ اٹھا کر نہ

صرف غور سے دیکھا بلکہ اس نے اس کی تار اور اس سے منسلک ڈبیا کو کھول کر بھی اسے اچھی طرح چیک کیا لیکن سب کچھ معمول کے مطابق تھا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کیا راجیش وغیرہ مجرم ہیں یا ہم مجرم ہیں۔ ہم سرکاری عہدے دار ہیں"۔۔۔۔ فیاض سے جب نہ رہا گیا تو وہ غصے سے چیخ پڑا۔

"سرکاری عہدے دار نہیں اہل کار کہو۔ اب عہدیداروں کو اہل کار کہا جاتا ہے۔ اور کار تمہارے پاس نہیں ہے غیروں کی ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ تم یہاں اہل کار نہیں ہو۔ اور جب اہل کار نہیں ہو تو سرکاری عہدے دار بھی نہیں ہو سکتے" عمران کی زبان چل پڑی۔ لیکن ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"این سپیکنگ"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز آئی۔

"میں نے اپنے دوست کا نام تبدیل کر دیا ہے۔ دراصل مجھے اس کا نام پسند نہیں ہے۔ اب بھلا یہ کیا نام ہوا فیاض، حالانکہ فیاض صاحب بے حد کنجوس آدمی ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں اگر اس کا نام تبدیل کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے"۔۔۔۔ عمران نے فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

"اوہ۔۔۔ آپ کا نام"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ناٹران

کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میرا نام اسلم رضا ہے۔ اور مجھے یہ نام بے حد پسند ہے۔ اس لئے تم میری فکر چھوڑو۔ فیاض کا نام تبدیل کرانے کی کارروائی کرو۔ میں نے سنا ہے کہ نام تبدیل کرانے کے لئے تمہارے پاس سپیشل مشین ہے۔ ایک طرف سے پرانا نام ڈالو تو فوراً دوسری طرف سے نیا نام بن سنور کر نکل آتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔ ناٹران نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کون تھا۔ اور تم کیا بکواس کر رہے تھے"۔۔۔۔ فیاض نے بری طرح سٹپٹاتے ہوئے کہا۔ اس کی سمجھ میں تو عمران کا ایک لفظ بھی نہ آیا تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اس نے کوڈ ورڈز میں ناٹران کو سپیشل ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کی ہدایت دے دی ہے۔ اور یہ ساری باتیں صرف احتیاط کے طور پر ہوئیں تاکہ اگر کہیں سے یہ کال سنی بھی جا رہی ہو۔ تب بھی کوئی اس کا مطلب نہ سمجھ سکے۔

چند لمحوں بعد عمران کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی پر ایک نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور عمران سمجھ گیا کہ سپیشل ٹرانسمیٹر پر ناٹران اسے کال کر رہا ہے۔ اس نے جلدی سے بٹن دبا دیا۔

"ناٹران بول رہا ہوں عمران صاحب اوور"۔۔۔۔ بٹن دبتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ مس وغیرہ کے بارے میں کوئی اطلاع

اوور" ——— عمران نے جان بوجھ کر سوپر فیاض کے سامنے جولیا کا نام نہ لیا تھا۔

" وہ یہاں کے چیف کو ڈھونڈھ رہے ہیں۔ چیف کسی خفیہ مشن پر گیا ہوا ہے۔ اور اس کے ہیڈ کوارٹر میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں گیا ہے۔ اس کے ایک آدمی نے ٹپ دی ہے۔ اس لئے مس وغیرہ اس ٹپ پر گئے ہیں اوور" ——— ناٹران بھی عمران کا اشارہ سمجھ گیا۔ کہ عمران کسی وجہ سے کھل کر بات نہیں کر رہا۔ اس لئے اس نے بھی گول مول بات کی۔

" اچھا۔ جب بھی مس وغیرہ آئیں۔ تم انہیں کہہ دینا کہ وہ نام تبدیل کرنے والی مخصوص مشین آن کر دیں اوور" ——— عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے اوور" ——— ناٹران نے جواب دیا۔

اور اس کے ساتھ ہی عمران نے بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس بار اس نے سپیشل ٹرانسمیٹر کا سلسلہ کیا تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ شاگل وغیرہ عام ٹرانسمیٹر کی کال کیچ کر سکتے ہیں۔ لیکن سپیشل ٹرانسمیٹر کا صرف رسیونگ سیٹ اس کے پاس تھا۔ ٹرانسمیٹر اس نے اپنے پاس نہ رکھا تھا تاکہ وہ یہاں کی انٹیلی جنس کی نظروں میں مشکوک نہ ہو جائے۔ اس کی اطلاع کے مطابق شاگل نے بھی پاکیشیا سے آنے والے وفد کی نگرانی کرنی تھی۔ اس لئے اس نے یہ چکر چلایا تھا۔ لیکن ابھی تک کوئی آدمی ایسا اسے نظر نہ آیا تھا۔

" میں آرام کرنے جا رہا ہوں۔ تم تو نجانے کن چکروں میں ہو" ——— سوپر فیاض نے بور ہو کر کہا۔ اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ وہ خود بھی تنہائی میں سوچنا چاہتا تھا۔ راجیش وکرم سے بات چیت میں گو اسے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ اصل بات کا تعلق اس ایٹمی آبدوز سے ہے۔ لیکن راجیش وکرم نے جس طرح وقت کے بارے میں توجہ نہ دی تھی۔ اس سے اس کا ذہنی طور پر تیار کردہ خاکہ درہم برہم ہو گیا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ ان لوگوں نے انونٹری گرپ اس لئے اڑائی ہے تاکہ اس کی جگہ نقلی گرپ لگائی جا سکے اور اس طرح شوگران کے صدر کو پاکیشیا کے ماہرین کی کارکردگی سے مایوس کر دیا جائے۔ لیکن اس کے لئے ضروری تھا کہ انہیں اس گرپ کے آن کرنے کا صحیح وقت معلوم ہوتا کہ وہ اس نقلی گرپ کو عین اسی لمحے آپریٹ کر سکیں ورنہ تو نقلی گرپ لگنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن وقت کے متعلق ان کی بے نیازی سے اس کا یہ خیال غلط ہو گیا تھا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ اور پہلے اس نے پاکیشیا کے فارن کال کے مخصوص نمبر ڈائل کئے اور پھر تیزی سے ایڈمرل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس ——— پی اے۔ ٹو ایڈمرل" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

" ایڈمرل صاحب سے بات کرائیں۔ انہیں کہیں کہ خاص نمائندے سے بات کریں۔ اس خاص نمائندے سے جن کا

والہ انہیں پہلے دیا گیا تھا" ___ عمران نے الجھے ہوئے لہجے
میں کہا۔ سچویشن ایسی تھی کہ وہ کھل کر بات نہ کر سکتا تھا۔
"ایڈمرل بول رہا ہوں۔ کون نمائندہ بول رہا ہے اور کس کا
نمائندہ" ___ ایڈمرل کی سخت آواز سنائی دی۔
"نام لینا ضروری نہیں ہے۔ آپ نے مسر کنگ کو انکار کیا تھا۔
تو پھر باس نے آپ سے بات کی تھی۔ اور آپ نے آبدوز کے
بارے میں بات کی تھی۔ میں اس کا نمائندہ بول رہا ہوں" ___ عمران
نے کہا۔
"اوہ ___ اچھا اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ جی فرمائیے" ___ ایڈمرل
کا لہجہ یک لخت بدل گیا تھا۔
"آپ فوراً یہ معلوم کر کے بتائیں کہ آبدوز کی انونڑی گرپ موجود
ہے یا نہیں" ___ عمران نے کہا۔
"آبدوز کی انونڑی گرپ ___ کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہیں"
ایڈمرل نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔
"جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتائیں۔ میرے پاس آپ کو سبق پڑھانے
کے لئے وقت نہیں ہے" ___ عمران نے انتہائی سخت لہجے
میں کہا۔
"وہ تو موجود ہے۔ آبدوز واپس آکر جنرل چیکنگ کے لئے
سپیشل ڈیک پر بھیج دی گئی تھی۔ اور ابھی آپ کے فون سے چند لمحے
پہلے مجھے اس کی چیکنگ رپورٹ ملی ہے۔ اس رپورٹ میں انونڑی
گرپ موجود ہے" ___ ایڈمرل نے کہا۔

"موجود ہے ___ کیا مطلب۔ کیا وہ غائب نہیں ہوئی" ___
عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"غائب نہیں جناب۔ وہ کیسے غائب ہو سکتی ہے۔ وہ تو موجود
ہے" ___ ایڈمرل نے جواب دیا۔
"آپ نے پہلی بار کب چیک کیا تھا اسے" ___ عمران نے
حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"اس کے آتے ہی اور آج بھی چیک ہوئی ہے" ___ ایڈمرل
نے جواب دیا۔
"اس آبدوز کے چیف انجینئر کا نام لیاقت علی آپ نے بتایا
تھا۔ وہ اس وقت کہاں ہے" ___ عمران نے پوچھا۔
"اوہ۔ لیاقت علی کو قتل کر دیا گیا ہے۔ پولیس تفتیش کر رہی
ہے" ___ ایڈمرل نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔
"کب" ___ عمران نے جان بوجھ کر پوچھا۔
"دو روز قبل سر" ___ ایڈمرل نے جواب دیا۔
"کیا ان کے قتل سے پہلے بھی یہ انونڑی گرپ چیک ہوئی
تھی" ___ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔
"جی ہاں۔ میں نے بتایا ہے کہ واپسی پر آبدوز کو سیدھا سپیشل
ڈیک میں لے جایا گیا اور ابتدائی چیکنگ کی رپورٹ تیار ہوئی۔
بعد پھر ایک ایک حصے کی تفصیلی رپورٹ تیار ہوتی رہی۔ آج فائنل
چیکنگ مکمل ہو گئی۔ لیاقت علی تو بعد میں قتل ہوئے ہیں" ___
ایڈمرل نے جواب دیا۔

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی آدمی نے اصلی انونٹری گرپ کی بجائے نقلی انونٹری گرپ لگا دی ہو" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ سر۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ کوئی غلط آدمی انجنیئرنگ ہیڈ کوارٹر میں ہی داخل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہو بھی جائے تو پھر سپیشل ڈیک میں داخلہ تو ناممکن ہے" ـــــ ایڈمرل نے جواب دیا۔

"کیا آپ اس کال کے ذریعے میری کسی ایسے آدمی سے بات کرا سکتے ہیں جو مجھے ابھی چیک کر کے بتائے کہ انونٹری گرپ موجود ہے وہ اصل ہے یا نقل" ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں ـــــ سپیشل ڈیک کے سب انجنیئر جانسن سے بات ہو سکتی ہے۔ اس وقت وہ ڈیوٹی پر ہے۔ اور وہ اس فیلڈ کا ماہر بھی ہے" ـــــ ایڈمرل نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ اس سے بات کراؤ" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہولڈ آن کریں" ـــــ دوسری طرف سے ایڈمرل نے کہا۔ اور عمران خاموش ہو گیا۔ لیکن اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔ وہ اب سوچ رہا تھا کہ اگر انونٹری گرپ اصل موجود ہے تو اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ لیاقت علی نے اسے ڈاج دیا ہے۔ جس طرح اس نے پہلی کہانی غلط بتائی تھی۔ اسی طرح دوسری بھی غلط بتائی۔ اور وہ نفسیاتی طور پر ڈاج کھا گیا کہ دوسری کہانی سچی ہو گی۔ اور اب لیاقت علی بھی ختم ہو چکا تھا اس کا مطلب تھا کہ اس کا سارا پروگرام ہی اپ سٹ ہو گیا۔ اسے

اب اپنے آپ پر بری طرح غصہ آ رہا تھا کہ اسے چاہیئے تھا کہ سب سے پہلے اس بات کی تصدیق کرتا کہ انونٹری گرپ موجود ہے یا نہیں۔ اس نے فرض کر لیا کہ وہ موجود نہیں ہے اور ٹیم سمیت بھاگ پڑا۔

"ہیلو ـــــ میں جانسن بول رہا ہوں جناب" ـــــ چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی ایک آواز رسیور پر ابھری۔

"آپ کو ایڈمرل صاحب نے کیا کہا ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"جی۔ انہوں نے کہا کہ ایک بہت بڑے آفیسر صاحب مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں اور وہ جو کچھ پوچھیں میں نے درست اور واضح جواب دینا ہے" ـــــ جانسن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ بتائیں کہ آبدوز اپنے مشن سے واپسی پر سیدھی سپیشل ڈیک پر آئی تھی۔ یا راستے میں کہیں رکی تھی" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"جی بالکل سیدھی آئی تھی جناب۔ اس کا کریو بھی یہیں سپیشل ڈیک پر ہی باہر نکلا تھا" ـــــ جانسن نے جواب دیا۔

"آپ نے اس کے پہنچتے ہی چیکنگ کی تھی" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ آبدوز کی چیکنگ قانون کے مطابق کریو کے سامنے ہوئی تھی۔ تاکہ اگر کوئی چیز مس ہو تو کریو سے جواب طلبی کی جا سکے" جانسن نے جواب دیا۔

"انونٹری گرپ اس وقت موجود تھی" ـــــ عمران نے براہِ راست سوال کرتے ہوئے کہا۔

"انونٹری گرپ ـــــ یس سر۔ موجود تھی۔ یہ میرا خاص فیلڈ ہے۔ اس لئے میں نے ہی اسے چیک کیا تھا" ـــــ جانسن نے جواب دیا۔

"اب بھی موجود ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ آج اس شعبے کی تفصیلی چیکنگ ہوئی ہے۔ فائنل رپورٹ ایڈمرل صاحب کو بھجوائی گئی ہے" ـــــ جانسن نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے فوری طور پر چیک کر کے بتا سکتے ہو کہ کہیں موجود انونٹری گرپ نقلی نہ ہو" ـــــ عمران نے کہا۔

"نقلی۔ نہیں سر۔ میں نے بتایا ہے کہ آج مشینری کے ذریعے اس شعبے کی تفصیلی چیکنگ ہوئی ہے۔ اور یہ چیکنگ مشین مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ ہے۔ اور یہ مشین بھی حکومت شوگران کی طرف سے ہی ہمیں ملی ہے۔ اس میں اس آبدوز کی ایٹمی مشینری کے متعلق مخصوص سپیسفکیشنز پہلے سے فیڈ ہیں۔ انونٹری گرپ چونکہ مین پرزہ ہے۔ اس لئے اس کی چیکنگ مشین خصوصی طور پر کرتی ہے۔ اور اس نے اسے چیک کر کے او۔ کے کا سگنل دیا ہے۔ اس سگنل کی تفصیلی رپورٹ بھی ایڈمرل صاحب کو بھجوائی گئی ہے۔ یہ مشین تو کسی طرح دھوکہ کھا ہی نہیں سکتی جناب" ـــــ جانسن نے جواب دیا۔

"اچھا۔ یہ بتائیں کہ جب سے آبدوز سپیشل ڈیک میں آئی ہے اس وقت سے لے کر اب تک انجینئرنگ ہیڈکوارٹر یا سپیشل ڈیک پر کوئی غیر آدمی داخل ہوا ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"اوہ ـــــ نو سر۔ یہاں کا حفاظتی نظام ایسا ہے کہ غیر آدمی تو ایک طرف غیر متعلق پرزہ بھی اندر داخل نہیں ہو سکتا" ـــــ جانسن نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ تھینک یو" ـــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اب اسے یقین ہو چکا تھا کہ لیاقت علی نے اُسے غلط کہانی سنائی ہے۔ انونٹری گرپ اس نے کافرستان کے حوالے نہیں کی بلکہ کوئی اور چکر چلایا جا رہا ہے۔ اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی اب قطعاً بے کار ہو کر رہ گئی ہو۔ لیکن پھر یہ سارا سلسلہ کیا ہے۔ کافرستان والوں کا اصل منصوبہ کیا ہے۔ ابھی وہ سوچ رہا تھا کہ یک لخت اس کی گھڑی پر ایک بار پھر ایک نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ یہ نقطہ بتا رہا تھا کہ کال جولیا کی طرف سے ہے۔ کیونکہ یہ نقطہ ان کے سپیشل ٹرانسمیٹر کے ساتھ منسلک تھا۔ اس نے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ جولیا کالنگ اوور" ـــــ بٹن دبتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

"اسلم رضا بول رہا ہوں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس پاکیشیا۔ ویسے ناموں اور عہدوں میں کیا رکھا ہے کیوں مس اوور"

عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا میں سمجھ گئی اسلم رضا صاحب۔ مجھے این نے کہا ہے کہ میں آپ سے بات کروں اوور" ـــــ جولیا نے چونک کر جواب دیا۔

"اب تک کی رپورٹ مختصر طور پر بتا دو۔ کئی دن سے تمہاری آواز نہیں سنی تھی۔ اسی لئے کانوں میں خشکی پیدا ہو گئی۔ اور وہ سائیں سائیں کرنے لگے۔ اب تمہاری مترنم آواز جب میرے کانوں میں گونجے گی تو یہ آواز سائیں سائیں کی بجائے چیاؤں چیاؤں میں بدل جائے گی اوور" ـــــ عمران سنجیدگی سے بات کرتے کرتے حسب عادت پھر پٹڑی سے اتر گیا۔

"بکواس کی ضرورت نہیں۔ ہم یہاں آئے۔ یہاں کے چیف کے متعلق پتہ چلا کہ وہ کسی خفیہ مشن پر گیا ہوا ہے۔ ابھی ہم یہ پروگرام بنا رہے تھے کہ یہاں کے چیف کا خاص ایجنٹ آر۔سی ایکشن گروپ کے ساتھ ہم سے ٹکرایا۔ ہم نے انہیں کور کیا۔ آر۔سی سے پوچھ گچھ ہوئی لیکن وہ چیف کے مشن اور اس کی موجودگی سے لاعلم نکلا البتہ اس نے یہاں کے پی۔ایم کے ریکارڈ سیکرٹری کی ٹپ دی۔ آر۔سی کو ختم کر کے ہم ریکارڈ سیکرٹری سے پوچھ گچھ کے لئے گئے۔ لیکن وہاں جا کر پتہ چلا کہ وہ بھی ملک سے باہر ہے۔ چنانچہ ہم واپس آ گئے اوور" ـــــ جولیا نے جواب دیا۔

"اس کہانی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ٹائیں ٹائیں فش۔ چلو چیاؤں چیاؤں نہ سہی ٹائیں ٹائیں سہی۔ بہرحال کوشش جاری رکھو اور جیسے ہی چیف

کور ہو مجھے فوراً اسی لائن پر اطلاع دے دینا اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا۔ اور گھڑی کا بٹن آف کر دیا۔ اس کا چہرہ مایوسی سے لٹک گیا تھا۔ یہ واحد کیس تھا۔ جس میں کوئی کوشش بھی کامیاب نہ ہو رہی تھی۔

"میرا خیال ہے اب فیاض کو اکیلے ٹی۔اے۔ڈی۔اے وصول کرنے کا موقع دیا جائے" ـــــ عمران نے چند لمحوں بعد کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ شاید واپس جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ کیونکہ اس کے سارے منصوبے کا بنیادی نکتہ ہی غلط تھا۔ اسی لئے اب اس سمت میں مزید کام کرنا وقت ضائع کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

وہ کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور عمران بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ اس کے سامنے ہو بہو اس کا عکس کھڑا تھا۔ بالکل وہی قد و قامت وہی شکل وہی جسم۔

"واہ ـــــ آخر آج اپنے ہم زاد سے ملاقات ہو ہی گئی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے سر رحمان نے حکم دیا ہے کہ میں فوراً یہاں پہنچوں اور میں پہنچ گیا ہوں" ـــــ آنے والے نے آگے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بھی بالکل اسلم رضا کی طرح تھا۔ اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا تم اسلم رضا ہو" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

اسے یہی خیال آیا تھا کہ سر رحمان نے اصل اسلم رضا کو پہاڑی
علاقے سے بلوا کر یہاں بھیج دیا ہے۔ لیکن کیوں۔
"ظاہر ہے" ——— اسلم رضا نے قریب آتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ عمران جواب دیتا اسلم رضا نے یکلخت
مٹھی کھول دی۔ دوسرے لمحے کسی گیس کا بھبکا عین عمران کی
ناک اور منہ سے ٹکرایا۔ اور عمران سنبھلنے سے پہلے ہی بے ہوشی
کی تاریک وادی میں داخل ہونے پر مجبور ہو گیا۔ اس کے ذہن پر
پلک جھپکنے میں مکمل تاریکی چھا گئی تھی۔

کرم چند کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھیوں کو ہمراہ لئے
ایک تنگ سی سرنگ سے گزرتا ہوا ایک ایسے کمرے میں لے
آیا۔ جہاں ایک چھوٹی لیکن خاصی تیز رفتار لانچ موجود تھی۔ یہ لانچ
بانس کی طرح لمبی تھی۔ لیکن اس کی چوڑائی نہ ہونے کے برابر تھی۔
یوں لگتا تھا جیسے کوئی چوڑا بانس ہو۔ اس کے اوپر ایک چھوٹی سی
مشین بھی نصب تھی۔ کرم چند کے کہنے پر وہ سب اس لانچ میں
سوار ہو گئے۔ اور کرم چند نے اس مشین کے مختلف بٹن دبائے
تو لانچ خود بخود حرکت میں آ گئی۔ لانچ کے حرکت میں آتے ہی
کمرے کی سامنے والی دیوار میں ایک خلا سا پیدا ہوا۔ اور لانچ
تیزی سے اس خلا میں سے گزری۔ دوسری طرف ایک اور چھوٹا
سا کمرہ تھا۔ جو آدھے سے زیادہ پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ لانچ جیسے
ہی اس کمرے کے پانی میں پہنچی۔ کمرہ اس پانی سمیت اوپر کسی

لفٹ کی طرح اٹھتا گیا۔ کافی اونچائی پر پہنچ کر یک لخت اس کی حرکت رک گئی اور اس کے ساتھ ہی سامنے والی دیوار آدھی اوپر کو اٹھی اور دوسری طرف سمندر کی سطح نظر آنے لگی۔ اور لانچ بجلی کی سی تیزی سے چلتی ہوئی سطح سمندر پر بالکل سیدھی دوڑنے لگی۔ ان کے عقب میں نہ صرف دیوار برابر ہو گئی تھی بلکہ کمرہ بھی واپس پانی میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔ کیپٹن شکیل خاموش بیٹھا مسلسل یہی سوچتا چلا جا رہا تھا کہ اگر انونڑی گرپ یہاں نہیں ہے تو پھر کہاں ہو سکتی ہے۔ اس نے اپنے تجربے کی بنیاد پر خود ہی یہ فیصلہ کیا تھا کہ انونڑی گرپ اگر کہیں پہنچائی جا سکتی ہے تو اس لیبارٹری میں ہی پہنچائی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اس کی معلومات کے مطابق کافرستان نیوی کی انجینئرنگ لیبارٹری یہی تھی۔ لیکن یہاں انونڑی گرپ نہ پہنچی تھی۔ تو پھر آخر وہ کہاں جا سکتی ہے۔ اُسے بار بار اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ اب وہ انونڑی گرپ کو کہاں ڈھونڈے۔ کرم چند مشین آپریٹ کرتا ہوا لانچ کو آگے بڑھانے لئے جا رہا تھا۔ اور اچانک کیپٹن شکیل کا ذہن کرم چند کے اس اقدام پر مرتکز ہو گیا۔ وہ کرم چند کو اچھی طرح جانتا تھا وہ انتہائی عیار اور شاطر نیوی ایجنٹ تھا۔ لیکن جس طرح اطمینان سے وہ انہیں لیبارٹری سے باہر لے آ رہا تھا یہ سب کچھ اس کی فطرت کے خلاف تھا۔ وہ مر بھی جاتا تو اس طرح کبھی نہ کرتا۔ لیکن وہ ان کے ساتھ اس طرح تعاون کر رہا تھا جیسے وہ اس کے دشمن نہ ہوں بلکہ اس کے مہمان ہوں۔ جو لیبارٹری کی سیر کر کے واپس جا رہے ہوں۔ لیکن چیف

انجینئر سے ہونے والی گفتگو اس کے سامنے ہوئی تھی۔ اور چیف انجینئر کو قطعاً معلوم نہ تھا کہ اوپر انتظامی شعبے میں کیا ہو رہا ہے۔ اس لئے اس کے جھوٹ بولنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ پھر آخر یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ کیوں ہو رہا ہے۔ یہی الجھن اس سے حل نہ ہو رہی تھی۔ آخر جب اس سے رہا نہ گیا تو وہ بول پڑا۔

" کرم چند" ——— کیپٹن شکیل نے اونچی آواز میں کہا۔

" یس ——— کیا بات ہے " ——— کرم چند نے مڑے بغیر پوچھا۔

" تم اپنی فطرت کے خلاف ہمارے ساتھ تعاون کیوں کر رہے ہو" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور کرم چند ہلکا سا قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" تم واقعی یہ بات سوچ رہے ہو گے۔ اور تم ایسا سوچنے میں حق بجانب ہو۔ کیونکہ تم پہلے جس کرم چند سے ملے تھے وہ اب سے قطعی مختلف تھا۔ دراصل بات یہ ہے کہ ایک مشن میں میرا اعصابی نظام خراب ہو گیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے سیکرٹ ایجنسی کے اصل کام کے لئے فٹ نہ سمجھا گیا اور مجھے یہاں لیبارٹری کا چیف آفیسر بنا دیا گیا۔ تم نے دیکھا نہیں کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اور اب میں زیادہ خون خرابہ نہ کر سکتا ہوں نہ برداشت کر سکتا ہوں۔ اور پھر جب میرے پاس وہ چیز ہی نہیں ہے جو تم لینے آئے ہو۔ تو میں زیادہ بکھیڑے میں کیوں پڑوں۔ ہاں البتہ وہ چیز ہوتی تو شاید میں اُسے روکنے کے لئے آخری حد تک چلا

جاتا ہے"۔۔۔۔ کرم چند نے تفصیل سے جواب دیا۔

اور کیپٹن شکیل اس طرح سر ہلا کر خاموش ہو گیا جیسے وہ کرم چند کی وضاحت سے مطمئن ہو گیا ہو۔ بظاہر نظر بھی ویسے ہی آ رہا تھا، جیسا کہ کرم چند بتا رہا تھا۔ موجودہ کرم چند پہلے کرم چند کی بس کاربن کاپی ہی نظر آتا تھا۔

پتلی اور لمبی لانچ انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ ہر طرف گہرا اندھیرا تھا صرف پانی کی لہروں کے اچھال کی وجہ سے پیدا ہونے والی سفیدی ہی سمندر کی سطح پر بکھری ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد لانچ کی رفتار آہستہ ہونے لگی۔

"ساحل آنے والا ہے"۔۔۔۔ کرم چند نے کہا۔ اور لانچ کی رفتار اور آہستہ کر دی۔ اور واقعی تھوڑی دیر بعد لانچ ساحلی ریت پر چڑھ کر رک گئی۔ اور کرم چند نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین بند کی اور سوالیہ نظروں سے کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔

"کرم چند۔۔۔۔ تم نے ہمیں یہاں تک تو پہنچا دیا لیکن کیا تم ہمیں کوئی ٹپ نہیں دو گے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے اترنے سے پہلے بغور کرم چند کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری شکیل۔ آئی۔ ایم۔ ویری سوری۔ میرے پاس تمہارے کام کی کوئی ٹپ نہیں ہے"۔۔۔۔ کرم چند نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور

لانچ سے اتر کر ساحل پر آ گیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی خاموشی سے لانچ سے اترے اور کرم چند نے نیچے اتر کر لانچ کو ذرا سا دھکیل کر پانی میں واپس ڈالا اور دوسرے لمحے لانچ آہستہ آہستہ واپس سمندر کے اندر کی طرف بڑھنے لگی۔ کرم چند نے الوداعی انداز میں ہاتھ لہرایا اور دوسرے لمحے لانچ کی رفتار ایک جھٹکے سے بڑھی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اندھیرے میں غائب ہو گئی۔

"میرے خیال میں اب ہمیں نیوی کے کسی اعلیٰ ترین آفیسر کو ٹٹولنا پڑے گا۔ تب انونٹری گروپ کا پتہ چلے گا"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مڑتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک صدیقی کی جیب سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور یہ آوازیں سنتے ہی صدیقی سمیت سب بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا ہے۔ یہ کیسی آواز ہے"۔۔۔۔ سب نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ اور صدیقی نے جلدی سے ایک چھوٹا لیکن چپٹا سا باکس باہر نکال لیا۔ اس کے کونے میں چھوٹا سا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا اور آوازیں بھی اس باکس سے نکل رہی تھیں۔

"یہ میں نے لانچ سے اٹھایا تھا۔ بس بے خیالی میں اٹھا لیا۔ اور جیب میں ڈال لیا۔ یہ آوازیں تو ٹرانسمیٹر ٹائپ ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ مجھے دکھاؤ۔ یہ تو ایکٹو ون ٹرانسمیٹر سیٹ لگتا ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے وہ باکس ہاتھ میں لیتے ہوئے اسے اندھیرے

کے باوجود غور سے دیکھتے ہوئے کہا ۔

"ایکٹی ون ٹرانسمیٹر ——— کیا مطلب" ——— سب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ کیونکہ انہوں نے کسی ٹرانسمیٹر کا ایسا نام پہلے کبھی نہ سنا تھا ۔

"یہ نیوی کا مخصوص ٹرانسمیٹر ہوتا ہے ۔ اس کی لہریں پانی کی لہروں کے ساتھ سفر کرتی ہوئی آگے بڑھتی ہیں ۔ اس لئے پانی کے اندر اسے بخوبی استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ یہ ٹرانسمیٹر وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جو کسی وجہ سے پانی کی تہہ میں سے اوپر اپنے ہیڈ کوارٹر کو کال کرنا چاہتے ہوں ۔

"ہیلو ہیلو اوور" ——— ٹوں ٹوں کی آوازوں پر یک لخت ایک آواز غالب آئی تو وہ سب بُری طرح چونک پڑے ۔ کیونکہ یہ آواز چیف انجینئر مارک کی تھی ۔ جس نے کرم چند کو فون پر بتایا تھا کہ لیبارٹری میں انونٹری گرپ نہیں ہے ۔ باکس پر جلتا بجھتا بلب اب مسلسل جلنے لگا تھا ۔

"مارک ——— میں کرم چند بول رہا ہوں اوور" ——— کرم چند کی آواز سنائی دی ۔

"اوہ ۔ لیکن آپ نے ایکٹی ون پر رابطہ کیوں قائم کیا ہے ۔ کیا آپ سمندر میں ہیں اوور" ——— مارک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا ۔

"ہاں ——— میں لیبارٹری سے باہر ہوں ۔ میں ان احمقوں کو سامنے پر چھوڑنے گیا تھا جو انونٹری گرپ حاصل کرنے آئے تھے اوور"

کرم چند کی طنزیہ اور مسکراہٹ آمیز آواز سنائی دی ۔ اپنے لئے احمقوں کا لفظ سنتے ہی کیپٹن شکیل سمیت سب کے منہ بھنچ گئے ۔

"اوہ ہاں ۔ لیکن آپ نے انہیں واپس کیوں جانے دیا ۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی اوور" ——— مارک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا ۔

"تم صرف انجینئر ہو مارک ۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھتے ۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں ۔ انہوں نے پوری لیبارٹری ہی اڑا دینی تھی ۔ اور وہ اس کا مکمل انتظام کر کے آئے تھے ۔ لیکن لیبارٹری بھی بچ گئی ۔ اور یہ لوگ بھی مطمئن ہو کر واپس چلے گئے ہیں ۔ ب انونٹری گرپ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئی ہے اوور" ——— کرم چند کی آواز سنائی دی ۔

"لیکن اگر یہ واقعی اس قدر خطرناک لوگ ہیں تو پھر یہ اتنی آسانی سے کیسے مطمئن ہو گئے اوور" ——— مارک نے کہا ۔

"نفسیاتی ڈاج اچھے اچھے ذہین لوگوں کو الٹا دیتا ہے ۔ اب دیکھو ں نے اس کا انتظام پہلے ہی کر رکھا تھا ۔ تاکہ اگر کسی وقت ایسا و جائے اور دیکھو میری پیش بینی کام آ گئی ۔ سرخ ٹیلی فون کی کال ں بات کے لئے مخصوص تھی ۔ اور تم نے سرخ ٹیلی فون کی کال سنتے ی وہ الفاظ دوہرا دیئے ۔ اور وہ لوگ مطمئن ہو گئے اوور" ——— رم چند نے فاتحانہ انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا ۔

"آپ کی ذہانت واقعی قابل داد ہے ۔ آپ کو یاد ہے آپ کی ں بات پر میں نے کتنا ردعمل ظاہر کیا تھا ۔ لیکن اب مجھے خیال

آرہا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ لوگ واقعی کبھی مطمئن نہ ہوتے۔ ویسے بھی ان کا اطمینان انتہائی ضروری تھا۔ کیونکہ اگر ان کے ہاتھ اصل انونٹری گرپ لگ جاتی تو انہیں یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ ان کی ایٹمی آبدوز میں نقلی انونٹری گرپ لگی ہوئی ہے اوور"۔۔۔۔ مارک نے کہا۔

"لیکن مارک اب تمہاری بات سے مجھے ایک اور خیال آرہا ہے اب تک واقعی میں نے اس پہلو پر سوچا بھی نہ تھا۔ میں نے تو ایٹمی آبدوز کے چیف انجینئر لیاقت علی جو کہ ہمارا آدمی تھا کے قتل کی خبر سن کر یہ پیش بندی کی تھی۔ حالانکہ بعد میں یہ اطلاع بھی مل گئی تھی کہ اُسے پرائم منسٹر صاحب کے حکم پر ہمارے ہی ایجنٹوں نے قتل کیا ہے تاکہ انونٹری گرپ کی چوری لیک آؤٹ نہ ہو۔ لیکن اب مجھے خیال آرہا ہے کہ ان لوگوں کی یہاں آمد اور انونٹری گرپ کی تلاشی کا مطلب یہ ہوا کہ انہیں انونٹری گرپ کی چوری کا علم ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے ہماری لیبارٹری کی تیار کردہ نقلی انونٹری گرپ بروقت آبدوز میں فٹ نہیں ہو سکی اوور"۔۔۔۔ کرم چند نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی یہ بات تو قابل غور ہے اوور"۔۔۔۔ مارک نے کہا۔

"اچھا ہوا میں نے تم سے بات کر لی۔ بس میرا دل کہہ رہا تھا کہ اس پہلو پہ بات ہو جائے۔ اس لئے میں نے ایکٹی ون پہ بات کر لی۔ کیونکہ جس طرح میں نے انہیں احمق بنا کر باہر پہنچایا ہے مجھ سے مسرت برداشت نہ ہو رہی تھی۔ ورنہ تو میں لیبارٹری میں آکر بھی

بات کر سکتا تھا لیکن شاید وہاں یہ پہلو سامنے نہ آتا۔ ٹھیک ہے میں لیبارٹری پہنچتے ہی پرائم منسٹر سے بات کرتا ہوں اب یہ بات ضروری ہو گئی ہے اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ کرم چند نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ مسلسل جلتا ہوا بلب دوبارہ جلنے بجھنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد یک لخت تاریک ہو گیا۔ اور وہ سب اندھیرے میں کھڑے واقعی احمقوں کی طرح ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگے۔

"واقعی ہم احمق بن گئے ہیں"۔۔۔۔ صدیقی نے زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن تمہاری اس لاشعوری حرکت کی وجہ سے بہت کچھ سامنے آگیا ہے۔ اس کا مطلب ہے، کہ نقلی گرپ ایٹمی آبدوز میں لگائے جانے کا پروگرام بنایا گیا ہے، اور شاید اب تک لگا بھی دی گئی ہو۔ میرے خیال میں ہمیں سب سے پہلے اس بات کا انکشاف ایکسٹو تک پہنچا دینا چاہئے۔ یہ بہت اہم ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو سے بات کرنے کے لئے تو ہمیں واپس شہر جانا پڑے گا۔ ہمارے پاس سپیشل ٹرانسمیٹر ہے۔ کیوں نہ ہم عمران سے بات کر لیں"۔

"اوہ ہاں۔ عمران بھی تو یہاں اسلم رضا کے روپ میں موجود ہے ٹھیک ہے اس سے بات کر کے اس کے بعد ہمیں دوبارہ اس

یبارٹری میں داخل ہونا پڑے گا۔ اب بہرحال یہ تو معلوم ہو ہی گیا کہ
اصل انونٹری گروپ اس جگہ موجود ہے ۔۔۔۔ نعمانی نے کہا اور
سب نے اس کی رائے پر سر ہلا کر صاد کر دیا۔
کیپٹن شکیل نے تھیلے کی ایک سائیڈ کا خفیہ خانہ کھولا اور
اس میں سے ایک چھوٹا سا لیکن انتہائی جدید ساخت کا سپیشل ٹرانسمیٹر
نکالا اور اس کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر
پر لگا ہوا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور اس میں سے سائیں
سائیں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ لیکن دوسری طرف عمران
کے ساتھ رابطہ ہی نہ ہو رہا تھا۔ کیونکہ رابطے کی نشانی یہی تھی کہ بلب
مسلسل جلنے لگتا تھا۔ لیکن بلب اُسی طرح جل بجھ رہا تھا۔
"کیا بات ہے۔ عمران صاحب کال کیوں نہیں رسیو کر رہے"
نعمانی نے قدرے پریشان لہجے میں کہا۔
"چیف باس نے تو ہمیں یہی بتایا تھا کہ عمران ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
انٹیلی جنس اسلم رضا کے میک اپ میں سپرنٹنڈنٹ فیاض کے
ساتھ ایک سرکاری میٹنگ اٹنڈ کرنے کافرستان جا رہا ہے۔
ایمرجنسی کی صورت میں اس سے سپیشل ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا جا
سکتا ہے۔ لیکن عمران سے رابطہ نہ ہونے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔
کہ عمران کافرستان آیا ہی نہیں۔ کیونکہ یہ سپیشل ٹرانسمیٹر محدود
فاصلے تک ہی کام کرتا ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔
"تمہارا خیال مجھے درست لگتا ہے۔ عمران واقعی یہاں نہیں
آیا۔ ورنہ رابطہ قائم ہونے میں اتنی دیر نہ لگتی"۔۔۔۔ صدیقی

نے کہا۔
اور کیپٹن شکیل نے ٹرانسمیٹر آف کرنے کے لئے بٹن کی طرف
ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ یک لخت بلب مسلسل جلنے لگا اور کیپٹن شکیل
کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔
"ہیلو ہیلو ۔۔۔۔ اسلم رضا صاحب اوور"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل
نے کہا۔
"یس ۔۔۔۔ اسلم رضا بول رہا ہوں اوور"۔۔۔۔ دوسری
طرف سے ایک اجنبی آواز سنائی دی۔ لیکن وہ اس لئے نہ چونکا کہ
انہیں معلوم تھا کہ یہ عمران ہی ہے۔ کیونکہ سپیشل ٹرانسمیٹر کا رسیور
صرف عمران کے پاس ہی تھا۔ اور کسی کے پاس نہ تھا۔ اور ظاہر ہے
جب عمران اسلم رضا کے میک اپ میں ہے تو لازماً اس نے
آواز اور لہجہ بھی اسلم رضا جیسا ہی رکھا ہو گا۔
"اسلم رضا صاحب۔ میں کیپٹن بول رہا ہوں۔ کیا آپ اکیلے ہیں
میرا مطلب ہے کہ میں کھل کر بات کر سکتا ہوں اوور"۔۔۔۔ کیپٹن
شکیل نے کہا۔
"ہاں۔ بالکل کھل کر بات کرو اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا
گیا۔ اور کیپٹن شکیل نے طویل سانس لیا جیسے کوئی بڑی الجھن دور
ہو گئی ہو۔
"عمران صاحب۔ میں کیپٹن شکیل بول رہا ہوں۔ چیف باس کے
حکم پر میں نعمانی۔ چوہان اور صدیقی کے ساتھ انونٹری گروپ کی تلاش
میں یہاں پہنچا۔ یہاں نیوی کی ایک انتہائی خفیہ انجینئرنگ لیبارٹری

سمندر کے اندر ایک جزیرے پر بنی ہوئی ہے۔ مجھے اپنے سابقہ تجربے کی بنا پر اس کا علم تھا۔ اس کی حفاظت کے لئے انتہائی جدید انتظامات ہیں لیکن ہم اس میں داخل ہو گئے۔ یہاں کا انچارج کافرستان کا ایک پرانا نیوی انٹیلی جنس ایجنٹ کرم چند ہے۔ اصل لیبارٹری تو سمندر کے ہے۔ اوپر والا حصہ انتظامی ہے۔ بہرحال ہم نے کرم چند پر قابو پا لیا۔ اور پھر اس سے انونٹری گروپ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن مجھے اعتراف ہے کہ ــــ واقعی اپنی شاطرانہ ذہانت کے ذریعے اس نے ہمیں احمق بنا دیا۔ اور پھر وہ بڑی شرافت سے اپنی مخصوص لانچ کے ذریعے ہمیں یہاں ساحل پہ چھوڑ گیا۔ لیکن صدیقی نے لانچ میں موجود ایکٹی دن ٹرانسمیٹر اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔ اور اس شاطر کرم چند سے حماقت یہ ہوئی کہ واپسی پر اس سے اپنی فتح برداشت نہ ہو سکی تو اس نے لانچ میں موجود آپریٹنگ مشین کے ساتھ منسلک ایکٹی دن ٹرانسمیٹر پہ لیبارٹری کے چیف انجنئر مارک سے گفتگو کی۔ اور یہ گفتگو ہم نے بھی صدیقی کے اٹھائے ہوئے ایکٹی دن ٹرانسمیٹر پہ سن لی۔ اس گفتگو سے ہی ہمیں علم ہوا کہ اصل انونٹری گروپ اس لیبارٹری میں موجود ہے۔ اصل اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس گفتگو سے ہی ہمیں پتہ چلا کہ کافرستان والوں نے انتہائی گہری چال چلی ہے۔ انہوں نے اس لیبارٹری میں ایک نقلی انونٹری گروپ تیار کی ہے۔ جو وہ آبدوز میں فٹ کر چکے ہیں یا کرنے والے ہیں۔ آپ کو کال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ چیف باس کو اس نقلی انونٹری گروپ کے متعلق بتا دیں تاکہ وہ ہوشیار

ہو جائیں۔ ہم اب واپس لیبارٹری میں جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں تاکہ اصل انونٹری گروپ وہاں سے حاصل کر سکیں اوور" ــــ کیپٹن شکیل نے تقریر کے انداز میں اب تک گزرے ہوئے تمام واقعات کی تفصیل بتا دی۔

"تم لوگ اس وقت کہاں موجود ہو اوور" ــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔ اور جواب میں کیپٹن شکیل نے اُسے لوکیشن بتا دی۔

"سنو۔ تمہیں واپس لیبارٹری میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے یہاں ایسا چکر چلا دیا ہے۔ کہ اصل انونٹری گروپ اس لیبارٹری سے یہ لوگ خود باہر لے آئیں گے۔ البتہ ایک اور جگہ تمہاری ضرورت ہے۔ تم نے اچھا کیا مجھے کال کر لیا۔ میں ایک کار بھیج رہا ہوں۔ اس کا ڈرائیور تین بار بتیاں جلائے گا بجھائے گا۔ اس کے بعد وہ تمہیں کوڈ میں کہے گا۔ انونٹری گروپ۔ تم اس کے ساتھ آجانا۔ وہ تمہیں میرے پاس لے آئے گا۔ پھر باقی ہدایات میں وہیں دوں گا اوور" ــــ دوسری طرف سے اسلم رضا کے ہی لہجے میں بات کرتے ہوئے عمران نے کہا۔

"کار تو ہمارے پاس بھی موجود ہے۔ آپ ہمیں جگہ بتا دیں تو ہم براہِ راست وہیں پہنچ جاتے ہیں اوور" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ فوراً رامنگٹن روڈ پر واقع پیلے رنگ کی کوٹھی پہ پہنچ جاؤ۔ اس کوٹھی کا نمبر ایک سو چالیس ہے۔ پھاٹک تمہیں کھلا ہوا ملے گا۔ اندر جا کر سیدھے بڑے کمرے میں پہنچ جانا۔

میں آجاؤں گا اوور" ——— دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم پہنچ رہے ہیں اوور اینڈ آل" ——— کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے سپیشل ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اُسے واپس تھیلے میں ڈال لیا۔

"چلو بھئی۔ اچھا ہوا ہم نے عمران کو کال کر لیا۔ ورنہ ہم لیبارٹری میں داخل ہونے کے لئے سر پٹختے رہ جاتے۔ اور انونٹری گروپ عمل کے چکر کی وجہ سے وہاں سے پہلے ہی نکال لی جاتی" ——— کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور باقی افراد نے سر ہلا دیئے۔ اور پھر نعمانی اس طرف کو بڑھ گیا جدھر اس نے کار آتے ہوئے چھپائی تھی

شاگل نے تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار کو انتہائی ماہرانہ انداز میں کمپاؤنڈ پھاٹک میں موڑا اور پھر اُسے عمارت کی ایک سائیڈ میں روک کر وہ تیزی سے نیچے اتر آیا۔

"کہاں ہیں وکرم صاحب" ——— شاگل نے جلدی سے برآمدے کے سامنے کھڑے ایک باوردی ملازم سے کہا۔

"وہ اندر آپ کا انتظار کر رہے ہیں جناب" ——— اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

اور شاگل سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوا۔ جس میں کافرستانی سنٹرل انٹیلی جنس کا چیف راجیش وکرم بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔

"اوہ شاگل صاحب آ گئے۔ یہ اچھا ہوا کہ آپ نے آتے ہی مجھ سے بات کر لی" ——— راجیش وکرم نے بے چین سے لہجے

میں کہا۔

"ہاں۔ مجھے فکر اس میٹنگ کی تھی۔ کیونکہ اس پر ہی ہماری ساری پلاننگ کا انحصار ہے۔ لیکن آپ نے مجھے ایمرجنسی طور پر یہاں کیوں بلایا ہے۔ اور آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ بے حد بے چین اور مضطرب ہیں"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"آپ کا خیال درست ہے۔ پاکیشیا سے دو آدمیوں کا وفد آیا ہے۔ ان میں ایک آدمی اسلم رضا ہے جو کہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہے۔ اور پاکیشیا انٹیلی جنس میں ابھی حال ہی میں کسی اور شعبے سے تبدیل ہو کر آیا ہے۔ لیکن آج کی میٹنگ میں اس کا عجیب و غریب کردار سامنے آیا ہے۔ اور سب سے اچھی خبر یہ ہے کہ اس اسلم رضا کو شوگران کے صدر کی آمد پر بنائے جانے والے سارے پروگرام کا تفصیلی علم ہے۔ کیونکہ یہی اس سارے پروگرام کا اصل انچارج ہے۔ اس لئے اب ہمیں اسلم رضا کے میک اپ میں کسی کو پاکیشیا بھیجنے کی ضرورت نہیں رہی۔ ہم اس سے یہیں سب کچھ پوچھ لیں گے"۔۔۔ راجیش وکرم نے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے اس کا نتیجہ سوچا ہے۔ یہاں اس سے پوچھ گچھ کے بعد آپ اسے واپس کیسے بھیجیں گے۔ انہیں ہمارے اصل پلان کا علم ہو جائے گا۔ اور پھر وہ وقت وغیرہ سب تبدیل کر دیں گے"۔۔۔ شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے راجیش وکرم کی حماقت پر حیرت ہو رہی ہو۔

"آپ میری بات نہیں سمجھے۔ پروگرام کے مطابق ہم آدمی تو ضرور بھیجیں گے۔ لیکن اسے وہاں جا کر معلومات حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ بلکہ وہ صرف اتنا کرے گا کہ وہاں پہنچ کر اس بات کا خیال رکھے گا کہ اگر پاکیشیا والے عین وقت پر کوئی اہم تبدیلی کر دیتے ہیں تو وہ اس کی ہمیں اطلاع دے گا۔ کیونکہ یہ بھی انٹیلی جنس کا طریقہ کار ہوتا ہے۔ کہ اچانک آخری لمحات میں پروگرام تبدیل کر دیا جاتا ہے"۔۔۔ راجیش وکرم نے کہا۔ اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں اب کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھ چکے تھے۔

"آپ مجھے تفصیل بتائیں۔ یہ اسلم رضا جس کی آپ بات کر رہے ہیں کون ہے۔ آپ نے اس کے عجیب و غریب کردار کا بھی ذکر کیا ہے۔ میں اس کا مطلب نہیں سمجھا"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"وہ ابھی یہاں پہنچنے والا ہے۔ پھر آپ اطمینان سے اسے دیکھ لیجئے۔ آپ کو بلانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ آپ کے سامنے اس سے پوچھ گچھ ہو سکے"۔۔۔ راجیش وکرم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا آپ اسے اغوا کرا رہے ہیں"۔۔۔ شاگل نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ لیکن اس کی جگہ ہمارا آدمی لے لے گا۔ اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اس کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔ اسلم رضا کی فائل ہمارے پاس تھی۔ صرف اس کی بات چیت اور لہجہ باقی رہ گیا تھا۔ میٹنگ

کے دوران اس کی باتوں کا ٹیپ ہم نے اپنے آدمی کو سنوایا۔ اس پر پہلے ہی اسلم رضا کا میک اپ کر دیا گیا تھا۔ وہ انتہائی ماہر آدمی ہے۔ وہ کسی کو شک بھی نہ ہونے دے گا"۔۔۔۔۔ راجیش وکرم نے کہا۔

"لیکن وہ اس کا دوسرا ساتھی"۔۔۔۔۔ شاگل نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"اُسے معلوم ہی نہیں ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں غیر ذمہ دار یا احمق آدمی نہیں ہوں۔ میں سنٹرل انٹیلی جنس کا چیف ہوں"۔۔۔۔۔ اس بار راجیش وکرم نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ شاگل اس کی بات کا جواب دیتا سائیڈ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور راجیش وکرم نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر تقریباً رسیور جھپٹ لیا۔

"یس۔۔۔۔۔ وکرم بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ اس نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ جگدیش بول رہا ہوں۔ کام ہو گیا ہے۔ ہمارے آدمی نے نہ صرف جگہ سنبھال لی ہے بلکہ انتہائی مہارت سے اصل آدمی کو بے ہوش بھی کر دیا ہے۔ میں نے اُسے کار میں آپ کے پاس روانہ کر دیا ہے۔ اطلاع کے لئے یہ کال کی ہے"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔۔۔۔۔ کوئی پرابلم تو نہیں ہوا"۔۔۔۔۔ راجیش وکرم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نو سر۔ سب او۔ کے ہو گیا ہے"۔۔۔۔۔ جگدیش نے جواب دیا۔

"سنو۔ اپنے آدمیوں کو کہہ دینا کہ وہ اس سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اس طرح ڈیل کرے کہ اُسے ذرا بھی شک نہ پڑ سکے"۔۔۔۔۔ راجیش وکرم نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بغیر جواب سنے رسیور رکھ دیا۔

"اس اسلم رضا سے پوچھ گچھ کے لئے میں نے سب کانشس چیکنگ مشین کا انتخاب کیا ہے۔ اس طرح اصل بات فوراً سامنے آجائے گی"۔۔۔۔۔ راجیش وکرم نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک آدمی کسی بے ہوش آدمی کو کاندھے پر لادے اندر داخل ہوا۔ راجیش وکرم اور شاگل دونوں ہی بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس آدمی نے اپنے کندھے پر لدے ہوئے بے ہوش آدمی کو سائیڈ پر رکھے ہوئے صوفے پر لٹا دیا اور خود پیچھے ہٹ گیا۔

"یہ ہے اسلم رضا۔ پاکیشیا سنٹرل انٹیلی جنس کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ" راجیش وکرم نے کہا۔ اور شاگل ہنکارا بھرتے ہوئے صوفے کی طرف بڑھا اور جھک کر غور سے صوفے پر پڑے ہوئے اسلم رضا کو دیکھنے لگا۔

"اسے آپ نے کسی گیس سے بے ہوش کیا ہے۔ شاید"۔۔۔۔۔

شاگل نے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ انتہائی زود اثر گیس ہے۔ اور اس گیس کا یہ فائدہ بھی ہے کہ اب یہ انٹی انجکشن کے بغیر کسی طرح ہوش میں بھی نہ آ سکے گا۔ اور دوسری بات یہ کہ اس گیس کے پریشر کی وجہ سے سب کانشس ـــ چیکنگ مشین بھی بخوبی کام کرے گی۔ میں نے یہ سارے پہلو سوچ کر پلاننگ کی تھی"ـــــ راجیش وکرم نے بڑے فاتحانہ انداز میں کہا۔ اور شاگل نے سر ہلا دیا۔

"میرے خیال میں پہلے اس سے پوچھ گچھ کر لی جائے۔ کیونکہ جتنی دیر گزرے گی اتنا ہی گیس کا پریشر کم ہوتا جائے گا"ـــ راجیش وکرم نے کہا۔

"ٹھیک ہے"ـــ شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں کوئی چیز لاشعوری طور پر کھٹک رہی تھی جیسے کوئی اہم بات اُسے یاد نہ آ رہی ہو۔ لیکن ظاہر ہے جب تک وہ بات یاد نہ آ جائے۔ وہ راجیش سے بھی کچھ کہہ نہ سکتا تھا۔

"اسے اٹھا کر نیچے مشین روم میں پہنچا دو۔ اور اسے سب کانشس مشین کے ساتھ منسلک کر کے ہمیں اطلاع دو"ـــ راجیش وکرم نے اسلم رضا کو اٹھا کر لے آنے والے سے جو ایک طرف بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"ـــ اس آدمی نے کہا۔ اور جلدی سے آگے بڑھ کر اسلم رضا کو دوبارہ اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"آپ عجیب و غریب کردار کی بات کر رہے تھے۔ لیکن آپ نے اس کی وضاحت نہیں کی"ـــــ شاگل نے اسلم رضا کے جاتے ہی کہا۔

"اوہ ہاں۔ بڑی تفصیلی میٹنگ ہوئی تھی ہماری وہاں۔ میں نے اس اسلم رضا کے عجیب و غریب کردار کو محسوس کیا ہے۔ کبھی تو یہ احمقوں جیسی باتیں کرنے لگتا ہے اور کبھی اس قدر عقلمندانہ کہ یقین نہیں آتا۔ حالانکہ عہدے میں یہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کا ماتحت ہے۔ لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض اس سے خم کھاتا ہے"ـــ راجیش نے کہا۔

"کیا ــــ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ اوہ اوہ۔ میرے ذہن میں یہی بات کھٹک رہی تھی۔ اوہ۔ کہیں یہ عمران تو نہیں۔ اوہ اس کا قد و قامت اور جسم بالکل اُسی طرح کا ہے۔ میں نے اسی خیال کے تحت اس کا میک اپ چیک کرنے کے لئے اسے بغور دیکھا تھا۔ لیکن مجھے میک اپ معلوم نہیں ہوا۔ اس لئے میں نے زیادہ زور نہ دیا تھا۔ لیکن آپ کی بات سن کر مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اگر واقعی یہ اس طرح کی باتیں کرتا رہا تھا تو پھر یہ یقیناً عمران ہو گا" شاگل نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے کا رنگ یک لخت بدل گیا تھا۔

"عمران ــــ عمران کون ہے"ــــ راجیش وکرم نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"اوہ اوہ۔ آپ اُسے نہیں جانتے۔ آپ ابھی اس محکمے میں

نئے آئے ہیں۔ آپ کے پیشرو سردار سنت سنگھ اسے اچھی طرح
جانتے تھے یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ دنیا کا
انتہائی شاطر ترین آدمی ہے۔ اگر یہ وہی ہے۔ اور آپ نے اسے بیہوش
کر کے بے بس کر لیا ہے تو یوں سمجھئے آپ نے ایک عظیم الشان
کارنامہ سرانجام دیا ہے" ۔۔۔۔ شاگل نے کہا، اور راجیش وکرم
کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ یہ اسلم رضا
ہے۔ اس کے یہاں آنے سے پہلے ہم نے اس کے متعلق باقاعدہ
تحقیقات کی تھیں" ۔۔۔۔ راجیش وکرم نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن وہ احمقانہ اور عقلمندانہ بیک وقت باتیں یہ تو عمران
کی ہی خاصیت ہے بہرحال چلیں ابھی پتہ لگ جائے گا۔ ویسے مجھے
بھی خیال آتا ہے کہ اگر یہ واقعی عمران ہوتا تو پھر اس طرح آسانی سے
بے ہوش نہ ہوتا" ۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"اچھا چلیں ہم خود ہی چلے چلتے ہیں اب فون کا انتظار کیا کرنا"
راجیش وکرم نے بے چین سے لہجے میں کہا اور وہ دونوں آگے پیچھے
چلتے ہوئے کمرے سے نکلے اور پھر مختلف راہداریوں سے گزرنے
کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں دیوار
کے ساتھ ایک جدید ترین مشین نصب تھی جس کے سامنے ایک
سٹریچر پر اسلم رضا لیٹا ہوا تھا۔ اس کے سر پر شفاف شیشے کا بنا
ہوا خود سا چڑھا دیا گیا تھا جس نے اس کا سر اور چہرہ گردن تک
ڈھانپ دیا تھا۔ لیکن شیشے میں سے وہ صاف نظر آ رہا تھا۔ خود کے

ساتھ منسلک مختلف رنگوں کی تاریں مشین کے ساتھ منسلک تھیں۔
اور سفید کوٹ پہنے دو آدمی مشین کی چیکنگ اور اسے آپریٹ
کرنے میں مصروف تھے۔

"باس ۔۔۔۔ مشین آپریٹ ہو چکی ہے" ۔۔۔۔ ایک سفید
کوٹ والے نے مڑ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مائیک مجھے دو۔ اور مشین آن کر دو" ۔۔۔۔
راجیش وکرم نے کہا۔

اور سفید کوٹ والے نے سر ہلا کر مشین کی سائیڈ سے ایک
چھوٹا سا مائیک ہک سے اتارا اور راجیش وکرم کی طرف بڑھا دیا۔
اس مائیک کے ساتھ سیاہ رنگ کی لچھے دار تار تھی جو مشین
کے ساتھ منسلک تھی۔ مائیک راجیش وکرم کے ہاتھ میں دے
کر سفید کوٹ والا مشین کی طرف مڑا ہی تھا۔

"ارے اس کی گھڑی پر یہ نقطہ کیسا چمک رہا ہے" ۔۔۔۔ شاگل
نے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر پہلے تو وہ اسلم
رضا کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کے ڈائل پر جلتے بجھتے نقطے کو غور
سے دیکھتا رہا۔ اس کی اچانک نظریں اس پر پڑ گئی تھیں۔ کیونکہ کلائی
ذرا سی ٹیڑھی ہو رہی تھی اس لئے جلتا بجھتا نقطہ بظاہر نظر نہ آ رہا تھا۔
لیکن اس کی ہلکی سی چمک سامنے مشین کے ایک سفید حصے پر پڑ
رہی تھی۔ اور اسے دیکھ کر ہی شاگل چونکا تھا اور اس نے آگے مڑ کر
کے دیکھا اور پھر اسے یہ جلتا بجھتا نقطہ نظر آ گیا تھا۔

"اوہ۔ اس گھڑی میں یقیناً کوئی ٹرانسمیٹر فٹ ہے" ۔۔۔۔ شاگل

نے کہا اور جلدی سے بے ہوش اسلم رضا کی کلائی سے گھڑی اتار لی۔ وہ اب گھڑی کو انتہائی غور سے دیکھ رہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کوئی کال آرہی ہے"۔۔۔ راجیش وکرم نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن مجھے معلوم ہی نہیں کہ اس اسلم رضا کی آواز اور لہجہ کیسا ہے"۔۔۔ شاگل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مجھے دیجئے۔ میں بات کرتا ہوں"۔۔۔ راجیش وکرم نے کہا۔ اور شاگل نے گھڑی اُسے دے دی۔ نقطہ بدستور جل بجھ رہا تھا۔ راجیش وکرم نے گھڑی کا ونڈ بٹن دبایا۔ لیکن نقطہ اُسی طرح جلتا بجھتا رہا۔ راجیش وکرم نے ونڈ بٹن کو ذرا سا باہر کھینچا تو نقطہ یک لخت مسلسل جلنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ اسلم رضا صاحب اوور"۔۔۔ یک لخت گھڑی میں سے ایک اجنبی لیکن مدھم سی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ اسلم رضا بول رہا ہوں اوور"۔۔۔ راجیش وکرم نے حتی الوسع اسلم رضا کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اسلم رضا صاحب۔ میں کیپٹن بول رہا ہوں۔ کیا آپ اکیلے ہیں۔ میرا مطلب ہے کیا میں کھل کر بات کر سکتا ہوں اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ بالکل کھل کر بات کرو اوور"۔۔۔ راجیش وکرم نے کہا۔ شاگل بھی اس کے ساتھ ہی کان لگائے کھڑا تھا اس لئے گھڑی سے نکلنے والی آواز اس کے کانوں میں بھی پہنچ رہی تھی۔

"عمران صاحب۔ میں کیپٹن شکیل بول رہا ہوں۔۔۔۔۔"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس بار راجیش کے ساتھ ساتھ شاگل بھی اچھل پڑا۔ راجیش کی آنکھوں میں یک لخت۔۔۔ تیز چمک ابھر آئی لیکن پھر اس نے جلدی ہی کان گھڑی سے لگا لیے۔ کیونکہ دوسری طرف سے کیپٹن شکیل مسلسل بول رہا تھا۔ اور جیسے جیسے وہ بات کرتا جا رہا تھا شاگل کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں۔ کیپٹن شکیل نے بڑی تفصیل سے بات کرتے ہوئے جب بات ختم کی تو شاگل نے جلدی سے راجیش کے ہاتھ سے گھڑی جھپٹ لی۔

"تم لوگ اس وقت کہاں موجود ہو اوور"۔۔۔ اس بار شاگل نے راجیش جیسا لہجہ اور آواز بناتے ہوئے کہا۔

وہی لہجہ اور آواز جس میں راجیش اسلم رضا بن کر بات کر رہا تھا۔ اور جواب میں کیپٹن شکیل نے اُسے جو لوکیشن بتائی اس سے شاگل سمجھ گیا کہ یہ لوگ ساحل سمندر پر گھاٹ سے کافی آگے ہیں۔ اس نے اُسے کہا کہ اب انہیں واپس لیبارٹری جانے کی ضرورت نہیں اور اس نے انہیں بتایا کہ وہ ایک کار بھیج رہا ہے۔ لیکن جب کیپٹن شکیل نے اُسے بتایا کہ کار ان کے پاس موجود ہے تو اس نے انہیں رامنگٹن روڈ پر اپنے ایک خاص اڈے کا پتہ بتا دیا۔ اور اس کے بعد رابطہ ختم ہو گیا۔

"اوہ۔ یہ عمران تھے۔ میرا شک درست نکلا۔ اوہ آپ نے حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے راجیش صاحب اور یہ کیپٹن شکیل وغیرہ یقیناً سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ اور اب اس عمران

سے کچھ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس پر یہ مشینیں وغیرہ اثر نہیں کرتیں۔ آپ اسے میرے حوالے کر دیں۔ یہ میرا شکار ہے" ــــ شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بات کرنے کے ساتھ ساتھ اس طرح سٹریچر پر بے ہوش پڑے ہوئے عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی عمران جس کا خاتمہ کرنے کی حسرت اُسے ہمیشہ رہی تھی اس طرح بے بسی کے عالم میں بھی اس کے سامنے پڑا ہوا نظر آ سکتا ہے۔

" یہ عمران ہی ہے تب بھی یہ نہ صرف بے ہوش ہے بلکہ گیس کے پریشر میں ہے۔ اور سب کانشس مشین اس سے سب کچھ اگلوا لے گی" ــــ راجیش نے کہا۔

" اوہ۔ آپ نہیں سمجھتے۔ یہ جب انٹیلی جنس کا آدمی ہی نہیں ہے تو اسے تفصیلات کا بھی علم نہ ہو گا۔ آپ اس چکر کو چھوڑیں۔ کیپٹن شکیل کی بات سے ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ اصل انونٹری گروپ کی گمشدگی کا انہیں علم ہو چکا ہے۔ اور عمران کا اسلم رضا کے روپ میں آنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے ساری پلاننگ کا علم ہو گیا ہے۔ آپ اس سے وقت معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ مجھے یقین ہے کہ اس نے باتوں باتوں میں آپ سے اصل پلاننگ اگلوا لی ہو گی یہ ہے ہی ایسا آدمی" ــــ شاگل نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ ہاں۔ اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ اس نے ایٹمی آبدوز کی مثال دی تھی۔ اوہ ہاں۔ واقعی اب مجھے خیال آ رہا ہے" ــــ راجیش نے کہا۔

" یہاں ٹیلی فون ہے" ــــ شاگل نے یک لخت چونکتے ہوئے کہا۔

" ٹیلی فون ــــ ہاں۔ ہے۔ اوہ ٹیلی فون پر مجھے یاد آیا کہ میں نے اس کے کمرے کا ٹیلی فون ٹیپ کرنے کے لئے خصوصی انتظام کرایا تھا۔ میں نے ایکس چینج میں اس کی ریکارڈنگ کا بندوبست کیا تھا۔ ہو سکتا ہے اس نے کوئی کال کی ہو" ــــ راجیش نے چونکتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ یہ آپ نے اچھا کیا۔ اگر آپ براہ راست ٹیلی فون ٹیپ کرتے تو اسے یقیناً معلوم ہو جاتا۔ پہلے مجھے کال کرنے دیں۔ تاکہ میں اس گروپ کا انتظام کر لوں پھر آپ پتہ کر لینا" ــــ شاگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے ایک کونے میں پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف جھپٹا اور اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کئے اور پھر رابطہ قائم ہوتے ہی وہ اپنے آدمیوں کو ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ کافی دیر تک بات چیت کرنے کے بعد اس نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔

" اب یہ کیپٹن شکیل وغیرہ بچ کر نہ جا سکیں گے۔ ان کے باقی ساتھی بھی یہاں یقیناً موجود ہوں گے اب میں ان کی روحوں سے بھی سب کچھ اگلوا لوں گا" ــــ شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے دوبارہ سٹریچر کی طرف مڑ گیا وہ اس طرح عمران کو دیکھ رہا تھا جیسے اُسے خطرہ ہو کہ کہیں عمران دھواں بن کر سٹریچر سے یکلخت غائب نہ ہو گیا ہو۔ راجیش وکرم نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھایا اور

نمبر ڈائل کرنے کے بعد وہ کسی سے باتوں میں مصروف ہو گیا۔

"ٹھیک ہے فوراً یہ ٹیپس میرے پاس بھجوا دو۔ فوراً" ——— راجیش نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس نے پاکیشیا کال کی ہے۔ ایڈمرل سے بات کی ہے" ——— راجیش نے کہا۔

"ایڈمرل سے ——— اوہ، پھر لازماً یہ انتہائی اہم بات چیت ہو گی۔ اب میں اسے سنے بغیر نہیں جاؤں گا۔ یہ ہوش میں تو نہیں آ جائے گا" شاگل نے بات کرتے کرتے مڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

"ارے نہیں۔ میں نے بتایا تو ہے جب تک اینٹی انجکشن نہ لگے گا یہ ہوش میں نہیں آ سکے گا" ——— راجیش نے جواب دیا۔ اور شاگل نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

صفدر، تنویر اور جولیا تینوں ہوٹل کے ہال میں بیٹھے ہوئے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ ناٹران نے انہیں نئی رہائش گاہ تو مہیا کر دی تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہاں باورچی وغیرہ موجود نہ تھا اس لئے کھانا انہیں ہوٹل میں ہی کھانا پڑتا تھا۔ ناٹران نے انہیں بتا دیا تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں موجود اس کا آدمی جیسے ہی شاگل آئے گا اطلاع دے دے گا۔ اور اب وہ اس کی طرف سے کسی اطلاع کے منتظر تھے۔

"میں پھر کہتا ہوں کہ ہمیں خود کچھ کرنا چاہیئے۔ اس طرح اطلاعات کے انتظار میں بیٹھے نہیں رہنا چاہیئے" ——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا کرنا چاہیئے۔ بولو" ——— جولیا نے خشک لہجے میں کہا۔

"ہم خود ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر وہاں سے معلومات حاصل کریں

کہ آخر شاگل کا خفیہ مشن کیا ہے۔ اور وہ کہاں ہے "۔۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

"دیکھو تنویر۔ مجھے معلوم ہے کہ تم خاصے پُرجوش واقع ہوئے ہو۔ تم سے بے کار نہیں بیٹھا جا سکتا۔ لیکن تم خود سوچو کہ اس بار ہمارے گروپ کے ذمہ جو مشن لگایا گیا ہے وہ انتہائی عجیب ہے۔ ہم نے شاگل کو ٹٹولنا ہے کہ کافرستانی حکومت ہمارے ملک کی ایٹمی آبدوز سے انونٹری گروپ حاصل کر کے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ایک پوائنٹ۔ دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ ہم یہ معلوم کریں کہ کافرستانی حکومت نے انٹیلی جنس کی میٹنگ میں ایجنڈے پر یہ پوائنٹ کیوں رکھا ہے کہ شوگران کے صدر کے دورے کی حفاظتی تفصیلات انہیں مہیا کی جائیں۔ یہ دونوں باتیں تب ہی معلوم ہو سکتی ہیں جب کہ شاگل ہمارے ہاتھ آئے۔ اور شاگل کے متعلق ۔۔۔ ان کے ہیڈ کوارٹر کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔ ایسی صورت میں سوائے اس کے ہم انتظار کریں اور کیا کر سکتے ہیں "۔۔۔ صفدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ ہمیں معلوم کرنا چاہیئے کہ شاگل کہاں غائب ہے "۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"جب ناٹران کا آدمی ہیڈ کوارٹر میں موجود ہے تو پھر ہمیں وہاں داخل ہو کر معلومات حاصل کرنے کا کیا فائدہ ہوگا "۔۔۔ جولیا نے کہا۔

لیکن پھر وہ سب یک لخت خاموش ہو گئے۔ کیونکہ ایک ویٹر

تیزی سے چلتا ہوا ان کی طرف آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں وائرلیس ٹیلیفون سیٹ تھا۔

"آپ کی کال ہے جناب "۔۔۔ ویٹر نے کہا۔

"ہماری ۔۔۔ کس کے نام ہے "۔۔۔ صفدر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نام کا تو علم نہیں۔ کوئی ڈاکٹر ستیش صاحب ہیں۔ انہوں نے آپ کا حلیہ بتلاتے ہوئے پوچھا ہے کہ کیا آپ یہاں موجود ہیں "۔۔۔ ویٹر نے جواب دیا۔

اور صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وائرلیس ٹیلی فون کا رسیور اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔

ویٹر نے ٹیلی فون میز پر رکھا اور خود ایک طرف ہٹ کر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ صفدر جانتا تھا کہ کال ہوٹل کی ایکس چینج کے ذریعے ہو رہی ہے۔ اس لئے وائرلیس فون استعمال ہو رہا ہے۔

"یس ۔۔۔ راجہ رام بول رہا ہوں "۔۔۔ صفدر نے اپنا کوڈ نام بتایا۔ یہاں چونکہ انہوں نے مقامی میک اپ کر رکھا تھا۔ اس لئے نام بھی یہاں کے مقامی ہی رکھے ہوئے تھے۔ ناٹران کا نام انہوں نے کوڈ میں ڈاکٹر ستیش رکھا ہوا تھا۔ اس لئے یہ نام سامنے آتے ہی صفدر نے ٹیلی فون لیا تھا۔

"راجہ صاحب ۔۔۔ میں ڈاکٹر ستیش بول رہا ہوں۔ کوٹھی پر جب بتایا گیا کہ آپ کھانا کھانے گئے ہوئے ہیں تو میں نے یہاں ٹرائی کی کیونکہ قریب اچھا ہوٹل یہی ہے "۔۔۔ دوسری طرف سے

ناٹران نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تکلیف کا شکریہ ۔۔۔ فرمائیں" ۔۔۔۔ صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"وہ جنرل منیجر واپس آگیا ہے۔ مجھے ابھی اطلاع ملی ہے۔ اور جناب وہ آتے ہی فوراً خفیہ فرم کے چیف راجیش سے ملنے چلا گیا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے ناٹران نے کہا اور صفدر چونک پڑا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ ہم نے کھانا کھا لیا ہے اور ہم واپس جا رہے ہیں اس لئے دوسری ملاقات میں تفصیلی بات ہو گی" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ ویٹر نے جلدی سے آگے بڑھ کر ٹیلی فون اٹھایا۔

"سنو ۔۔۔ بل لے آؤ" ۔۔۔ صفدر نے ویٹر سے کہا۔

اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس کاؤنٹر کی طرف چلا گیا۔

"لو بھئی تمہارا کام بن گیا۔ اب تمہاری ساری بے چینی دور ہو جائے گی" ۔۔۔ صفدر نے ویٹر کے جاتے ہی ہنستے ہوئے تنویر سے کہا اور تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ویٹر بل لے آیا۔ تو صفدر نے بل کی رقم کے علاوہ اسے بھاری ٹپ دی۔ اور وہ تینوں اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ باہر ان کی کار موجود تھی۔

"یہ تم بار بار بیک مرر میں کیا دیکھ رہے ہو" کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔ جولیا اکیلی پچھلی نشست پر بیٹھی تھی۔

"تعاقب کا اندازہ کر رہا تھا" ۔۔۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تعاقب ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ یہاں تعاقب کا کیا مطلب" ۔۔۔ تنویر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے۔ بہرحال احتیاط تو ہر لمحے کرنی چاہیئے" صفدر نے کہا۔ اور پھر کار کو اس کالونی کی سڑک پر موڑ دیا جہاں ان کی رہائش گاہ تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی میں پہنچ چکے تھے۔

ابھی انہیں کوٹھی میں پہنچے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور صفدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ راجہ رام بول رہا ہوں" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"صفدر صاحب۔ آپ بے فکر ہو کر بات کریں۔ یہاں اس کوٹھی میں ایسی مشین موجود ہے کہ اگر کوئی کال سننے یا ٹیپ کرنے کی کوشش کرے تو فوراً کاشن مل جاتا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے ناٹران نے کہا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ اب بتاؤ شاگل کے بارے میں کیا اطلاع ملی ہے" ۔۔۔ صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ راجہ رام نام لیتے ہوئے وہ خود الجھن محسوس کرتا تھا۔

"جی ہیڈ کوارٹر میں موجود میرے آدمی نے مجھے ابھی اطلاع دی ہے کہ اچانک شاگل واپس آگیا۔ اس نے دفتر میں پہنچ کر سب سے پہلے یہاں کی سنٹرل انٹیلی جنس کے نئے چیف راجیش وکرم کو فون کیا۔ جس پر راجیش وکرم نے اسے فوری طور پر اپنے ہیڈ کوارٹر

بلالیا۔ اور شاگل اب وہیں گیا ہے" ـــــ ناٹران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اور شاگل کب گیا ہے۔ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ کیونکہ عمران صاحب اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ساتھ بات چیت کرنے والا لازماً یہی راجیش وکرم ہوگا۔ اور ہوسکتا ہے وہ کسی بات پر مشکوک ہوگیا ہو" ـــــ صفدر نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا اس لئے میں نے فیصل جان کو پہلے ہی وہاں بھیج دیا ہے نگرانی کے لئے۔ یہ ہیڈ کوارٹر بارت روڈ پر ہے۔ کوٹھی نمبر ایک سو ایک۔ نیلے رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی عمارت ہے" ـــــ ناٹران نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ ہم وہیں جا رہے ہیں۔ تم بھی اپنے طور پر آنا چاہو تو آجاؤ" ـــــ صفدر نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ جلدی۔ میرے خیال میں شاگل کو اغوا کرنے کا یہ سب سے اچھا موقع ہے۔ بارت روڈ خاصی سنسان جگہ ہے۔ اور پھر رات کا وقت بھی ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔ اور تنویر اور جولیا بھی سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار رہائش گاہ سے نکل کر بارت روڈ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ سٹیرنگ پر صفدر تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ بارت روڈ پر پہنچ گئے اور پھر مطلوبہ عمارت سے کچھ پہلے اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔

"اب کیا پروگرام ہے" ـــــ جولیا نے کار رکتے ہی پوچھا۔

"میرا خیال ہے۔ مجھے اس عمارت کے اندر جانا چاہیئے۔ جب کہ تنویر باہر سے نگرانی کرے گا اور آپ کار میں رہیں گی" ـــــ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ہمارا مقصد تو شاگل کو اغوا کرنا ہے اور شاگل کی واپسی لازماً کار پر ہی ہوگی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم یہیں کار میں ہی انتظار کریں۔ اندر جانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا" ـــــ جولیا نے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"میں پھر عمارت کی عقبی سمت میں جاتا ہوں۔ ہوسکتا ہے۔ اس کا کوئی عقبی دروازہ ہو۔ اور ہم یہاں انتظار کرتے رہیں اور وہ عقبی طرف سے نکل جائے" ـــــ تنویر نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ لیکن محتاط رہنا" ـــــ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور تنویر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ ابھی انہیں وہاں رکے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ ایک آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے قریب پہنچا۔

"میرا نام فیصل جان ہے۔ باس ناٹران نے حکم دیا تھا کہ آپ کے یہاں پہنچتے ہی آپ کو صورت حال کے بارے میں رپورٹ دوں" اس آدمی نے کھڑکی کے قریب جھک کر کہا۔

"اوہ اچھا۔ تم میک اپ میں ہو۔ کیا پوزیشن ہے۔ اندر بیٹھ جاؤ" ـــــ جولیا نے کہا۔

اور فیصل جان دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"شاگل کو یہاں آئے ہوئے پون گھنٹہ گزر گیا ہے اور وہ ابھی اندر

ہے۔ اس دوران انٹیلی جنس کی ایک کار اندر گئی ہے"۔۔۔ فیصل جان نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"شاگل کس کار پر آیا ہے۔ میرا مطلب ہے نمبر اور ماڈل"۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

"وہ مجھ سے پہلے اندر پہنچ چکا تھا۔ اس لئے مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپ حکم دیں تو میں اندر چلا جاؤں"۔۔۔ فیصل جان نے کہا۔

"تم کس طرف سے نگرانی کر رہے ہو۔ سامنے کی طرف سے یا عقب سے"۔۔۔ اس بار صفدر نے پوچھا۔

"سامنے سے۔ اس کا عقبی راستہ موجود تو ہے لیکن کار نہیں نکل سکتی اور شاگل کی واپسی کار میں ہی ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ شاگل کو یہ معلوم نہیں ہے کہ ہم اس کی نگرانی کر رہے ہیں"۔۔۔ فیصل جان نے کہا۔

"ٹھیک ہے، تم نگرانی کرو۔ جیسے ہی شاگل کی کار باہر آئے تم ہمیں اشارہ کر دینا"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

اور فیصل جان سر ہلاتا ہوا کار سے نکلا اور پھر اسی طرف کو بڑھ گیا جدھر سے آیا تھا۔

"اتنی دیر سے وہ اندر کیا کر رہا ہے"۔۔۔ فیصل جان کے جاتے ہی صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کوئی میٹنگ وغیرہ ہو رہی ہو"۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ لیکن ابھی ان کی بات ختم ہی

ہوئی تھی کہ یک لخت اندھیرے میں سے پانچ آدمی نکلے اور انہوں نے کار کو گھیر لیا۔

"خبردار، ہاتھ اٹھا کر باہر آ جاؤ۔ ورنہ"۔۔۔ ان میں سے دو نے جولیا اور صفدر کی سائیڈ کے دروازے کھولتے ہوئے کہا۔ جب کہ باقی تین افراد کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنوں کا رخ ان کی طرف تھا۔ وہ اس قدر اچانک آئے تھے کہ صفدر اور جولیا کو ان کی آمد کا ذرا سا شبہ بھی نہ ہو سکا تھا۔

"کیا مطلب۔۔۔ کون ہو تم"۔۔۔ صفدر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"باہر آ جاؤ۔ ورنہ ایک لمحے میں ڈھیر کر دیں گے"۔۔۔ اس شخص نے غراتے ہوئے کہا۔ جس نے انہیں باہر نکلنے کا حکم دیا تھا۔ اور صفدر اور جولیا کو مجبوراً باہر آنا پڑا۔ کیونکہ سچویشن ہی ایسی تھی کہ وہ ذرا بھی حرکت نہ کر سکتے تھے۔

"آگے چلو"۔۔۔ مشین گنوں کی نالوں سے انہیں ٹھوکا دیتے ہوئے کہا گیا۔ اور پھر جیسے ہی دونوں آگے بڑھے۔ اچانک دو آدمیوں نے آگے بڑھ کر ان کے اٹھے ہوئے ہاتھ نیچے کئے۔ اور دوسرے لمحے کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی ان کے ہاتھ پشت پر کر کے ان میں کلپ ہتھکڑیاں ڈال دی گئی تھیں۔ جس مہارت سے یہ کارروائی کی گئی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ افراد کوئی عام مجرم نہیں بلکہ باقاعدہ تربیت یافتہ افراد ہیں۔ اس کے بعد ان کی باقاعدہ تلاشی لی گئی اور ان کی جیبوں میں موجود ریوالور وغیرہ باہر نکال

رہ گئے۔ صفدر اور جولیا دونوں اپنی جگہ پر انتہائی حیران تھے۔ کہ
اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ تنویر اور فیصل جان بھی کہیں نظر نہ آ
رہے تھے۔ اور پھر مسلح افراد انہیں دھکیلتے ہوئے انٹیلی جنس کے
ہیڈ کوارٹر میں لے آئے۔ عمارت کے اندر وہ جیسے ہی ایک کمرے
میں داخل ہوئے وہ واقعی بُری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ سامنے
فیصل جان اور تنویر دونوں ہی ستونوں سے بندھے کھڑے تھے۔ اور
کمرے کے اندر بھی چار مسلح آدمی موجود تھے۔ تنویر اور فیصل جان دونوں
کے سر سائیڈوں پر ڈھلکے ہوئے تھے۔ انہیں بے ہوش کیا گیا تھا۔
پھر صفدر اور جولیا کو بھی ستونوں سے باندھ دیا گیا۔ اور مسلح افراد
مشین گنیں لے کر کمرے کی دیواروں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ لیکن
وہ سب لوگ بے حد چوکنے اور مستعد نظر آتے تھے۔ چند لمحوں بعد
دروازہ کھلا اور صفدر اور جولیا دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ آنے
والا شاگل تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور آدمی تھا۔

"ہوں ـــــ تو یہ لوگ نگرانی کر رہے تھے" ـــــ شاگل نے
آگے بڑھ کر غور سے صفدر اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ان سے پوچھ گچھ کی جائے کہ یہ کون لوگ ہیں" ـــــ
شاگل کے ساتھ آنے والے نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہو گا۔
اور یہ تو اتفاق ہے کہ عقبی سمت میں موجود یہ آدمی ٹریس ہوا اور اس
کے ٹریس ہونے پر یہ دوسرا آدمی بھی چیک کیا گیا اور پھر اس نے

ان کی کار میں جا کر بات چیت کی ورنہ تو شاید ہمیں ان کے متعلق پتہ
ہی نہ چلتا" ـــــ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ لوگ یہاں نگرانی کیوں کر رہے تھے" ـــــ دوسرے
آدمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ یقیناً عمران کی نگرانی کرتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔ تمہارے
آدمیوں نے انہیں مارک نہیں کیا" ـــــ شاگل نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

اور عمران کا نام سن کر صفدر اور جولیا دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ
انہیں علم ہی نہ تھا کہ عمران بھی یہاں موجود ہے۔ حالانکہ عمران تو اسلم
رضا کے میک اپ میں تھا۔ لیکن شاگل براہِ راست عمران کا نام
لے رہا تھا۔

"اوہ۔ ایسا ہی ہوا ہو گا۔ اس کا مطلب ہے اس نے اپنی نگرانی
کا باقاعدہ انتظام کر رکھا تھا تب تو صورت حال زیادہ خراب ہو
گئی۔ اس کا مطلب ہے ہمارا آدمی تو خطرے میں ہے" ـــــ دوسرے
آدمی نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ واقعی اگر ایسا ہی ہوا ہے تو وہ خطرے میں ہے۔
وہ ٹیپس آجائیں تو میں کوئی فیصلہ کروں" ـــــ شاگل نے ہونٹ
کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہ بس پہنچنے ہی والی ہیں" ـــــ دوسرے آدمی نے کہا۔
اور ابھی اس کی بات ختم ہی ہوئی تھی کہ دروازے سے ایک آدمی
اندر داخل ہوا۔

" سر ایکس چینج سے ٹیپس پہنچ گئی ہیں " ___ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں شاگل کے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" تمہارے آدمی ان کا خیال رکھیں گے ۔ یہ انتہائی شاطر لوگ ہیں ۔ اگر یہ ذرا سی حرکت کرنے لگیں تو بے شک گولیوں سے بھون ڈالنا " شاگل نے کہا ۔ اور اس کے ساتھی نے ہال میں موجود مسلح افراد سے مخاطب ہو کر یہی حکم دوہرایا اور پھر شاگل اور وہ دونوں ہی اکٹھے چلتے ہوئے واپس مڑے اور دروازے سے باہر نکل گئے ۔

" تم اچانک اتنے سنجیدہ کیوں ہو گئے ہو " ___ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں سامنے بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" بات ہی سنجیدگی کی ہے ۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہاں کوئی گڑبڑ کی جا رہی ہے " ___ سامنے بیٹھے ہوئے اسلم رضا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا ۔

" گڑبڑ ___ کیسی گڑبڑ " ___ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا ۔

" تمہیں اس کا احساس نہیں ہوا " ___ اسلم رضا نے پوچھا ۔

" نہیں ۔ مجھے تو کوئی احساس نہیں ہوا ۔ اور گڑبڑ ہو کیسے سکتی ہے ۔ گڑبڑ کا مطلب کیا ۔ ہم سرکاری میٹنگ میں آئے ہیں کسی مشن پر تو نہیں آئے " ___ سوپر فیاض کے لہجے میں حیرت تھی ۔

"تمہیں معلوم ہے کہ شوگران کے صدر جب ایٹمی آبدوزیں جا کر اس کی کارکردگی چیک کریں گے تو اس کے لئے کون سا وقت مقرر کیا گیا ہے"۔۔۔۔۔۔ اسلم رضا نے ہونٹ چباتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ معلوم ہے۔۔۔۔۔۔ کیوں"۔۔۔۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کی حیرت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

"کون سا وقت مقرر کیا گیا ہے۔ مجھے تفصیل بتاؤ پھر میں بتاتا ہوں کہ کیا گڑبڑ ہے"۔۔۔۔۔۔ اسلم رضا نے کہا اور جواب میں سوپر فیاض نے ساری تفصیلات مع اوقات کے بتا دی۔

"کیا اس میں کوئی تبدیلی تو نہیں ہو سکتی"۔۔۔۔۔۔ اسلم رضا نے پوچھا۔

"تبدیلی۔۔۔۔۔۔ کیسی تبدیلی۔ شوگران والوں سے یہ اوقات کنفرم ہو کر آگئے ہیں۔ اب تبدیلی کیسے ہو گی"۔۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے جواب دیا۔

"تو سنو۔ گڑبڑ یہ ہو رہی ہے کہ ان لوگوں کا مقصد ہے کہ یہ اوقات تبدیل ہو جائیں۔ اور اچانک تبدیل ہوں تاکہ شوگران کے صدر ناراض ہو جائیں اور پاکیشیا کے ساتھ معاہدہ کرنے سے انکار کر دیں"۔۔۔۔۔۔ اسلم رضا نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن انہیں معلوم نہیں ہے کہ سر رحمان انتہائی اصول پسند واقع ہوئے ہیں اب چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے یہ اوقات تبدیل نہیں ہو سکتے"۔۔۔۔۔۔ سوپر فیاض

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی انہیں یہی جواب دیا تھا۔ اور وہ خاموش ہو گئے ہیں"۔۔۔۔۔۔ اسلم رضا نے جواب دیا۔

"بالکل انہیں خاموش ہونا پڑے گا۔ لیکن تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو۔ ویسے تو میں تمہاری باتوں سے ہمیشہ زچ ہو جایا کرتا ہوں اور میری خواہش ہوتی ہے کہ تم سنجیدہ ہو جاؤ۔ لیکن اب جب کہ تم سنجیدہ ہوئے ہو تو مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی خلا رہ گیا ہو۔ جیسے کوئی انہونی ہو گئی ہو"۔۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں۔ نجانے کیوں میرے سر میں درد سا محسوس ہو رہا ہے۔ میرا خیال ہے مجھے آرام کرنا چاہیئے۔ اچھا میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔ تم آرام کرو"۔۔۔۔۔۔ اسلم رضا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور جلدی سے قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سوپر فیاض بڑے حیرت بھرے انداز میں اسے اس طرح جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

"کمال ہے۔ کبھی اس طرح سنجیدہ ہو جاتا ہے۔ جیسے اس نے کبھی زندگی میں مذاق ہی نہ کیا ہو اور کبھی اتنا مذاق کرتا ہے کہ آدمی زچ ہو جاتا ہے"۔۔۔۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر لباس بدلنے کے لئے ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن ابھی اس نے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ یک لخت ٹھٹھک کر رک گیا اس کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔

"اوہ اوہ ـــــ یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں۔ نہیں" ـــــ سپرنٹنڈنٹ فیاض اونچی آواز میں بڑبڑایا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اُسے خود اپنی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔ وہ باتھ روم میں جانے کی بجائے واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر الجھنوں کے تاثرات نمایاں تھے۔

"بالکل مجھے یاد آ رہا ہے کہ عمران نے کرسی سے اٹھتے وقت دائیں گھٹنے کو پہلے دبایا اور پھر کھڑا ہوا۔ بالکل ایسے ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کا گھٹنا صحیح کام نہیں کر رہا۔ یہ ایکشن تو ایسے آدمی کا ہو سکتا ہے جس کے گھٹنے میں بیماری ہو۔ لیکن عمران۔ نہیں۔ نہیں۔ عمران نے کبھی ایسی بیماری کا نہیں بتایا اور نہ پہلے کبھی ایسا کیا ہے" ـــــ سوپر فیاض نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اُسے دراصل باتھ روم کی طرف جاتے جاتے اچانک اس بات کا خیال آ گیا تھا کہ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے پہلے دائیں گھٹنے کو انگلیوں سے پکڑ کر دبایا اور پھر گھٹنا اکٹھا کر کے وہ اٹھا اور چلا گیا۔ اس وقت تو فیاض کے ذہن نے اس بات کو مارک نہ کیا۔ لیکن پھر اچانک اُسے اس بات کا خیال آ گیا۔ دراصل اس کے والد کو یہی تکلیف رہی تھی۔ ان کے گھٹنوں میں یہ بیماری ہو گئی تھی کہ اٹھنے سے پہلے انہیں گھٹنوں کو انگلیوں سے دبانا پڑتا تھا اور پھر وہ گھٹنوں کو سیٹتے اور پھر اٹھتے۔ لیکن عام طور پر چلتے پھرتے بیماری محسوس نہ ہوتی تھی۔ صرف اٹھتے وقت ایسا کرنا پڑتا تھا۔ اور فیاض کے والد چونکہ کافی عرصہ تک اس بیماری کا شکار رہے تھے اس لئے فیاض

کو یہ علامات معلوم تھیں۔ لیکن عمران تو اس بیماری کا شکار نہ تھا۔ پھر ران نے اٹھتے وقت ایسا کیوں کیا۔ اور پھر اس سے پہلے ایسا کیوں ہیں کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں عمران کا بدلا ہوا مویہ واضح ہوتا گیا۔

"اوہ۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ یہ شخص عمران نہ ہو۔ یکن پھر عمران کہاں گیا یہ کون ہے" ـــــ سپرنٹنڈنٹ فیاض یہ یال آتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر تیزی سے دروازے کی رف بڑھ گیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ واپس آ گیا۔ کیونکہ عمران کا مرہ اس کی سائیڈ میں تھا۔ اور دونوں کے درمیان ایک روشندان بھی موجود تھا۔ باہر راہداری میں تو لوگ آ جا رہے تھے۔ اس لئے ہر سے تو معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اتنی بات تو سپرنٹنڈنٹ فیاض بھی جانتا تھا کہ اگر یہ اصل عمران نہیں ہے تو پھر یہ خود تو اس کے تعلق بتائے گا نہیں۔ چنانچہ اس نے روشندان سے اُسے دوبارہ ور سے دیکھنے کا پروگرام بنایا۔ یہ خیال آتے ہی وہ تیزی سے آگے ڑھا۔ اور اس نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا اور پھر واپس آ کر اس نے پلنگ کے ساتھ پڑی ہوئی ـــــ میز کو اٹھا کر پلنگ پر رکھا۔ اور یک کرسی اٹھا کر میز پر رکھ دی۔ لیکن اب مسئلہ تھا اس میز اور پھر اس کرسی پر چڑھنے کا۔ کیونکہ پلنگ پر بچھے ہوئے فوم کی وجہ سے میز تھی۔ سوپر فیاض نے چند لمحوں تک اور کوئی تجویز سوچنے کی کوشش ی۔ لیکن جب اور کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے سی ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے دیوار کو پکڑا اور پھر

ایک پیر اٹھا کر میز پہ رکھا اور جب اچھل کر وہ اس پہ دوسرا پیر رکھ کر چڑھنے لگا تو میز اور کرسی اس بری طرح ہلی کہ سوپر فیاض کو پہلا پیر بھی ہٹانا پڑا۔ ورنہ وہ کرسی اور میز سمیت پلنگ سے نیچے جا گرتا۔ وہ پلنگ سے اترا۔ اس نے کرسی اٹھا کر واپس رکھی اور پھر میز کو بھی واپس فرش پہ رکھ کر وہ پلنگ کی ایک سائیڈ پہ آیا۔ اور اس نے پلنگ کو دروازے کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا۔ نیچے فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔ اس لئے پلنگ کے گھسیٹے جانے سے کوئی آواز پیدا نہ ہوئی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ پلنگ ہٹا کر قالین پہ میز اور اس پہ کرسی رکھ کر اوپر چڑھے گا۔ لیکن پلنگ گھسیٹنے کے بعد اسے خیال آیا کہ اب اس کا سر روشندان تک نہ پہنچ سکے گا۔ چنانچہ اس نے براہِ راست عمران کے کمرے میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ تیزی سے مڑ کر دروازے تک پہنچا۔ اس کا لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گیا۔ ساتھ والے کمرے کا دروازہ بند تھا اور باہر راہداری میں بھی کوئی موجود نہ تھا۔ سوپر فیاض نے دروازے کو دبا کر چیک کرنے کی کوشش کی کہ عمران نے اُسے لاک کیا ہے یا نہیں۔ لیکن دروازہ اندر سے لاک نہ تھا۔ اس کا ایک پٹ بے آواز کھلتا گیا۔ اور فیاض یہ دیکھ کر چونک پڑا۔ کہ عمران پلنگ پر سونے کی بجائے سائیڈ پہ کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ اور اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کانوں سے لگایا ہوا تھا۔ ابھی فیاض سوچ ہی رہا تھا کہ عمران کو متوجہ کرے کہ عمران چونک کر بول پڑا۔

"اوہ۔ یس سر ——— میں انسپکٹر شیر سنگھ بول رہا ہوں۔ میں نے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ایک انتہائی اہم بات معلوم کر لی ہے" عمران کے منہ سے اجنبی سی آواز سنائی دی۔ اور سوپر فیاض کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"یس سر ——— میں نے ایٹمی آبدوز میں شوگران کے صدر کے پہنچنے سے لے کر واپس آنے تک کے تمام اوقات معلوم کر لئے ہیں" ——— عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہی اوقات دوہرانے شروع کر دیئے جو سپرنٹنڈنٹ فیاض نے اسے بتائے تھے۔

"او۔کے سر ——— میں خیال رکھوں گا۔ ویسے فیاض بالکل احمق آدمی ہے۔ آپ بے فکر رہیں اُسے کسی صورت شک نہیں پڑ سکتا۔ میں ویسے محتاط رہوں گا" ——— عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ لیکن اب معاملہ فیاض کی برداشت سے باہر ہو چکا تھا۔ وہ ایک دھماکے سے دروازے کا دوسرا پٹ کھولتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ کرسی پہ بیٹھے ہوئے اسلم رضا نے آواز سنتے ہی تیزی سے اٹھنا چاہا لیکن ابھی وہ آدھا اٹھا تھا کہ دوبارہ دھڑام سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ یقیناً اس کے گھٹنے نے اس طرح اچانک سیدھا ہونے سے جواب دے دیا تھا۔ لیکن جب تک سوپر فیاض اس کے سر پر پہنچا وہ دوبارہ اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

"عمران کہاں ہے" ——— سوپر فیاض نے اس کے سامنے

رکتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو" ---- اسلم رضا نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں پوچھ رہا ہوں عمران کہاں ہے۔ اور تم اس کے میک اپ میں کیسے یہاں پہنچے" ---- سپرنٹنڈنٹ فیاض نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا اسلم رضا کا بازو بجلی جیسی تیزی سے حرکت میں آیا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کے چہرے پر زوردار مکہ پڑا۔ اور فیاض چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل نیچے قالین پر گرا۔

"اب تم چھٹی کرو۔ اب تمہارے میک اپ میں بھی ہمارا ہی آدمی جائے گا" ---- اسلم رضا نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال لیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا قالین پر گرا ہوا ---- سوپر فیاض یک لخت کسی مینڈک کی طرح پھدکا اور اس نے دونوں ٹانگیں اس کے گھٹنوں پر ماریں تو اس آدمی کے ریوالور سے ٹھک کی آواز کے ساتھ گولی تو نکلی لیکن اچانک ضرب لگنے کی وجہ سے اس کا جسم پیچھے کو جھکا تھا اس لئے گولی چھت سے ٹکرائی اور وہ آدمی چیختا ہوا پشت کے بل کرسی سے ٹکراتا ہوا میز پر جا گرا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا تھا۔ سپر فیاض نے ضرب لگا کر تیزی سے ٹانگیں سمیٹیں۔ اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کسی عقاب کی طرح اڑتا ہوا اس آدمی پر جا گرا۔ اور اس کے

اچانک گرنے کی وجہ سے ---- میز ایک کڑاکے سے ٹوٹ گئی۔ اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے اوپر نیچے قالین پر جا گرے لیکن نیچے والے آدمی کے حلق سے اس قدر بھیانک چیخ نکلی کہ جیسے اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ گئی ہو۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض تو واقعی بجلی بنا ہوا تھا۔ نیچے گرتے ہی اس نے پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر ماری۔ اور ساتھ ہی اس کا عقبی جسم فضا میں اٹھا۔ اور دوسرے لمحے اس کے دونوں جڑے ہوئے گھٹنے پوری قوت سے اس آدمی کی ناف پر پڑے اور اس آدمی کا چہرہ مسخ ہو گیا اور جسم ایک لمحے کے لئے مڑا تڑا پھر ساکت ہو گیا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض تیزی سے اٹھا اور پھر وہ دوڑتا ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا کیونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور اسے خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے کوئی اندر آ جائے گا۔ اس نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر اس نے اس طرف دوڑ لگا دی جہاں اس آدمی کا سائیلنسر لگا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر گرا تھا۔ ریوالور قبضے میں لیتے ہی سپرنٹنڈنٹ فیاض اس آدمی کی طرف پہنچا۔ اس نے جھک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ اور اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ کیونکہ وہ آدمی جس نے فون پر اپنا نام انسپکٹر شیر سنگھ بتایا تھا مرا نہیں تھا بلکہ بیہوش تھا۔

سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر جھک کر اس نے بے ہوش شیر سنگھ کی ٹانگ پکڑی اور اسے گھسیٹتا ہوا ملحقہ باتھ روم کی طرف لے گیا۔ اس نے باتھ روم میں جا کر شیر سنگھ

کو چیئر کموڈ پر بٹھا دیا۔ اور خود واپس کمرے میں آ کر اس نے الماری کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ الماری میں وہی لباس اور سامان موجود تھا جو عمران ساتھ لے آیا تھا۔ اس نے اس سامان کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اسے بیگ میں سے ایک کاغذ ملا جس پر ایک فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ اس نے وہ کاغذ جیب میں ڈالا اور پھر بیگ کی سائیڈ جیب سے اُسے نائلون کی انتہائی باریک لیکن مضبوط رسی کا لچھا دستیاب ہو گیا۔ اس نے وہ رسی اٹھائی اور واپس باتھ روم میں آ گیا۔ شیر سنگھ ابھی تک چیئر کموڈ پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بڑی مہارت سے اس کے ہاتھ۔ اور پیروں کے ساتھ ساتھ باقی جسم بھی چیئر کموڈ کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا۔ پھر اس نے باتھ روم کا دروازہ بند کیا اور واش بیسن کا نل کھول دیا۔ اس نے ایک ڈبہ اٹھایا۔ اُسے پانی سے بھرا اور ڈبے کا پانی بے ہوش شیر سنگھ کے سر اور چہرے پر انڈیل دیا۔ ٹھنڈے پانی کی وجہ سے چند لمحوں بعد ہی شیر سنگھ کے جسم میں حرکت محسوس ہوئی اور پھر اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"تمہارا نام شیر سنگھ ہے اور تم کافرستان انٹیلی جنس میں انسپکٹر ہو۔ یہ تو مجھے معلوم ہے۔ لیکن اب بتاؤ کہ تم نے عمران کی جگہ کیسے لی۔ اور عمران کہاں ہے"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر شیر سنگھ کی دونوں آنکھوں کے درمیان اس کی نال رکھ کر غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ میں نہیں جانتا۔ کچھ نہیں جانتا۔ میں اسلم رضا ہوں۔

شیر سنگھ نہیں ہوں"۔۔۔ شیر سنگھ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے دیکھ لیا ہے کہ میں نے تمہیں کیسے بے بس کر دیا ہے میرا نام سپرنٹنڈنٹ فیاض ہے۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض۔ اور مجھے پاکیشیا انٹیلی جنس میں قصائی کہتے ہیں۔ سمجھے۔ تمہیں مجھ پر حملہ کرنے کا موقع اس لئے مل گیا تھا کہ میں فوری طور پر یہ فیصلہ نہ کر سکا تھا کہ تم عمران کے کوئی ساتھی ہو یا دشمن۔ لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم دشمن ہو۔ اس لئے ابھی چند لمحوں کے اندر ہی تمہارے جسم کی ایک ایک بوٹی علیحدہ ہو جائے گی۔ دشمنوں کے لئے میں واقعی قصائی ہوں"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے لہجے میں غراہٹ اور زیادہ بڑھ گئی۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے مار ڈالو۔ گولی مار دو۔ میں کچھ نہیں جانتا" انسپکٹر شیر سنگھ نے اُسی طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ اتنی آسانی سے مار ڈالوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔۔۔ فیاض نے جواب میں غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور ایک سائیڈ پر رکھا اور مڑ کر اس نے سائیڈ میں پڑا ہوا کموڈ صاف کرنے والا برش اٹھا لیا۔ یہ برش انتہائی سخت تاروں کا بنا ہوا تھا۔ اور اس کا ہینڈل خاصا لمبا تھا۔ اور سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بڑے اطمینان سے برش کو شیر سنگھ کے چہرے پر زور سے اس طرح رگڑنا شروع کر دیا۔ جیسے وہ کسی انسانی چہرے کی بجائے کسی لوہے کی پلیٹ کا زنگ اتارنے کے لئے رگڑائی کر رہا ہو۔ باتھ روم شیر سنگھ کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بڑے

اطمینان سے اپنی کارروائی کو جاری رکھا۔ اُسے معلوم تھا کہ باتھ روم کے
بعد کمرہ آتا ہے اور کمرہ بند ہے اور اس کے ساتھ ہی واش بیسن میں
بہنے والے پانی کے شور کی وجہ سے شیر سنگھ کی چیخیں باہر سنائی نہ
دیں گی۔ شیر سنگھ کا پورا جسم بُری طرح پھڑکنے لگا تھا۔ اس کے چہرے
کی کھال اس طرح برش کے سخت تاروں سے ادھڑ رہی تھی کہ جیسے
ایک ایک ریشہ خنجر سے علیحدہ کیا جا رہا ہو۔

"یہی عمل پورے جسم پر ہو گا" ——— سپرنٹنڈنٹ فیاض نے
اس طرح اطمینان سے کہا جیسے اُسے اس عمل سے دلی مسرت ہو
رہی ہو۔

"بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں" ——— شیر سنگھ نے ڈوبے ہوئے
لہجے میں کہا۔ اور سپرنٹنڈنٹ فیاض نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہٹا لیا۔
شیر سنگھ کی ناک، منہ۔ دونوں گالوں سے گوشت کے ریشے لٹک
رہے تھے۔ برش کی تاروں پر خون کے ساتھ ساتھ کھال کے بے شمار
ریزے چمٹے ہوئے تھے۔ اور شیر سنگھ کی ناک کی ہڈی کے ساتھ ساتھ
اس کے جبڑے اور دانت بھی نظر آنے لگ گئے تھے۔ اس کا حلیہ
انتہائی دہشت ناک ہو گیا تھا۔

"بتاؤ۔ ورنہ اس بار گردن پر کام شروع کروں گا" ——— سپرنٹنڈنٹ
فیاض نے گردن پر برش رکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"میں عمران کو نہیں جانتا۔ اسلم رضا کے میک اپ میں مجھے
بھیجا گیا تھا۔ اور اسلم رضا کو چیف باس نے اپنے ہیڈ کوارٹر میں
منگوایا ہے۔ تاکہ وہ وہاں اس سے ایٹمی آبدوز میں شوگران کے

صدر کے جانے اور اوقات کے بارے میں پوچھ گچھ کر سکیں۔ میں
نے اسلم رضا کے میک اپ میں تمہارے ساتھ واپس پاکیشیا
جانا تھا۔ تاکہ وہاں سے اس بارے میں معلومات حاصل کر کے
یہاں بھیجوں۔ لیکن میں نے تم سے بات کی تو تم نے وہ اوقات بتا
دیئے۔ اور میں نے اپنے باس سپرنٹنڈنٹ پردیپ کو فون کر کے بتا
دیا۔ بس اتنی بات جانتا ہوں کہ تم آ گئے" ——— شیر سنگھ نے
ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا سر ایک
سائیڈ پر ڈھلک گیا وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے
برش ایک طرف پھینکا اور پھر سائیڈ میں پڑا ہوا ریوالور اٹھا کر اس نے
اس کی نال بے ہوش شیر سنگھ کی کنپٹی سے لگائی اور ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک
کی آواز کے ساتھ ہی شیر سنگھ کی کھوپڑی کے ہزاروں ٹکڑے ادھر
ادھر بکھر گئے۔ اور رسیوں سے بندھے ہوئے شیر سنگھ کا جسم جو
ہلکے ہلکے لرز رہا تھا ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔

سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ریوالور جیب میں ڈالا اور اٹھ کر باتھ روم
سے باہر آ گیا۔ اب اس کے لئے مسئلہ تھا کہ وہ عمران کو انٹیلی جنس
کے ہیڈ کوارٹر سے کیسے رہائی دلائے۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ
آخر یہ سب چکر کیا ہے۔ کافرستان والے ان اوقات کو معلوم
کر کے کیا ——— کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہاں مہمان تھا۔ اس لئے ظاہر
ہے وہ خود تو کوئی کارروائی نہ کر سکتا تھا۔ ادھر اب شیر سنگھ کی
لاش بھی اس کے لئے مسئلہ بن گئی تھی۔ ایک لمحے کے لئے اُسے
خیال آیا کہ وہ ٹیلی فون کر کے سر رحمان کو ساری صورت حال

سے آگاہ کر دے۔ اس کے بعد سر رحمان جیسے حکم دیں۔ لیکن اسی لمحے اُسے عمران کے بیگ سے ملنے والے اس کاغذ کا خیال آگیا جس پر اس کے خیال کے مطابق لکھے ہوئے ہندسے فون نمبر ہی ہو سکتے تھے۔ اب یہ تو اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ فون نمبر پاکیشیا کا ہے یا کافرستان کا۔ لیکن اس نے کوشش کرنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے ایک طرف تپائی پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پھر جیب سے وہ کاغذ نکال کر سائیڈ پر رکھا اور کاغذ پر لکھے ہوئے نمبر گھمانے لگا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔۔۔ راجیش ٹریڈرز۔۔۔" دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ اور سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بے اختیار ایسا منہ بنا لیا جیسے کونین کی کڑوی گولی کسی نے زبردستی اس کے حلق میں ڈال دی ہو۔

"علی عمران کو جانتے ہیں آپ" ۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"علی عمران ۔۔۔ اوہ۔ کون صاحب بول رہے ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والا عمران کا نام سن کر اس طرح چونکا تھا کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ عمران کو جانتا ہے۔

"میں فیاض بول رہا ہوں سنٹرل انٹیلی جنس آف پاکیشیا کا سپرنٹنڈنٹ میں یہاں کافرستان میں سرکاری دورے پر آیا ہوا ہوں" ۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے اپنی عادت کے مطابق بڑے فاخرانہ لہجے

میں کہا۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض آپ۔ جی فرمایئے۔" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے پوچھا ہے کہ آپ علی عمران کو جانتے ہیں یا نہیں اور اگر جانتے ہیں تو کیسے جانتے ہیں" ۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے جھلا کر کہا۔

"اوہ۔ فیاض صاحب۔ کھل کر بات نہیں کی جا سکتی۔ البتہ آپ کے اطمینان کے لئے ایک نام لے دیتا ہوں۔ اسلم رضا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔ اشارہ بتا رہا تھا کہ دوسری طرف سے بولنے والا نہ صرف عمران کو جانتا ہے بلکہ یہ بھی جانتا ہے کہ عمران فیاض کے ساتھ اسلم رضا کے میک اپ میں ساتھ آیا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ عمران کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اس کے سامان سے ایک کاغذ پر یہ فون نمبر لکھا ہوا مجھے ملا تھا۔ میں نے سوچا کہ دیکھوں کس کا نمبر ہے۔ تم اپنا نام تو بتاؤ" ۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کہا۔

"عمران صاحب کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ کب۔ کیسے۔ پلیز۔ پوری تفصیل بتائیں۔ میرا نام مت پوچھیئے۔ صرف آپ کے اطمینان کے لئے اتنا بتا دیتا ہوں کہ عمران صاحب جس محکمے کے لئے کام کرتے ہیں۔ میں یہاں اس محکمے کا آدمی ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا اچھا ۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ اوہ۔ پھر تو اچھا ہوا۔ سنو عمران

کو یہاں سے اغوا کیا گیا ہے۔ اس کی جگہ اس کے میک اپ میں ایک انسپکٹر کو یہاں بھیجا گیا۔ لیکن وہ میری عقابی نظروں سے کیسے بچ سکتا تھا۔ میں نے اُسے پکڑ لیا۔ اور پھر میں نے اس سے معلوم کر لیا۔ اس نے بتایا ہے کہ عمران کو یہاں ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں لے جایا گیا ہے۔ وہ انسپکٹر ختم ہو گیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اُسے وہاں سے نکالا جائے" ——— سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کہا۔

" اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں بندوبست کر لوں گا۔ بے فکر رہیں۔ آپ سب باتوں سے غیر متعلق ہو جائیں جیسے آپ کو علم ہی نہ ہو۔ میں انسپکٹر کی لاش بھی اٹھا لوں گا۔ بے فکر رہیں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

" لیکن کیسے ——— یہ مجھے تو پتہ چلے" ——— سپرنٹنڈنٹ فیاض نے حیران ہو کر کہا۔

" اس کو چھوڑیں۔ میرے آدمی یہاں موجود ہیں۔ وہ سب سنبھال لیں گے۔ آپ اپنے کمرے سے بات کر رہے ہیں" ——— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" جی نہیں۔ میں عمران کے کمرے سے بات کر رہا ہوں۔ وہ انسپکٹر کی لاش باتھ روم میں ہے" ——— سپرنٹنڈنٹ فیاض نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ واپس اپنے کمرے میں چلے جائیں۔ کمرے کا دروازہ لاک نہ کریں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ گڈ بائی" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا۔ اور پھر واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار موجود تھے۔ وہ عمران والے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ یک لخت اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور دو مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔

" خبردار ——— ہاتھ اٹھا لو۔ ورنہ ——— آنے والوں میں سے یک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور فیاض کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔

" کیا مطلب ——— کون ہو تم۔ جانتے نہیں ہو کہ میں ...." وپہ فیاض نے کہا۔

" میں جانتا ہوں تم کون ہو۔ لیکن اپنے ہاتھ اٹھا لو" ——— مسلح دمی نے آگے بڑھتے ہوئے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔ ں کا لہجہ اور چہرہ صاف چغلی کھا رہا تھا کہ اگر سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ند لمحوں کی بھی دیر ہوئی تو اس نے مشین گن کا فائر کھول دینا ہے اس ئے فیاض نے ہونٹ کاٹتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا لئے۔

" دیوار کی طرف منہ کرو" ——— اُسی آدمی نے کہا۔ اور فیاض نے ونا دیوار کی طرف منہ کر لیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ دیوار کی طرف گھوما اچانک اس کی کھوپڑی پر ضرب پڑی اور وہ بے اختیار چیختا ہوا ٹا کھا کر منہ کے بل دیوار سے ٹکرایا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا سری ضرب پڑی اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ذہن میں ناچتے ہوئے بجھ گئے۔ ت: رے یک لخت تاریکی میں ڈوب گئے۔

بڑے سے ہال کمرے میں ایک بیضوی میز کے گرد کرسیوں پر تین افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ ایک کرسی خالی تھی۔ ان میں سے ایک کرسی پر شاگل دوسری پر انٹیلی جنس کا چیف راجیش وکرم اور تیسری کرسی پر ایک بوڑھا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک لگی ہوئی تھی۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور کافرستان کے وزیر اعظم اندر داخل ہوئے۔ انہیں دیکھتے ہی وہ چاروں مؤدبانہ انداز میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تشریف رکھیئے" ــــــ وزیر اعظم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ان چاروں سے کہا اور خود بھی وہ خالی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"مجھے آپ کی رپورٹیں مل چکی ہیں۔ لیکن معاملے کی اہمیت کے پیش نظر میں نے سوچا کہ اس بارے میں تفصیل سے بات ہو جائے۔

مسٹر شاگل۔ آپ اپنی رپورٹ دیجیئے" ــــــ وزیر اعظم صاحب نے تمہیدی فقرے کہنے کے بعد شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے نقلی انونڑی گرپ پاکیشیا کی ایٹمی آبدوز تک پہنچا دی اور کسی کو شک نہ ہو سکا۔ لیکن واپسی پر جب میں نے جناب راجیش وکرم صاحب سے بات کی تو انہوں نے مجھے اپنے ہیڈ کوارٹر بلوایا۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ پاکیشیا والوں کو کسی طرح اصل انونڑی گرپ کی عدم موجودگی کا نہ صرف پتہ چل چکا ہے بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ساری ٹیم یہاں پہنچ چکی ہے۔ راجیش وکرم صاحب نے تو اپنے طور پر انٹیلی جنس دفد کے آدمی اسلم رضا کو اغوا کیا تھا۔ تاکہ اس سے شوگران کے صدر کے ایٹمی آبدوز کے دورے کے اوقات معلوم کیئے جائیں۔ کیونکہ ابتدائی بات چیت میں ان کا اندازہ تھا کہ اسلم رضا صاحب کو ان اوقات کا علم ہے۔ اور انہوں نے اس کی جگہ نقلی اسلم رضا صاحب کو بھیج دیا تھا۔ لیکن وہاں اچانک یہ انکشاف ہوا کہ یہ اسلم رضا نہیں بلکہ پاکیشیا کا سب سے خطرناک ایجنٹ علی عمران ہے۔ یہ انکشاف اس طرح ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ اصل انونڑی گرپ حاصل کرنے کے لئے نیوی کی خفیہ انجنیئرنگ لیبارٹری میں داخل ہوا۔ لیکن وہاں موجود چیف آفیسر نے انہیں چکر دے کر باہر نکال دیا۔ لیکن پھر اس کی حماقت کی وجہ سے اس گروپ کو پتہ چل گیا کہ اصل انونڑی گرپ لیبارٹری میں موجود ہے۔ انہوں نے ٹرانسمیٹر پر عمران سے بات کرنی چاہی کہ عمران

پاکیشیا میں اطلاع کر دے کہ نقلی انونٹری گرپ آبدوز میں لگائی جانی ہے ۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ عمران ہمارے سامنے بے بس پڑا تھا۔ یہ کال ہم نے رسیو کی ۔ اور پھر ہم نے اس گروپ کو واپس لیبارٹری میں جانے سے نہ صرف روک دیا بلکہ انہیں ٹریپ کر کے قید کر لیا۔ اس دوران ایک اور واقعہ پیش آیا ۔ ہم نے ہیڈ کوارٹر کے عقب میں موجود ایک مشکوک آدمی کو ٹریس کر لیا ۔ اس پر ہم نے اُسے پکڑا تو مزید چیکنگ پر سامنے کے رخ پر بھی ایک آدمی ٹریس ہوا ۔ اس نے کچھ فاصلے پر کھڑی کار میں بیٹھے ہوئے دو افراد سے بات کی تھی جن میں ایک عورت اور ایک مرد تھا ۔ چنانچہ ان سب کو ٹریپ کر لیا گیا ۔ یہ بھی سیکرٹ سروس کے لوگ تھے ۔ راجیش وکرم صاحب نے اسلم رضا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کے فون ایکس چینج میں ٹیپ کرنے کا بندوبست کیا تھا ۔ وہاں سے پتہ چلا کہ اس اسلم رضا یعنی عمران نے پاکیشیا میں کال کی ہے ۔ اس کا ٹیپ منگوایا گیا تو معلوم ہوا کہ عمران نے وہاں نیوی کے ایڈمرل سے بات کی ہے اور اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ کیا آبدوز سے انونٹری گرپ غائب بھی ہوئی تھی یا نہیں ۔ وہاں اس کی ہمارے ہی آدمی سے بات ہوئی جس نے اُسے یقین دلا دیا کہ انونٹری گرپ موجود ہے ۔ وہ غائب نہیں ہوئی ۔ اس سے ساری صورت حال بدل گئی ۔ اس دوران ایک اور واقعہ پیش آگیا کہ اسلم رضا کے میک اپ میں موجود انسپکٹر شیر سنگھ نے اطلاع دی کہ اس نے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے آبدوز میں شوگران کے صدر کے اوقات معلوم کرلئے

ہیں ۔ اس نے ہمیں یہ اوقات بتا دیئے ۔ لیکن پھر فوراً ہی بعد ایکس چینج سے بتایا گیا ۔ کہ اسلم رضا والے فون سے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے فون کیا ہے اور عمران کا ذکر آیا ہے ۔ ہم اس اطلاع پر چونکے اور ہم نے ٹیلی فون پر ہی یہ ٹیپ سنی تو ہمیں معلوم ہوا کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ہمارے آدمی کی اصلیت کا علم ہو گیا ہے ۔ اور اس نے ہمارے آدمی پر تشدد کر کے اس سے عمران کے اغوا اور اس کے انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر لے جائے جانے کے متعلق معلوم کر کے اُسے ہلاک کر دیا ہے ۔ اس پر ہم نے فوری ایکشن لیا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بھی اغوا کر لیا ۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے اس فون نمبر کو ٹریس کر کے وہاں فوری چھاپہ مارا تو وہاں سے بھی سیکرٹ سروس کا اہم ترین ایجنٹ اور اس کے چار ساتھی پکڑے لئے گئے ۔ اب یہ سارے لوگ ہمارے پاس موجود ہیں ۔ چونکہ یہ سب انتہائی خطرناک لوگ ہیں اس لئے میں نے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشنز لگا دیئے ہیں تاکہ آپ سے مزید احکامات لے کر بعد میں فیصلہ کیا جا سکے " ___ شاگل نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا ۔

" ہوں ___ تو یہ ہے تفصیلات ۔ یہ تو انتہائی اہم تفصیلات ہیں ۔ آپ نے تو مجھے رپورٹ میں یہ تفصیلات نہیں دی تھیں یہ تو اچھا ہوا کہ میں نے تفصیلی میٹنگ کال کر لی " ___ وزیر اعظم صاحب نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا ۔

" سر ___ رپورٹ میں تو اہم پوائنٹس ہی بتائے جا سکتے ہیں " شاگل نے جواب دیا ۔

"آپ کی رپورٹ واقعی انتہائی اہم ہے۔ اس میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ ایک تو یہ پاکیشیا والوں کو اصل انونٹری گروپ کی عدم موجودگی کا نہ صرف علم ہو گیا بلکہ وہ اس کے حصول کے لئے صحیح جگہ بھی پہنچ گئے۔ اور آپ کی رپورٹ کے مطابق انہیں وہاں سے نہ صرف اصل انونٹری گروپ کا پتہ چل گیا بلکہ انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ نقلی انونٹری گروپ آبدوز میں لگائی جائے گی۔ لیکن دوسری طرف آپ نے بتایا ہے کہ اس عمران نے ایڈمرل سے اور پھر اس کے ذریعے سے ہمارے آدمی سے یہ تصدیق کرنے کی کوشش کی ہے کہ کیا آبدوز سے انونٹری گروپ غائب بھی ہوئی ہے یا نہیں یہ دونوں ہی متضاد باتیں ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے اور میرے خیال میں اس پوائنٹ پر ہماری ساری پلاننگ کا دارومدار ہے" ——— وزیراعظم صاحب نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر ——— میں نے بھی اس بات پر غور کیا ہے۔ میں چونکہ سیکرٹ سروس کا چیف ہوں اس لئے میں نے اپنے انداز میں تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ عمران بھی سیکرٹ سروس کا آدمی ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے اس نے بھی یہی سوچا ہو گا" ——— شاگل نے کہا۔

"آپ بات کریں تمہید میں مت جائیں" ——— وزیراعظم نے خشک لہجے میں کہا۔

"سر ——— میرے خیال میں ہوا ایسے ہے کہ عمران کو پتہ چلا کہ ایٹمی آبدوز سے انونٹری گروپ غائب کر دی گئی ہے۔ اور

یہ گروپ کافرستان کے قبضے میں ہے۔ چنانچہ وہ فوراً ہی ٹیم لے کر یہاں آ گیا۔ یہاں ٹیم کے دو یا تین گروپ بن گئے۔ ایک گروپ نے انونٹری گروپ حاصل کرنے کے لئے لیبارٹری پر چھاپہ مارا۔ دوسرا عمران کی نگرانی کرتا رہا۔ عمران خود اسلم رضا کے میک اپ میں یہاں سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ساتھ سرکاری وفد میں شامل ہو کر آیا۔ یہاں راجیش وکرم صاحب سے ابتدائی بات چیت میں اس کے ذہن میں کوئی ایسی بات آئی جس سے وہ اس بات سے ہی مشکوک ہو گیا کہ کیا واقعی انونٹری گروپ غائب بھی ہوئی ہے یا نہیں۔ چنانچہ اس نے فون پر اس کی تصدیق کی۔ وہاں سے اسے پتہ چلا کہ انونٹری گروپ تو موجود ہے غائب نہیں ہوئی۔ لیکن یہاں ہماری خوش قسمتی آڑے آ گئی کہ وکرم صاحب نے اسے اغوا کرا لیا۔ اس طرح سیکرٹ سروس کے اس گروپ کی کال اسے نہ مل سکی جس سے اسے پتہ چلتا کہ انونٹری گروپ نہ صرف غائب کر دی گئی ہے بلکہ اس کی جگہ نقلی گروپ بھی لگا دی گئی۔ اگر یہ کال عمران کو مل جاتی تو ہماری ساری پلاننگ ہی ختم ہو جاتی۔ اس لئے سر میں نے اس گروپ کو ٹریپ کر لیا۔ اس طرح یہ معلومات آگے نہ بڑھ سکیں اگر میں انہیں فوری طور پر ٹریپ نہ کر لیتا تو ہو سکتا تھا وہ یہ معلومات پاکیشیا میں اپنے چیف ایکسٹو تک پہنچا دیتے۔ تب بھی ہمارا پلان ختم ہو جاتا" ——— شاگل نے کہا اور وزیراعظم کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"اوہ۔ ویری گڈ مسٹر شاگل۔ آپ کا تجزیہ واقعی بے حد درست ہے۔ مجھے فخر ہے کہ ہماری سیکرٹ سروس کے چیف اس قدر

ذہین ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا پلان اب مکمل طور پر محفوظ ہو چکا ہے۔ پاکیشیا والوں کو علم ہی نہیں کہ اصل انونٹری گروپ کی بجائے نقلی گروپ لگ چکی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب شوگران کے صدر وہاں جائیں گے اور ان کے سامنے جب اُسے آپریٹ کیا جائے گا تو نتیجہ ہماری مرضی کے مطابق برآمد ہو گا"۔۔۔۔ وزیراعظم نے مسرت سے چہکتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ٹائمنگ بھی ہم نے سپرنٹنڈنٹ صاحب سے معلوم کر لئے ہیں اس لئے اب آسانی سے صحیح وقت پر اس نقلی گروپ کو آپریٹ بھی کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ شاگل نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"کیوں مسٹر سریش۔ کیا آپ نے اسے بروقت آپریٹ کرنے کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں"۔۔۔۔ وزیراعظم نے راجیش دکرم کے ساتھ بیٹھے ہوئے بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ ہم نے پہلے ہی مکمل انتظامات کر لئے تھے۔ صرف ہمیں وقت چاہئے تھا وہ اب مل جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ تمام پلان بالکل صحیح طریقے سے مکمل ہو جائے گا"۔۔۔۔ بوڑھے سریش نے سر ہلاتے ہوئے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ بات تو طے ہو گئی۔ اب آئیے دوسرے پہلو کی طرف۔ سیکرٹ سروس کی ٹیم ہمارے قبضے میں ہے۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بھی اغوا کر لیا گیا ہے۔ اب سوچئے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو جب ان کے اچانک غائب ہونے کا علم ہو گا تو کیا وہ چونکے گا نہیں۔ جب عمران یہاں آیا اور سیکرٹ سروس کی ٹیم آئی

تو ان کا خیال یہی تھا کہ انونٹری گروپ غائب ہے۔ اب یہ تو عمران نے تصدیق کی ہے کہ گروپ غائب نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف کو تو کسی بات کا علم نہیں۔ وہ تو اسے غائب ہی سمجھے گا۔ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ شوگران کے صدر کے ایٹمی آبدوز کے معائنے میں رکاوٹ ڈال دے۔ یا اُسے مؤخر کر دے۔ ایسی صورت میں بھی تو ہمارا سارا پلان بالکل ہی ختم ہو کر رہ جائے گا۔ ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ پاکیشیا انٹیلی جنس کے چیف سر رحمان کسی بھی وقت سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بات کریں اور سپرنٹنڈنٹ فیاض موجود نہ ہو تو پھر کیا نتیجہ نکلے گا"۔۔۔۔ وزیراعظم نے کہا۔ اور شاگل کی آنکھیں پھیلنے لگیں واقعی اس نے اس پہلو پر تو غور ہی نہ کیا تھا۔

"سر۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض اور اسلم رضا کی جگہ تو ہمارے آدمی واپس جا سکتے ہیں۔ جو سر رحمان کو بخوبی ہینڈل کر لیں گے۔ کیونکہ وہ اس فیلڈ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور جب ہمارا پلان مکمل ہو جائے گا تو یہ اچانک وہاں سے غائب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد پاکیشیا ان کی گمشدگی کے بارے میں کیا سوچتا ہے اور کیا نہیں اس سے ہمارا کوئی تعلق نہ ہو گا"۔۔۔۔ راجیش دکرم نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کا مسئلہ تو اس طرح حل ہو سکتا ہے۔ لیکن س میں بھی ایک اہم رکاوٹ ہے آپ نے غور نہیں کیا کہ اسلم رضا صل اسلم رضا نہیں ہے بلکہ اس کے میک اپ میں عمران آیا ہے۔ س لئے جب نقلی اسلم رضا واپس جائے گا تو ظاہر ہے اُسے

عمران کے بارے میں تو تفصیلات کا علم نہ ہو گا اس طرح ساری بات
کھل جائے گی" ----- وزیر اعظم نے کہا اور راجیش وکرم کے
چہرے پر شرمندگی کے آثار ابھر آئے۔

" چلئے اس کے بارے میں بعد میں سوچیں گے پہلے اس
سیکرٹ سروس کے بارے میں بات طے کریں۔ یہ زیادہ اہم ہے
سپرنٹنڈنٹ فیاض اور اسلم رضا والے قصے کو تو ہم سرکاری میٹنگ
کے بہانے پلان مکمل ہونے تک طویل کر سکتے ہیں۔ پھر ان کا یہاں
ایکسیڈنٹ بھی تو ہو سکتا ہے" ----- وزیر اعظم نے کہا۔ اور
راجیش وکرم نے سر ہلا دیا۔

" سر ----- سیکرٹ سروس والی بات واقعی الجھی ہوئی ہے۔
ایسا نہ کریں سر کہ عمران سمیت ساری سیکرٹ سروس کو گولیوں
سے چھلنی کر دیا جائے۔ اور اس کی اطلاع ان کے چیف تک پہنچا
دی جائے۔ اس طرح اسے علم نہ ہو سکے گا کہ یہاں کیا ہوا ہے۔ اور
پھر جب تک وہ اصل صورت حال تک پہنچے ہمارا پلان مکمل ہو چکا
ہو گا" ----- راجیش وکرم نے اپنے دل کی بات کی۔

" لیکن عمران تو اسلم رضا کے میک اپ میں آیا ہے۔ اسے
ہم سیکرٹ سروس کے ساتھ نہیں مار سکتے اور جب چیف کو
سیکرٹ سروس کے مرنے کی اطلاع ملے گی تو وہ لازماً عمران سے
بات کرے گا۔ جو اس کے خیال کے مطابق اسلم رضا کے
میک اپ میں ہے۔ اس طرح بات بگڑ جائے گی" ----- وزیر اعظم
نے جواب دیا۔ اور اس بار ان کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا۔

واقعی یہ عجیب و غریب قسم کا گورکھ دھندہ بن گیا تھا۔ جس کا کوئی حل
ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔

" کیا آپ میں سے کوئی عمران کے لہجے میں بات کرنے پر قادر
ہے" ----- چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وزیر اعظم نے پوچھا۔

" یس سر ----- میرا ایک اسسٹنٹ ایسے کام کا ماہر ہے۔
میں اسے مزید بریف کر دوں گا" ----- شاگل نے جواب دیا۔

" تو پھر ٹھیک ہے۔ آپ اپنے اسسٹنٹ کو بریف کر کے
اسلم رضا والے کمرے میں رکھیں گے اور سیکرٹ سروس کے
سارے ارکان کو اس سپرنٹنڈنٹ سمیت گولیوں سے اڑا دیں۔
ظاہر ہے جب ان سے رابطہ قائم نہ ہو گا تو سیکرٹ سروس
کا چیف عمران سے بات کرے گا تو وہاں عمران کی بجائے آپ
کا اسسٹنٹ اس سے بات کرے گا۔ وہ اسے یہی بتلائے
گا کہ اصل انونڑی گروپ غائب ہی نہیں ہوئی۔ اس طرح وہ مطمئن
ہو جائے گا۔ اور ہمارا پلان مکمل ہو جائے گا" ----- وزیر اعظم نے
ایک حل پیش کرتے ہوئے کہا۔

" سر ----- ایسا نہ کیا جائے کہ میرا اسسٹنٹ خود یہاں
سے ایکسٹو کو فون کر کے یہ بات بتا دے۔ ہمارے پاس
ایڈمرل اور ہمارے آدمی سے عمران کی ہونے والی بات چیت کا
ٹیپ موجود ہے۔ اس کی روشنی میں گفتگو کی جا سکتی ہے۔ اس طرح
وہ لوگ پوری طرح مطمئن ہو جائیں گے" ----- شاگل نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ ایسا ممکن ہے۔ لیکن چیف کا نمبر" ----- وزیر اعظم

نے کہا۔

"وہ سر۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ کسی بھی سیکرٹ سروس کے ممبر پہ تشدد کر کے یہ نمبر پوچھا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"اوکے۔ پھر یہ طے ہو گیا۔ شوگران کے صدر کے دورے میں باقی صرف ایک روز رہ گیا ہے۔ اس لئے آپ فوری طور پر یہ سب کچھ معلوم کر کے چیف کی تسلی کرائیں۔ اور مسٹر سرلیش۔ آپ اپنے پلان پر پوری طرح چوکس رہیں۔ صحیح وقت پر کام ہونا چاہیے۔ ورنہ سارا پلان بے کار ہو جائے گا"۔۔۔۔ وزیر اعظم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر"۔۔۔۔ بوڑھے سُرلیش نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"مسٹر شاگل۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے آپ کے اسسٹنٹ کی گفتگو کے بعد آپ فوراً مجھے رپورٹ دیں گے۔ تاکہ مجھے اس پلان کی کامیابی کے متعلق پوری طرح علم ہو جائے"۔۔۔۔ وزیر اعظم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ شاگل نے احتراماً اٹھتے ہوئے کہا۔ اور وزیر اعظم اوکے کہہ کر واپس دروازے کی طرف مڑ گئے۔

سپرنٹنڈنٹ فیاض کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ اور ساتھ ہی اس کے حلق سے ہلکی سی کراہ نکل گئی۔ وہ چند لمحے تو لاشعوری طور پر کراہتا ہوا ساکت پڑا رہا۔ پھر اس کا شعور جاگ اٹھا۔ اور دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں اس طرح پھیلتی گئیں جیسے ابھی چر کر کانوں سے جا لگیں گی۔

"یہ کیا ہے۔۔۔۔ اوہ یہ کیا ہے"۔۔۔۔ اس نے حیرت زدہ انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ایک بڑے سے ہال کمرے کے فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس ہال کمرے کے فرش پر بے ہوش افراد تھوک کی تعداد میں پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک عورت تھی اور باقی مرد اور پھر عورت کو دیکھتے ہی فیاض بُری طرح اچھلا کیونکہ وہ اسے پہچانتا تھا یہ جولیا تھی۔ جس کے

متعلق اُسے معلوم تھا کہ وہ سیکرٹ سروس سے متعلق ہے ۔ وہ
عمران کے ساتھ کئی بار اس سے مل چکا تھا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس
کی نظریں گھومتی ہوئیں ایک چہرے پر رک گئیں ۔

" اوہ عمران اصل چہرے میں " ــــ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اور پھر دوڑتا ہوا عمران کی طرف بڑھا ۔ اس
نے بے اختیار عمران کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا ۔ لیکن عمران بدستور
بے ہوش ہی رہا ۔

" اوہ ۔ ایک دو تین چار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ " ــــ عمران کو ہوش
میں لانے میں ناکام ہونے کے بعد اس نے فرش پر پڑے ہوئے
افراد کی باقاعدہ گنتی کرنی شروع کر دی ۔ جولیا کے علاوہ چودہ افراد
تھے ۔ اور وہ سب کے سب عمران کی طرح ہی گہری بے ہوشی میں
ڈوبے ہوئے تھے ۔

" یہ سب کیا ہے ۔ یہ کیا چکر ہے " ــــ سپرنٹنڈنٹ فیاض
نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا ۔ اس نے اب اس ہال کمرے کا
جائزہ لینا شروع کر دیا ۔ کمرے کی ایک دیوار میں الماری نصب تھی ۔
لیکن اس کے پٹ بند تھے ۔ وہ تیزی سے اس الماری کی طرف دوڑا ۔
اور اس نے اس کے پٹ کھولنے کی کوشش کی ۔ لیکن وہ نہ جانے
کس طرح لاک تھے ۔ کہ حرکت ہی نہ کر رہے تھے ۔ نہ ہی ان کے درمیان
کوئی جھری تھی اور نہ کوئی لاک وغیرہ کا سوراخ ۔ وہ واپس مڑا ہی تھا
کہ اچانک اُسے ہال کمرے کے اکلوتے فولادی دروازے کے باہر
کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور فیاض تیزی سے دروازے

کی طرف بڑھا ۔ پھر جیسے ہی وہ دروازہ کے قریب پہنچا ۔ یک لخت
دروازہ کھل گیا ۔ اور فیاض بے اختیار دیوار کے ساتھ چمٹ گیا ۔
دروازے کا پٹ گھوم کر اس کے سامنے آ گیا ۔ اس طرح وہ
دروازے کے پٹ کے پیچھے پوری طرح چھپ سا گیا ۔

" ہا ــــ ہا ــــ ہا ــــ آج میری زندگی کا سب سے خوش قسمت
دن ہے " ــــ دروازے سے کسی کے قہقہے لگاتی ہوئی آواز سنائی
دی ۔ اور سوپر فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

" ان میں سے ایک کو ہوش میں لے آؤ تاکہ میں اس سے
ان کے چیف باس کا نمبر معلوم کر دوں ۔ اور تم مشین گن لے کر
تیار رہو ۔ جیسے ہی میں اشارہ کروں تم نے ان سب کو گولیوں
سے چھلنی کر دینا ہے " ــــ اسی آواز نے بڑے فخریہ لہجے میں
کہا ۔

" یس باس " ــــ ایک اور آواز سنائی دی ۔

" باس ۔ کسے ہوش میں لے آنا ہے " ــــ تیسری آواز
سنائی دی ۔

" اس لڑکی کو لے آؤ ۔ یہ خوب صورت چیز ہے ۔ اس پر تشدد
کرتے ہوئے بھی لطف آئے گا " ــــ باس نے کہا ۔ اور
اس کے ساتھ ہی قدموں کی آواز سپرنٹنڈنٹ فیاض کے سامنے
سے ہوتی ہوئی اس الماری کی طرف بڑھ گئی جسے کھولنے کی کوشش
وہ کر چکا تھا ۔ سائیڈ سے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ایک مسلح آدمی کی
پشت نظر آئی جو الماری کی طرف بڑھا جا رہا تھا ۔

"باس۔ اس عورت کے علاوہ باقی کو گولی نہ ماردی جائے"۔۔۔ دوسری آواز نے کہا۔

"نہیں۔ میں انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماروں گا۔ خاص طور پر اس عمران کو۔ یہ شیطان ہے شیطان۔ اور شاید یہ زندگی میں پہلی بار اس طرح بے بس ہوا ہے"۔۔۔ باس کی آواز سنائی دی۔ الماری کی طرف جانے والے آدمی نے الماری کی سائیڈ میں ایک جگہ ہاتھ رکھ کر اُسے دبایا تو الماری کا سالم پٹ تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ الماری کے خانوں میں مختلف ادویات موجود تھیں اس آدمی نے ایک بڑی سی بوتل اٹھائی نچلی دراز سے ایک سرنج اٹھائی اور پھر اس بوتل میں سے اس نے تھوڑی سی مقدار اس سرنج میں بھری اور واپس پلٹ آیا۔

"باس۔ پرائم منسٹر صاحب کا فون آیا ہے۔ انہوں نے آپ کو فوری طلب کیا ہے"۔۔۔ اچانک دروازے سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ ابھی اسے ہوش میں مت لاؤ۔ میں پرائم منسٹر صاحب سے مل کر ابھی واپس آرہا ہوں۔ پھر اسے ہوش میں لائیں گے۔ یہ خطرناک عورت ہے"۔۔۔ باس کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی تیز تیز قدموں کی آواز دروازے کے باہر جاتی سنائی دی۔

"ہوں۔ باس اب ہمیں عورت سے ڈرانے لگ گیا ہے۔ یہ ہوش میں آبھی گئی تو ہمارا کیا بگاڑ لے گی۔ ہوش میں لے آتے ہیں۔ باس کے آنے تک کچھ باتیں ہی ہوجائیں گی"۔۔۔ وہ آواز ابھری جس نے گولی مارنے کی بات کی تھی الماری کے سامنے نظر آنے والا آدمی واپس پلٹ کر دروازے کے سامنے آکر سوپر فیاض کی نظروں سے غائب ہو چکا تھا۔ سوپر فیاض نے

محسوس کیا کہ اب کمرے میں صرف دو آوازیں تھیں اس کا مطلب ہے صرف دو آدمی باقی رہ گئے تھے۔ ایک لمحے کے لئے تو اس نے سوچا کہ وہ اس طرح دروازے کی اوٹ میں چھپا کھڑا رہے۔ لیکن پھر اسے خیال آگیا کہ نہیں اس طرح وہ مکمل طور پر بے بس ہوجائے گا اور اس کے سامنے عمران کو گولی ماردی جائے گی۔ اور کم از کم وہ عمران کو تو اپنے سامنے مرتا برداشت نہ کرسکتا تھا۔ اس لئے اس نے حرکت میں آجانے کا فیصلہ کرلیا۔ وہ آہستہ سے کھسکتا ہوا دروازے کی اوٹ سے نکل کر دیوار کے ساتھ ساتھ آگے ہوتا رہا۔

"باس نے بھی خوب صورت لڑکی منتخب کی ہے"۔۔۔ ایک ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسرا قہقہہ سنائی دیا۔ فیاض اب دروازے کی اوٹ سے نکل چکا تھا۔ لیکن مڑے ہوتے پٹ کی وجہ سے وہ دونوں اُسے نظر نہ آرہے تھے۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ وہ دونوں مشین گنوں سے مسلح ہیں جب کہ وہ خالی ہاتھ تھا۔ لیکن سوپر فیاض کی یہ فطرت تھی کہ وہ جب کام کرنے پر آجاتا تو پھر وہ پیچھے نہ ہٹتا تھا۔ چنانچہ اب بھی حالانکہ اس کا آگے بڑھنا صریحاً اپنی جان کو خطرے میں ڈالنا تھا لیکن سوپر فیاض آگے بڑھا اور پھر اُسے دونوں آدمی جولیا پر جھکے ہوئے نظر آئے۔ ان میں سے ایک تو اکڑوں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ شاید انجکشن لگا رہا تھا۔ جب کہ دوسرا ساتھ کھڑا تھا۔ دونوں کی سوپر فیاض کی طرف پشت تھی۔ ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ یہاں کوئی

آدمی ہوش میں بھی موجود ہوگا۔ شاید کثرت کی وجہ سے انہوں نے یہ سوچنے کی تکلیف ہی گوارا نہ کی تھی کہ ان میں سے کوئی غائب بھی ہے یا نہیں۔ سوپر فیاض بلی جیسے انداز میں قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن ابھی وہ ان سے کچھ فاصلے پر تھا کہ یک لخت جھکا ہوا آدمی ایک جھٹکے سے مڑا اس کے کانوں میں شاید فیاض کی احتیاط کے باوجود قدموں کی آواز پڑ چکی تھی۔

"ارے یہ" ——— اس آدمی کے منہ سے حیرت بھری چیخ نکلی ہی تھی کہ فیاض نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن وہ آدمی خاصا تیز تھا کہ فیاض کے چھلانگ لگاتے ہی یک لخت اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ اور فیاض اپنے ہی زور میں دوڑتا ہوا فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی جولیا سے ٹکرا کر منہ کے بل فرش پر گرتا گیا۔ لیکن گرتے ہی اس نے تیزی سے کروٹ بدلی اور اسی لمحے مشین گن کی تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی گولیاں عین اس جگہ پر پڑیں جہاں ایک لمحہ پہلے وہ موجود تھا۔ اب فیاض صریحاً خطرے میں تھا۔ کیونکہ مشین گن بردار نے صرف ہاتھ کو ذرا سا ترچھا کرنا تھا اور گولیاں فیاض کے جسم کو چھلنی کر دیتیں۔ لیکن دوسرے لمحے چیخ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی فیاض تڑپ کر اچھلا اور پھر وہ زمین پر گرتے ہوئے آدمی سمیت اچھل کر مشین گن بردار پر جا گرا۔ سوپر فیاض کی جان واقعی بڑے حیرت انگیز طریقے سے بچی تھی کہ جیسے ہی اس آدمی نے مشین گن چلائی دوسرا آدمی جو جولیا کو انجکشن لگا رہا تھا بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر ایک سائیڈ پر دوڑا۔ اور اس طرح وہ فیاض

اور مشین گن چلانے والے کے درمیان آ گیا۔ کیونکہ سوپر فیاض نے نیچے گرتے ہی بے اختیار کروٹ اسی طرف بدلی تھی جس طرف وہ آدمی تھا۔ اگر سوپر فیاض مخالف سمت میں کروٹ بدل جاتا تو پھر اس کا ہٹ ہو جانا یقینی تھا۔ اور دوسرا آدمی مشین گن کی گولیوں کا برسٹ کھا کر گر ہی رہا تھا کہ فیاض اچھل کر اسے راستے میں ہی سنبھالتے ہوئے مشین گن بردار پر جا گرا تھا۔ مشین گن بردار اچھل کر دروازے کے پیٹ سے ٹکرایا اور مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر ایک طرف جا گری۔ اور چونکہ سوپر فیاض اور اس آدمی کے درمیان گولیوں سے چھلنی آدمی تھا۔ اس لئے سوپر فیاض کو پہلے اٹھ کر مشین گن اٹھانے کا موقع مل گیا۔ اور پھر جب تک اس پر فائر کرنے والا اپنے اوپر موجود اپنے ہی ساتھی کی لاش ہٹا کر ہٹتا۔ سوپر فیاض نہ صرف مشین گن اٹھا چکا تھا بلکہ وہ اس آدمی کا نشانہ بھی لے چکا تھا۔ اور ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آواز سے کمرہ گونجا اور اس بار اس پر فائر کرنے والا بچ نہ سکا۔ اور فیاض نے ایک لمحے میں اسے چھلنی کر دیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" ——— اسی لمحے فیاض کو اپنے عقب میں جولیا کی آواز سنائی دی تو فیاض تیزی سے مڑا۔ جولیا اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔

"اوہ مس جولیا ——— ہم سب شدید خطرے میں ہیں" ——— فیاض نے تیز لہجے میں کہا۔ اور جولیا اس کی آواز سنتے ہی اس طرح اچھل کر کھڑی ہو گئی جیسے اس کے جسم میں یک لخت ہزاروں وولٹیج کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"اوہ اوہ ۔ یہ سب ۔ اوہ ۔ جلدی سے دروازہ بند کرو ۔ مشین گن کی آواز سن کر کوئی آ جائے گا" ——— جولیا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا ۔

"دروازہ بند ہو گیا تو ہم پھنس جائیں گے ۔ میں یہیں رکتا ہوں ۔ جیسے ہی کوئی آئے گا میں اُسے چھلنی کر دوں گا ۔ آپ عمران کو ہوش میں لے آئیں ۔ میرے خیال میں یہ سب انجکشنز سے ہوش میں آئیں گے" ——— فیاض نے تیز لہجے میں کہا ۔

"انجکشن ——— کیسا انجکشن" ——— جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"اوہ ۔ آپ یہ مشین گن سنبھالیں ۔ میں خود لگاتا ہوں ۔ مجھے وہ بوتل یاد ہے ۔ جس میں سے اس آدمی نے دوا نکالی تھی" ——— فیاض نے کہا ۔ اور دوڑ کر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن جولیا کے ہاتھ میں دی اور خود اس الماری کی طرف دوڑ پڑا ۔ جس میں دوا کی بوتل موجود تھی ۔ الماری بند تھی ۔ لیکن اب فیاض اُسے کھولنے کا طریقہ جانتا تھا ۔ اس لئے اس نے الماری کھولی اور اس میں سے دوا کی بوتل نکالی اور واپس اس جگہ کی طرف دوڑ پڑا جہاں سرنج ابھی تک پڑی ہوئی تھی ۔ یہ وہی سرنج تھی جس سے جولیا کو انجکشن لگایا گیا تھا ۔

جولیا مشین گن سنبھالے دروازے میں کھڑی تھی کہ اچانک اُسے دور سے کسی کار کے انجن کی آواز سنائی دی اور جولیا چونک پڑی ۔ انجن کی آواز نزدیک آتی سنائی دی ۔ لیکن جولیا چونکہ

اس سارے ماحول سے قطعاً واقف نہ تھی ۔ اس لئے وہ اپنی جگہ رکی رہی ۔ فیاض ——— اس دوران عمران کے بازو میں دوا انجکٹ کر چکا تھا ۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آواز جولیا کو اپنی طرف آتی سنائی دی ۔

دروازے کے باہر ایک راہداری تھی اور قدموں کی تیز آواز اس راہداری سے دروازے کی طرف آتی سنائی دے رہی تھی ۔ جولیا نے ایک لمحے میں محسوس کر لیا کہ آنے والا ایک ہی ہے ۔ چنانچہ بجائے پیچھے ہٹنے کے وہ یک لخت کود کر باہر راہداری میں آئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا ۔ آنے والا چیختا ہوا پشت کے بل نیچے گرا ۔ اچانک لگنے والی گولیوں نے اُسے چھلنی کر دیا تھا ۔ اس کے جسم پر ڈرائیوروں والی یونیفارم تھی جولیا چونکہ اب باہر آ چکی تھی اور دوسری بات یہ کہ اُسے خیال آ گیا تھا کہ مشین گن کی فائرنگ کی آواز یقیناً باہر پہنچ چکی ہو گی اور اب یہاں رکنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا تھا ۔ راہداری کے اختتام پر چار سیڑھیاں تھیں ۔ اور اوپر ایک برآمدے کی چھت نظر آ رہی تھی ۔ جولیا گرنے والے کو پھلانگتی ہوئی سیڑھیاں چڑھی اور باہر برآمدے میں آ کر بجلی کی سی تیزی سے ایک ستون کی آڑ میں ہو گئی ۔ اس کی سرچ لائٹ کی طرح تیز نظروں نے ایک لمحے میں چاروں طرف کا جائزہ لیا لیکن جب کوئی آدمی نظر نہ آیا تو وہ ستون کے پیچھے سے نکلی اور دوڑتی ہوئی عمارت کے فرنٹ کی طرف بڑھ گئی ۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی اور اس کا چھوٹا سا لان اور پھاٹک سامنے نظر آ رہا تھا ۔ پھاٹک بند تھا ۔ اور ایک کار درمیان میں کھڑی تھی ۔ جولیا بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر کا جائزہ لیتی ہوئی پوری عمارت اور اس کے عقب تک ہو آئی لیکن ساری عمارت خالی

پڑی ہوئی تھی۔ وہاں اور کسی آدمی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اچھی طرح
تسلی کر لینے کے بعد جب جولیا واپس سیڑھیاں اترنے لگی تو اُسے
یک لخت ایک خیال آیا۔

"میں جولیا ہوں" ـــــ اس نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔
اُسے دراصل خیال آگیا تھا کہ کہیں اس کے قدموں کی آواز سے
اُسے اجنبی نہ سمجھ لیا جائے اور پھر وہ بھی اُسی طرح ماری جائے جس
طرح اس نے آنے والے کو ہلاک کیا تھا۔ اس لئے اس نے
آواز لگانی ضروری سمجھی تھی۔

"آجاؤ آجاؤ ـــــ یہاں کوئی نامحرم نہیں ہے" ـــــ دروازے
سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور جولیا تیزی سے
دوڑتی ہوئی کمرے میں داخل ہو گئی۔ آدھے سے زیادہ افراد ہوش
میں آ چکے تھے۔ جب کہ باقی افراد کو عمران، فیاض اور نعمانی انجکشن
لگانے میں مصروف تھے۔ شاید الماری سے اور سرنجیں نکال لی
گئی تھیں۔

"عمارت خالی پڑی ہے۔ کوئی آدمی نہیں ہے" ـــــ جولیا
نے اندر آتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جہاں تم مشین گن اٹھائے گھوم رہی ہو وہاں تو یہی انجام ہوتا
ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا بھی
بے اختیار ہنس پڑی۔

"ویسے ہم ہیں کہاں" ـــــ جولیا نے ادھر ادھر دیکھتے
ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں یہ شادی گھر ہی ہو سکتا ہے" ـــــ عمران نے
جواب دیا۔

"شادی گھر ـــــ کیا مطلب" ـــــ جولیا کے ساتھ ساتھ
ہوش میں آتے ہوئے باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"ظاہر ہے اتنے سارے افراد اکٹھے شادی گھر میں ہی ہو سکتے
ہیں" ـــــ عمران نے آخری آدمی کو انجکشن لگا کر سرنج ایک
طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ اور اس بار سب ہنس پڑے۔

"یہ آخر چکر کیا چلا ہے" ـــــ اس بار صفدر نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

"یہاں کی کہانی تو سوپر فیاض مجھے سنا چکا ہے۔ اور ہم سوپر فیاض
کی وجہ سے اس بار یقینی موت سے بال بال بچے ہیں۔ انہوں نے
واقعی ہم سب کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا کر بے بس کر دیا تھا۔
بس ان سے حماقت یہ ہوئی کہ انہوں نے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو
انجکشن نہیں لگایا۔ بس اس کی کھوپڑی پر ابھرنے والے گومڑوں
پر ہی اکتفا کر لیا۔ اس لئے سوپر فیاض ہوش میں آگیا" ـــــ عمران
نے کمرے سے باہر کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن کس نے" ـــــ اس بار کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"سوپر فیاض نے ان کے باس کے لہجے کی نقل کر کے بتائی
ہے۔ اس لہجے سے وہ شاگل کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا لیکن
تم لوگ کیسے پھنس گئے" ـــــ عمران نے کیپٹن شکیل سے
مخاطب ہو کر کہا۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل کوئی جواب دیتا۔ برآمدے کی طرف سے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور راہداری میں موجود سب افراد بُری طرح اچھل پڑے۔ عمران دوڑتا ہوا سیڑھیاں پھلانگ کر اوپر پہنچا۔ گھنٹی کی آواز برآمدے کی سائیڈ میں بنے ہوئے کمرے سے آرہی تھی۔ عمران کمرے میں داخل ہوا اور پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ش ——" عمران نے جان بوجھ کر ہلکا سا کھانستے ہوئے کہا۔

"ہیلو جافی۔ میں کرشن بول رہا ہوں۔ وہ لڑکی ابھی تک ہیڈ کوارٹر نہیں پہنچی۔ حالانکہ باس شاگل نے ڈرائیور کو اس لئے کار دے کر بھیجا تھا کہ اس لڑکی کو ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ اور باقی سب کو گولیوں سے چھلنی کر دو۔ باس شاگل پرائم منسٹر صاحب کے ساتھ اہم میٹنگ میں مصروف ہیں۔ میٹنگ کسی وقت بھی ختم ہو سکتی ہے اور لڑکی ابھی تک نہیں پہنچی۔ اس لئے میں نے فون کیا ہے" —— دوسری طرف سے بولنے والے نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ڈرائیور تو ابھی تک نہیں پہنچا" —— عمران نے کم سے کم لفظ بولتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی وہ ہلکا سا کھانسا بھی تھا۔

"یہ تمہاری آواز کو کیا ہو گیا ہے۔ اچھا سنو۔ جیسے ہی وہ ڈرائیور پہنچے اس لڑکی کو اس کے ساتھ بھجوا دو۔ اور باقی لوگوں کو فوراً گولیوں سے چھلنی کر دو۔ وہ ڈرائیور نانسنس کہیں چائے پینے بیٹھ گیا ہو گا۔ بس اب پہنچنے ہی والا ہو گا" —— کرشن نے کہا۔

"ٹھیک ہے" —— عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بغیر کوئی جواب دیئے رسیور رکھ دیا گیا۔

عمران رسیور رکھ کر واپس پلٹا۔ اس کے سب ساتھی برآمدے میں کھڑے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔

"ہم واقعی شاگل کے چکر میں پھنس گئے تھے۔ البتہ شاگل کو شاید جولیا پر رحم آگیا ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ سوائے جولیا کے باقی سب کو گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا چاہیئے۔ کیونکہ کسی بھی لمحے یہاں ریڈ ہو سکتا ہے۔ شاگل کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ اگلے لمحے کیا کر بیٹھے" —— ناٹران نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"وہ تو جو کرے گا سو کرے گا۔ فی الحال تو ہم نے ابھی قصہ چہار درویش ایک دوسرے کو سنانا ہے۔ تاکہ صحیح صورت حال سامنے آسکے۔ اور تم جانتے ہو قصہ سننے کے لئے پرسکون ماحول ہونا چاہیئے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہ گرین ٹاؤن کا علاقہ ہے۔ ہمارا ایک اڈہ یہاں قریب ہی موجود ہے۔ وہاں چلے چلتے ہیں" —— ناٹران نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب تیزی سے قدم اٹھاتے پھاٹک کی طرف بڑھتے گئے۔

"وہ لڑکی پہنچ گئی ہے" ——— شاگل نے کار سے اترتے ہی سامنے کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس ——— بُری خبر ہے" ——— نوجوان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کچھ بتانے سے ہچکچا رہا ہو۔

"کیا مطلب ——— کیسی بُری خبر" ——— شاگل بُری طرح اچھل پڑا۔

"باس ——— وہ سب ریڈ سپاٹ سے فرار ہو گئے ہیں۔ وہاں موجود دو افراد معہ ڈرائیور گولیوں سے چھلنی ہوئے پڑے ہیں" ——— نوجوان نے جواب دیا۔

اور شاگل اس طرح یک ٹک بت بنا نوجوان کو دیکھنے لگا جیسے کسی نے جادو کر کے اُسے انسان سے بت بنا دیا ہو۔

"باس۔ میں نے پوری سیکرٹ سروس کو ان کی تلاش پر لگا دیا

ہے۔ ہم جلد ہی انہیں ڈھونڈھ لیں گے" ——— نوجوان نے شاگل کی یہ حالت دیکھتے ہی اور زیادہ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اُلو کے پٹھے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا" ——— شاگل نے یکلخت کسی درندے کی طرح نوجوان کی گردن دونوں ہاتھوں سے دبوچتے ہوئے غرا کر کہا۔

"ب ——— ب ——— باس ——— میرا قصور باس" ——— نوجوان نے بُری طرح پھڑکتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ تم نے کیا خبر سنا دی۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ وہ تو بے ہوش تھے۔ وہ کیسے" ——— شاگل نے نوجوان کی گردن چھوڑ کر جھلاہٹ کے عالم میں بُری طرح ناچتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی انتہا پر پہنچ کر بُری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ سامنے برآمدے میں کھڑے چار مسلح افراد بھی اپنے چیف باس کی یہ حالت دیکھ کر بُری طرح بوکھلا گئے تھے۔

"ب ——— ب ——— باس۔ جب آپ کا فون آنے کے کافی دیر بعد تک ڈرائیور لڑکی کو لے کر نہ آیا تو میں نے فون کیا وہاں موجود جانی نے بتایا کہ ڈرائیور ابھی واپس نہیں پہنچا۔ اس پر میں نے اُسے فون پر بتایا کہ وہ صرف اس لڑکی کو چھوڑ کر باقی سب کو گولیوں سے چھلنی کر دے اور جیسے ہی ڈرائیور کار لے کر واپس پہنچے وہ لڑکی کو اس کے ساتھ ہیڈ کوارٹر بھیج دے۔ پھر جب کافی دیر تک لڑکی نہ آئی تو میں نے دوبارہ فون کیا لیکن اس بار کسی نے فون نہ اٹھایا تو میں نے ٹامی اور مارٹن کو چیکنگ کے لئے بھیجا باس تو انہوں نے رپورٹ دی کہ ڈرائیور سمیت ہمارے دونوں آدمی گولیوں سے چھلنی ہوئے پڑے ہیں اور وہ بے ہوش قیدی غائب ہیں" ——— نوجوان نے جلدی جلدی

رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں۔ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ بیہوش تھے۔ وہ کیسے ہوش میں آ سکتے ہیں۔ میں نے خود انہیں بیہوش چھوڑا تھا۔ بغیر انٹی انجکشن کے۔ اوہ کاش میں جاتے ہوئے انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیتا اب تو سارا پلان ہی ختم ہو گیا۔ اوہ پرائم منسٹر کو بھی عین اسی لمحے ہی مجھے بلانا تھا۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ" ـــــ شاگل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور پھر دوڑتا ہوا وہ اپنے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔ نوجوان بھی اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔

"ان کو فوری تلاش کرنا ہے۔ فوری۔ جہاں ملیں گولیوں سے اڑا دو۔ ورنہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اوہ۔ گاڈ۔ یہ کیا ہو گیا اوہ" ـــــ شاگل نے دفتر میں داخل ہوتے ہی چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا اس کی حالت واقعی بے حد خراب تھی

"باس۔ پوری سیکرٹ سروس شہر میں پھیل چکی ہے۔ باس جلد ہی معلوم ہو جائے گا" ـــــ نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور شاگل نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"کون ہے" ـــــ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں ناٹانی بول رہا ہوں باس۔ میں نے ان کا سراغ لگا لیا ہے۔ باس وہ گرین ٹاؤن کی ایک کوٹھی میں موجود ہیں باس" ـــــ دوسری طرف سے ایک سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"گرین ٹاؤن میں۔ کہاں۔ جلدی بولو۔ ورنہ میں پورا گرین ٹاؤن بموں سے اڑا دوں گا" ـــــ شاگل پورا حلق پھاڑ کر چیخ اٹھا۔

"باس۔ وہ گرین ٹاؤن کی کوٹھی نمبر اکیس بلاک ایکس میں موجود ہیں باس" دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں" ـــــ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔ اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ٹرانسمیٹر ـــــ سپیشل ٹرانسمیٹر پر ساری سیکرٹ سروس کو کال کر کے گرین ٹاؤن بھیجو۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔ میں اس کوٹھی کے پرخچے اڑا دوں گا" ـــــ شاگل نے سامنے کھڑے نوجوان سے کہا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا واپس اپنی کار کی طرف دوڑ پڑا۔ اور پھر اس نے کار میں بیٹھتے ہی چیخ چیخ کر وہاں برآمدے میں موجود افراد کو ہدایات دیں اور دوسرے لمحے کار مڑ کر اس طرح دوڑتی ہوئی پھاٹک کی طرف بڑھی جیسے وہ کار کی بجائے کوئی خلائی جہاز ہو۔ پھاٹک پر موجود دربان نے کار کے مڑتے ہی پھاٹک کھولنے والا بٹن دبا دیا تھا۔ اس لئے کار کے پھاٹک تک پہنچنے سے ایک لمحہ پہلے پھاٹک کھل گیا تھا ورنہ شاید کار پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی پھاٹک سے جا ٹکراتی۔

شاگل ہونٹ بھینچے پوری رفتار سے کار دوڑاتا ہوا گرین ٹاؤن کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ چونکہ اس کی کار پر سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان موجود تھا اس لئے ٹریفک پولیس نے اسے چیک نہ کیا ورنہ شاید پوری ٹریفک پولیس اس کے پیچھے لگ جاتی۔

مسلسل اور انتہائی تیز رفتاری سے کار دوڑاتے ہوئے شاگل جلد ہی گرین ٹاؤن میں داخل ہوا۔ اور وہاں پہنچ کر اس نے کار کی

رفتار قدرے کم کی۔ اب وہ اپنے آپ کو کافی حد تک سنبھال چکا تھا۔
ورنہ اس کی حالت واقعی پاگلوں جیسی ہو گئی تھی۔

گرین ٹاؤن خاصی بڑی آبادی تھی۔ لیکن اس کا بلاک ایکس سب سے آخری کونے میں تھا۔ اور اس کے بعد کھیتوں کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ یہ بلاک ابھی تقریباً زیر تعمیر تھا چونکہ اس کا خاص اڈہ ریڈ سپاٹ بھی اس گرین ٹاؤن کے بلاک ڈی میں تھا۔ اور اسی جگہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو رکھا ہوا تھا۔ وہ دراصل انہیں ہیڈ کوارٹر سے چھپا کر رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اُسے احساس ہو گیا تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں یقیناً کوئی ایسا آدمی موجود ہے جو دشمنوں سے ملا ہوا ہے۔ اور ریڈ سپاٹ ہی ایسی جگہ تھی۔ جس کا ہیڈ کوارٹر کے نمبر ٹو کرشن کو ہی علم تھا۔

شاگل کار چلاتا ہوا آگے بڑھتا گیا اور پھر اس نے بلاک ایکس شروع ہوتے ہی کار ایک طرف روک دی۔ اُسی لمحے ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب پہنچ گیا۔

"باس ۔۔۔ بیس مسلح افراد پہنچ چکے ہیں۔ باس کرشن نے ہمیں سپیشل ٹرانسمیٹر پر کوٹھی نمبر ایکس کو گھیرے میں لینے کا حکم دیا تھا وہ اب مکمل طور پر گھیرے میں ہے" ۔۔۔ نوجوان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ گھس جاؤ کوٹھی میں۔ جو نظر آئے گولیوں سے اڑا دو۔ ایک آدمی بھی بچ کر نہ نکل سکے۔ فائر کھول دو۔ بلکہ پوری کوٹھی کو بموں سے اڑا دو" ۔۔۔ شاگل پر ایک بار پھر پاگل پن کا دورہ

سا پڑ گیا۔

"یس باس" ۔۔۔ نوجوان نے کہا اور دوڑتا ہوا واپس چلا گیا۔

"اوہ کاش۔ میں ریڈ سپاٹ پر ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دیتا۔ اوہ کاش" ۔۔۔ شاگل نے بُری طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھنے لگا۔ ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے بڑھا تھا کہ یک لخت فضا خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ یہ آواز بائیں طرف سے آ رہی تھی اور شاگل نے بے اختیار ادھر دوڑ لگا دی۔

"مار ڈالو۔ اڑا دو۔ تباہ کر دو" ۔۔۔ وہ دوڑتا ہوا بُری طرح چیخ رہا تھا۔ حالانکہ وہ خود بھی جانتا تھا کہ اس قدر خوفناک دھماکوں میں اس کی آواز کون سن سکتا تھا۔ اور پھر شاگل کوٹھی نمبر ایکس کے سامنے پہنچ گیا۔ کوٹھی پر چاروں طرف سے راکٹ بموں کی بارش ہو رہی تھی اور پوری کوٹھی ان بموں کے دھوئیں کے ساتھ ساتھ گرد و غبار میں چھپ گئی تھی۔

"بس بس کافی ہے۔ لاشیں تو پہچانی جائیں۔ فائر کرتے ہوئے اندر جاؤ" ۔۔۔ شاگل نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی بموں کی خوفناک بارش رک گئی۔ اور پھر کوٹھی کے گرد موجود مسلح افراد مشین گنیں سنبھالے کوٹھی کی طرف دوڑ پڑے۔ البتہ شاگل ہونٹ بھینچے وہیں کھڑا رہا۔

مسلح افراد مشین گنوں سے مسلسل فائرنگ کرتے ہر طرف سے کوٹھی کی ٹوٹی ہوئی دیواروں سے ہوتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

اور اب مشین گنوں کا شور کوٹھی کے اندر گونج رہا تھا۔ شاگل اس طرح خاموش کھڑا تھا جیسے کوئی قتل کا مجرم عدالت کے کٹہرے میں کھڑا جج سے اپنی زندگی یا موت کا فیصلہ سن رہا ہو۔

اور پھر نجانے اُسے اسی حالت میں کھڑے کتنی دیر گذر گئی کہ کوٹھی سے دو آدمی دوڑتے ہوئے باہر آئے اور سیدھے شاگل کی طرف بڑھنے لگے۔ شاگل انہیں اس طرح آتے دیکھ کر چونک پڑا۔

"کیا ہوا ــــ کیا وہ نکل گئے" ــــ شاگل سے جب رہا نہ گیا تو وہ بے اختیار چیخ پڑا۔ یہ اس کی مخصوص نفسیاتی کیفیت تھی جس کی وجہ سے اس نے نکل گئے کے الفاظ کہے تھے۔ کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکراتے ہوئے ہمیشہ یہی نتیجہ نکلا تھا۔

"وہ سب ہلاک ہو گئے ہیں سر۔ تباہ شدہ کوٹھی میں ہر طرف انسانی جسموں کے ٹکڑے پھیلے ہوئے ہیں بے شمار ٹکڑے سر" ــــ ایک آدمی نے قریب آ کر کہا۔

"مر گئے ــــ واقعی مر گئے۔ وہ عمران بھی مر گیا ــــ اس کے ساتھی بھی مر گئے۔ واقعی مر گئے۔ کیا کہہ رہے ہو تم" ــــ شاگل اس طرح بولا جیسے اُسے خود بھی معلوم نہ ہو کہ وہ کیا بول رہا ہے۔

"یس باس ــــ وہ سب مر گئے سر۔ کم از کم دس بارہ افراد کے جسموں کے ٹکڑے تو ہوں گے سر۔ لیکن وہ پہچانے نہیں جا سکتے۔ ان کے جسم ہزاروں چھوٹے ٹکڑوں میں پھیلے ہوئے ہیں" ــــ اُسی آدمی نے جواب دیا۔

" اوہ۔ آخر میں نے فتح حاصل کر لی۔ دکٹری۔ اوہ۔ آخر کار میں پاکیشیا

سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اوہ۔ آخر میں نے عمران کو شکست دے دی۔ آخری اور فیصلہ کن شکست ــــ" شاگل نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اس بے تحاشا انداز میں تباہ شدہ کوٹھی کی طرف دوڑ پڑا۔ جیسے وہ ورلڈ ریس میں حصہ لے رہا ہو۔ کوٹھی پر چھایا ہوا گرد و غبار اور دھواں چھٹ چکا تھا۔ پوری کوٹھی مکمل طور پر منہدم ہو چکی تھی۔ ہر طرف کوٹھی کا ملبہ پھیلا ہوا تھا۔

کوٹھی میں داخل ہو کر شاگل اس طرح گھومنے لگا جیسے کوئی عظیم سپہ سالار اپنی نئی فتح کی جانے والی مملکت میں گھومتا ہے۔

واقعی ہر طرف انسانی جسموں کے چھوٹے بڑے ٹکڑے پھیلے ہوئے تھے۔ اور پھر ایک جگہ شاگل رک گیا۔ یہاں ملبے میں ایک انسانی پیر آدھا باہر کو نکلا ہوا پڑا تھا۔ شاگل نے جھک کر اُسے ملبے سے گھسیٹ لیا۔ پیر پنڈلی سے ذرا اوپر سے علیحدہ ہوا تھا۔ اور ایک کپڑے کی دھجی ابھی تک اس سے چمٹی ہوئی تھی۔

"ہا ــــ ہا ــــ ہا ــــ یہ عمران کا پیر ہے۔ ہا ــ ہا ــ ہا ــ یہ اُسی شیطان کا پیر ہے۔ یہ پتلون اُسی نے پہنی ہوئی تھی۔ ہا ــ ہا ــ ہا" ــــ شاگل پیر کو اٹھائے بُری طرح ناچنے لگا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اس کے ہاتھ میں انسانی پیر نہ ہو بلکہ سات بادشاہوں کا خزانہ ہو۔

"اس کا مطلب ہے کہ میرا خیال درست ثابت ہوا۔ اس بار واقعی کافرستان والوں نے انتہائی گہری پلاننگ کی ہے" عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیسا خیال" ـــــ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"کیپٹن شکیل کی اطلاع واقعی اہم ہے۔ اور اب ساری بات سمجھ میں آ گئی ہے۔ لیاقت علی نے غلط نہیں بتایا تھا۔ اس نے درست بتایا تھا۔ کہ اصل انونڑی گرپ اس نے کافرستان کے حوالے کی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ سپیشل ڈیک کا وہ سب انجینئر جانسن کافرستان کا آدمی ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کچھ ہمیں بھی پتہ چلے یا تم ہی بولتے رہو گے" ـــــ جولیا نے کہا۔

"یہ سارا چکر پاکیشیا اور شوگران کے درمیان ہونے والے دفاعی معاہدے کو روکنے کا ہے۔ اصل انونڑی گرپ نکال کر اس کی جگہ نقلی گرپ لگا دی گئی ہے۔ اور وہ لوگ انٹیلی جنس میٹنگ سے وہ اوقات معلوم کرنا چاہتے تھے جب کہ اس گرپ کو مخصوص کوڈ سے آن کیا جاتا۔ میری باتوں کی وجہ سے راجیش وکرم کو یہی احساس ہوا کہ میں وہ اوقات جانتا ہوں۔ چنانچہ فوری طور پر مجھے اغوا کیا گیا۔ اور میری جگہ نقلی اسلم رضا پہنچ گیا۔ نقلی اسلم رضا نے سوپر فیاض سے اوقات پوچھے۔ اس دوران کیپٹن شکیل نے سپیشل ٹرانسمیٹر پر مجھے کال کیا۔ تو میری بجائے یہ کال یقیناً شاگل نے اٹنڈ کی۔ اور اُسے ساری صورت حال کا علم ہو گیا۔ اس نے مخصوص سپاٹ پر کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھیوں کو بلا کر ٹریپ کر لیا۔ فیصل جان تنویر۔ صفدر اور جولیا شاگل کے انٹیلی جنس ہیڈ کوارٹر پر جانے کی وجہ سے وہاں پہنچے تو ٹریپ ہو گئے۔ اس دوران سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کام دکھایا اور نقلی اسلم رضا کو پکڑ کر اس سے پوچھ گچھ کی۔ اس نے ناٹران کا نمبر میرے بیگ سے حاصل کر کے اس سے بات چیت کی۔ اور یہ فون ٹیپ ہو رہا تھا۔ حالانکہ میں نے اُسے چیک کیا تھا۔ لیکن پھر بھی اسے کہیں نہ کہیں سے ٹیپ کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ وہ فوری ایکشن میں آ گئے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بھی اغوا کر لیا گیا۔ اور اِدھر فون کا مرکز معلوم کر کے ناٹران اور اس کے چار ساتھیوں کو بھی ٹریپ کر لیا گیا۔ اور ہمیں یہاں گرین ٹاؤن میں رکھا گیا۔ طویل بے ہوشی کے انجکشن دے کر شاید شاگل اس دوران کوئی منصوبہ بندی

کرتا رہا ہوگا۔ صرف سپرنٹنڈنٹ فیاض کو چونکہ انٹیلی جنس والوں نے بے ہوش کر
کے پکڑا تھا اس کی اطلاع شاگل کو ملی ہوگی تو اس نے اُسے بھی وہیں پہنچانے
کا کہہ دیا جہاں ہم تھے اس لئے انٹیلی جنس والوں کو معلوم ہی نہ ہوگا کہ فیاض
کو بھی انجکشن لگایا ہے وہ اُسے ویسے ہی چھوڑ گئے۔ اور چونکہ وہ بیہوش تھا
اس لئے سیکرٹ سروس والوں نے یہی سمجھا ہوگا کہ اسے بھی انجکشن لگ چکا
ہے پھر شاگل وہاں پہنچا وہ جولیا سے ایکسٹو کا نمبر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ بقول
فیاض پرائم منسٹر کی کال آگئی اور شاگل کو کا دیں فوری طور پر جانا پڑ گیا سپرنٹنڈنٹ
فیاض نے کام دکھایا اور اس نے اس کے دونوں ساتھیوں کو مار گرایا پھر جولیا
نے واپس آنے والے ڈرائیور کو مار دیا اور ہم ہوش میں آکر وہاں سے نکل آنے
میں کامیاب ہو گئے"۔۔۔ عمران نے سارے پس منظر کا تجزیہ کرتے ہوئے
کہا کیونکہ یہاں پہنچ کر اس نے باری باری سب کی تفصیلات سنی تھیں۔
"لیکن اب کیا ہوگا۔ کیا ہم ایکسٹو کو فون کر کے اطلاع کر دیں کہ وہ
نقلی گریپ ہٹالے"۔۔۔ جولیا نے کہا۔
"جب تک اصل گریپ نہ مل جائے صرف نقلی گریپ ہٹا لینے سے بات
نہیں بنے گی۔ یہ بات بھی ہمارے خلاف جائے گی۔ شوگران کے
صدر کو جب یہ معلوم ہوگا کہ ایٹمی آبدوز کی انونٹری گریپ غائب ہو
گئی ہے تو اس کا اثر بھی یہی ہوگا کہ نقلی گریپ سے کافرستان
والے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لامحالہ یہ بات پاکیشیا کی کارکردگی کے
خلاف ہی جائے گی۔ اور معاہدہ ختم ہو جائے گا"۔۔۔ عمران نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"اصل گریپ تو اس لیبارٹری میں ہے"۔۔۔ کیپٹن شکیل

نے کہا۔
"تو ہم لیبارٹری پر حملہ کر دیتے ہیں"۔۔۔ تنویر نے کہا۔
"نہیں۔۔۔ اب اتنا وقت نہیں رہا۔ شوگران کے صدر کل
شام کو ایٹمی آبدوز میں پہنچیں گے۔ اور لیبارٹری میں گھسنا اور پھر
وہاں سے اصل گریپ حاصل کرنا۔ اور اُسے صحیح وقت پر ایٹمی آبدوز
میں پہنچانا۔ اس پر خاصا وقت لگ جائے گا۔ مجھے کوئی اور تجویز سوچنی
ہوگی"۔۔۔ عمران نے اٹھ کر ٹہلتے ہوئے کہا۔
اُسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔
"کیا بات ہے"۔۔۔ ناٹران نے اُسے دیکھتے ہی چونک
کر پوچھا۔
"باس۔ ایک مشکوک آدمی کو چیک کیا گیا ہے وہ پھاٹک پر
چڑھ کر اندر جھانک رہا تھا۔ اور پھر واپس دوڑ گیا"۔۔۔ نوجوان
نے کہا۔
"جھانک رہا تھا اور دوڑ گیا۔ کوئی بچہ ہوگا"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ
فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ہو سکتا ہے شاگل کا آدمی ہو۔ شاگل کو اب تک یقیناً ہمارے
نکل جانے کا علم ہو گیا ہوگا اور اب سیکرٹ سروس پاگلوں کی طرح
ہمیں ڈھونڈھ رہی ہوگی"۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔
"تو پھر"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے گھبرائے ہوئے لہجے میں
کہا۔
"کیا ہم اسے خالی کر دیں"۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"نہیں ——— خالی ہو جانے سے تو بات اور زیادہ مشکوک ہو جائے گی۔ یہاں تمہارے کتنے آدمی ہیں" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"آٹھ آدمی ہیں۔ یہ ہمارا ایمرجنسی سنٹر ہے" ——— ناٹران نے جواب دیا۔

"وہ مشکوک تو نہیں ہیں" ——— عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ قطعی مشکوک نہیں ہیں۔ ہم نے کوٹھی کے باہر ہوسٹل کا بورڈ لگایا ہوا ہے۔ تاکہ ان آٹھ افراد کی یہاں موجودگی اور آنا جانا مشکوک نہ ہو" ——— ناٹران نے جواب دیا۔

"گڈ ——— تم ایسا کرو کہ اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ اگر شاگل یہاں پڑتال کرنے آئے تو وہ اُسے اس طرح ہینڈل کریں کہ وہ مشکوک نہ ہو سکے۔ یہاں کوئی ایسی چیز تو نہیں جس سے وہ مشکوک ہو سکے" ——— عمران نے کہا۔

"ہیں تو سہی۔ لیکن میں ہدایات دے دیتا ہوں۔ وہ تلاش نہ کر سکے گا" ——— ناٹران نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تم ایک آدمی کے اس طرح جھانکنے پر اتنے سنجیدہ ہو رہے ہو" جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم شاگل کو نہیں جانتیں جتنا میں جانتا ہوں۔ وہ لازماً پاگل کتے کی طرح دوڑتا پھر رہا ہو گا۔ اور اگر اس بار ہم اس کے ہتھے چڑھ گئے تو پھر اس نے ہماری بوٹیاں کتوں سے نچوا دینی ہیں" ——— عمران نے کہا۔

"آیئے ——— ادھر ایک خفیہ راستہ ہے۔ وہاں سے نکل چلیں۔ ہو سکتا ہے وہ آدمی نگرانی کر رہا ہو" ——— ناٹران نے واپس آتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب ناٹران کے پیچھے چلتے ہوئے ایک تہہ خانے میں پہنچے اور وہاں سے ایک خفیہ راستے سے ہوتے ہوئے وہ جب دوسری طرف آئے تو وہ گرین ٹاؤن کی عقبی سڑک پر پہنچ چکے تھے۔

"ادھر قریب ہی میرے دوست کی کوٹھی ہے۔ وہ وہاں اکیلا رہتا ہے۔ میرے خیال میں ہمیں پہلے وہاں رک کر کاریں منگوا لینی چاہئیں۔ ورنہ اس طرح پیدل چلتے ہوئے تو ہم ٹریس ہو جائیں گے" فیصل جان نے اچانک کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ لیکن وہ تمہارا دوست ———" عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"آپ بے فکر رہیں وہ قابل بھروسہ آدمی ہے" ——— فیصل جان نے اچانک کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ باقی سارا گینگ اس کے پیچھے چلتا ہوا درمیانی گلیوں سے گزر کر ایک بڑی سی نیلے رنگ کی کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ اور باہر کسی ڈاکٹر رام بھروسے کے نام کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ فیصل جان نے کال بیل بجا دی۔ باقی ساتھی ادھر ادھر بکھر گئے تاکہ اکٹھے ہونے کی وجہ سے وہ مشکوک نہ ہو جائیں۔

تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک دبلا پتلا نوجوان باہر نکل آیا۔ اس کی آنکھوں پر موٹے شیشے کی عینک تھی۔

فیصل جان اسے ایک طرف لے گیا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔

"آجائیے" ـــــ فیصل جان نے مڑتے ہوئے کہا اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب پھاٹک میں داخل ہو گئے۔

"یہاں فون تو ہو گا" ـــــ عمران نے اس نوجوان سے پوچھا۔

"بالکل ہے جناب ـــ یہ ڈاکٹر رام بھروسے کی کوٹھی ہے۔ کسی کنگلے کی نہیں" ـــــ نوجوان نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیسے اسے عمران کا فقرہ پسند نہ آیا ہو۔

اور کوئی موقع ہوتا تو شاید ڈاکٹر رام بھروسے کو لینے کے دینے پڑ جاتے۔ لیکن سچویشن ایسی تھی کہ عمران کا ذہن بری طرح الجھا ہوا تھا۔ اس لئے اس نے کوئی جواب نہ دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا لان کراس کر کے اندر عمارت میں داخل ہو گیا۔

"یہ ہے فون" ـــــ ڈاکٹر رام بھروسے نے اسے ایک بڑے کمرے میں لے جاتے ہوئے کہا۔

"یہاں کمپاؤنڈر کہاں رہتا ہے" ـــــ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کمپاؤنڈر ـــ کیسا کمپاؤنڈر" ـــــ ڈاکٹر رام بھروسے نے چونک کر پوچھا۔

"تو مریضوں کو دوا بھی تم خود دیتے ہو" ـــــ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ تو تم مجھے وہ ڈاکٹر سمجھ رہے ہو۔ میں دوا دینے والا ڈاکٹر نہیں بلکہ نفسیات کا ڈاکٹر ہوں" ـــــ ڈاکٹر رام بھروسے نے

ہنستے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔ فیصل جان کے ساتھ ساتھ باقی ممبر کرسیوں پر خاموشی سے بیٹھ گئے تھے۔

"تو لیڈی ڈاکٹر کہو نا۔ لیکن پھر تمہارا نام لیڈی ڈاکٹر بھروسی ہونا چاہیئے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ آہستہ آہستہ دوبارہ موڈ میں آتا جا رہا تھا۔

"لیڈی ڈاکٹر بھروسی ـــ کیا بکواس ہے۔ فیصل آئی۔ ایم سوری۔ میں اس قسم کے احمق مہمان برداشت نہیں کر سکتا" ـــــ ڈاکٹر رام بھروسے کو واقعی غصہ آ گیا تھا۔ اس لئے وہ ایک طرف مڑ کر فیصل سے مخاطب ہو گیا تھا۔

"رام بھروسے۔ پلیز ٹیک اٹ ایزی پلیز" ـــــ فیصل جان نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ اب ظاہر ہے وہ اسے کیا کہتا کہ وہ کس سے باتیں کر رہا ہے۔

"اس میں اتنا غصہ کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم نے نفسیات میں ڈاکٹری کی ہے۔ نفسیات مونث ڈاکٹری مونث۔ اس لئے نام بھی مونث ہونا چاہیئے یعنی بھروسہ کی بجائے بھروسی۔ اگر تمہیں ایسا ہی مرد بننے کا شوق تھا تو تم فلسفہ کے ڈاکٹر بن جاتے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ـــ کیا ہم اس طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے" ـــــ صفدر نے یک لخت مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران اب موڈ میں آتا جا رہا ہے اور تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر رام بھروسے اس قدر زچ ہو جائے

گا کہ اس کے پاس سوائے خودکشی کرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہ رہے گا۔

"نہیں ـــــ تم پیر پر پیر رکھ کر بھی بیٹھ سکتے ہو۔ ویسے نفسیات میں یہ بھی ایک طریقہ علاج ہے۔ کیوں ڈاکٹر رام بھردسے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن ڈاکٹر رام بھردسے کوئی جواب دینے کی بجائے منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

"عمران صاحب۔ ایک منٹ" ـــــ اچانک کمرے میں داخل ہوتے ہوئے ناٹران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور عمران چونک کر اس کی طرف مڑا۔

"کیا بات ہے" ـــــ عمران نے کمرے سے باہر آتے ہوئے پوچھا۔

"میں اپنے ایمرجنسی ہیڈ کوارٹر کی صورت حال دیکھنے گیا تھا۔ اُسے گھیرا جا رہا ہے۔ میں نے آٹھ آدمیوں کو مارک کیا ہے۔ وہ راکٹ گنوں سے مسلح ہیں اور ابھی اور آ رہے ہیں" ـــــ ناٹران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"گھیرا جا رہا ہے۔ راکٹ گنوں سے مسلح۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے شاگل کوئی زبردست ایکشن لینے کے موڈ میں ہے" ـــــ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"کیا میں اپنے آدمیوں کو نکال لوں وہاں سے" ـــــ ناٹران نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

"لیکن وہاں آدمی ہونے چاہئیں۔ جب وہ ایکشن لے۔ اوہ۔ یہ

ٹھیک ہے۔ وہ آٹھ آدمی کہاں ہیں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ شاگل کے آٹھ آدمی تمہارے آدمیوں کی جگہ لے لیں۔ انہیں بے ہوش کر کے وہاں رکھا جا سکتا ہے۔ جلدی بتاؤ" ـــــ عمران نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"کوشش تو کی جا سکتی ہے۔ لیکن جب شاگل اندر داخل ہو گا۔ اور اس کی ملاقات اپنے ہی آدمیوں سے ہو گی تب بھی وہ مشکوک تو ہو جائے گا" ـــــ ناٹران نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم سمجھے نہیں۔ راکٹ گنوں سے مسلح افراد کا مطلب ہے کہ شاگل واقعی پاگل پن کی سرحدوں میں داخل ہو چکا ہے۔ وہ اس پوری کوٹھی پر راکٹ گروا کر اسے اڑوا دے گا۔ اور جب تباہ شدہ کوٹھی میں وہ داخل ہو گا تو اُسے انسانی جسموں کے ہزاروں ٹکڑے ملیں گے۔ تو وہ مطمئن ہو جائے گا کہ ہمارا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور یہ ہمارے مشن کے لئے انتہائی سود مند رہے گا۔ جلدی کرو اپنے آدمیوں کو بھی نکالو اور ضروری سامان بھی۔ اور ان کی جگہ اس کے آدمی پہنچا دو۔ جلدی کرو وقت کم ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ناٹران سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف مڑا۔ اور پھر اس نے فیصل جان کو آواز دے کر بلایا اور وہ دونوں تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گئے۔ اس کے چار ساتھی بھی جو ہمراہ آئے تھے وہ انہیں بھی ساتھ لے گیا تھا۔

"ہاں تو ڈاکٹر رام بھردسے صاحب۔ آپ یہاں اتنی بڑی کوٹھی میں بالکل اکیلے رہتے ہیں۔ آپ کو ڈر نہیں لگتا" ـــــ عمران نے واپس کمرے میں جاتے ہوئے ڈاکٹر رام بھردسے سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اس کی عدم موجودگی میں صفدر اور جولیا سے باتوں میں مصروف تھا۔

"ڈر ۔۔۔ مجھے کیوں ڈر لگے گا۔ میں کوئی بچہ ہوں ۔۔۔۔ ڈاکٹر رام بھردسے نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"بچوں کو تو موت سے ڈر نہیں لگتا۔ بڑوں کو لگتا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے انتہائی خشک لہجے میں کہا اور عمران کے ساتھی عمران کا لہجہ سن کر بے اختیار چونک پڑے۔ کیونکہ عمران کا ایسا لہجہ صاف بتا رہا تھا کہ وہ کوئی اہم ایکشن لینے والا ہے۔

"موت سے ڈر ۔۔۔ یہ تو جاہل لوگ ڈرتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ اس سے ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا"۔۔۔ ڈاکٹر رام بھردسے نے بڑے طنزیہ لہجے میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہ لمحہ آن پہنچا ہے ڈاکٹر رام بھردسے"۔۔۔ عمران نے یک لخت خشک لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال لیا۔ جو اس نے ناٹران کے ایمرجنسی سنٹر سے اٹھایا تھا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ رام بھردسے کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا تھا۔

"ڈر لگ رہا ہے ناں۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ پڑھے لکھوں کو ڈر نہیں لگتا"۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ یہ کیا مذاق ہے۔ سوری میں ایسے مذاق کا عادی نہیں ہوں"۔۔۔ رام بھردسے نے اپنے آپ کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ مذاق نہیں ہے۔ ملک الموت ہے۔ گڈ بائی"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی رام بھردسے کی پیشانی پر پڑی اور وہ کرسی سمیت پیچھے فرش پر جا گرا۔ اس کی کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکی تھی۔

"تم نے ایک شریف آدمی کو اس قدر سرد مہری سے قتل کر دیا ہے"۔ کمرے میں چھائی ہوئی موت کی خاموشی میں یک لخت جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اٹھ کر اس کی جیبوں کی تلاشی لو تمہیں اس کی شرافت کا ثبوت مل جائے گا"۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور جولیا تیزی سے اٹھ کر مردہ ڈاکٹر رام بھردسے کی طرف بڑھ گئی۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ یہ کارڈ۔ اوہ۔ تو اس کا تعلق انٹیلی جنس سے ہے"۔۔۔ جولیا نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔ اس نے رام بھردسے کی جیب سے ایک کارڈ نکالا ہوا تھا۔

"جی ہاں۔ اب ثبوت مل گیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں اسلم رضا کے میک اپ میں سوپر فیاض کے ساتھ گیا تھا۔ ہمارے استقبال کے لئے آنے والوں میں ایک یہ بھی شامل تھا۔ اس لئے جیسے ہی سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اس نے یہاں دیکھا یہ بُری طرح چونک پڑا تھا۔ میں تو چونکہ اس وقت اسلم رضا کے میک اپ میں تھا اور اب اصل شکل میں ہوں۔ اس لئے مجھے یہ پہچان نہ سکا تھا"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اب مجھے یاد آ رہا ہے۔ مجھے یاد نہ آ رہا تھا کہ میں نے اس شخص کو کہاں دیکھا ہے"۔۔۔ ایک طرف بیٹھے سپرنٹنڈنٹ فیاض

نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"سوری عمران۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا"۔۔۔۔۔ جولیا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"میں نے جان بوجھ کر صفدر کی بات کے جواب میں پیر پیر دھنے اور لے نفسیات کے ایک مخصوص طریقہ علاج کا ذکر کیا تھا کیونکہ مجھے خیال آیا تھا کہ ہو سکتا ہے۔ یہ واقعی ڈاکٹر ہو۔ انٹیلی جنس آفیسر نہ ہو۔ کیونکہ بعض اوقات شکلیں بھی دھوکہ دے جاتی ہیں۔ لیکن اگر وہ واقعی نفسیات کا ڈاکٹر ہوتا تو یقیناً اس کا جواب ضرور دیتا۔ اس سے میں کنفرم ہو گیا"۔۔۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔ اور عین اسی لمحے ناٹران اندر داخل ہوا۔ اس نے الٹی ہوئی کرسی اور ڈاکٹر رام بھروسے کی لاش فرش پر پڑی ہوئی دیکھی تو چونک پڑا۔

"کیا ہوا۔ کام ہوا یا نہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"اوہ یس سر۔ کام ہو گیا۔ لیکن ان کے صرف چھ آدمی ہی اغوا ہو سکے تھے انہیں وہاں پہنچا دیا گیا ہے۔ بہرحال ہم سب سیف ہیں وہاں بہت بھیڑ اکٹھی ہو رہی ہے۔ کم از کم تیس چالیس افراد ہوں گے"۔۔۔۔۔ ناٹران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ یک لخت دو۔ سے خوف ناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ دھماکے اس قدر شدید اور خوف ناک تھے کہ وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔ دھماکوں کی شدت لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

"ایکشن شروع ہو گیا"۔۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور اٹھ کر ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

شاگل کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر انٹیلی جنس کا چیف راجیش وکرم بیٹھا ہوا تھا۔ جب کہ شاگل کے ساتھ ایک اونچی نشست والی کرسی خالی تھی۔ وہ ایک کمرے میں موجود تھے۔ اور ان کے سامنے ایک بڑی مشین موجود تھی۔ جس کے درمیان ایک چوڑی سکرین تھی۔ اور سفید کوٹ پہنے ہوئے دو افراد اس کے ساتھ بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے تھے۔ یہ کمرہ پرائم منسٹر ہاؤس کا ایک مخصوص مرہ تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور شاگل اور راجیش وکرم دونوں اٹھ ھڑے ہوئے۔ آنے والے وزیراعظم تھے۔ ان کے چہرے پر انتہائی گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"بیٹھو"۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر صاحب نے خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے ں دونوں سے کہا۔ اور وہ دونوں مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔ پرائم منسٹر

نے کلائی اٹھا کر گھڑی پر وقت دیکھا۔

" ابھی بیس منٹ باقی ہیں۔ مسٹر شاگل آپ نے رپورٹ دی ہے کہ آپ نے سیکرٹ سروس کے سب افراد کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس کی تفصیل بتائیں"۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر۔۔۔۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا عبرتناک حشر کیا ہے۔ ایسا حشر کہ وہ صدیوں تک بلبلاتی رہے گی"۔۔۔۔ شاگل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

" تمہید کا وقت نہیں ہے مسٹر شاگل"۔۔۔۔ وزیر اعظم نے سخت لہجے میں کہا۔

" اوہ یس سر۔۔۔۔ شاگل نے چونک کر کہا اور پھر اس نے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح سیکرٹ سروس کے افراد ریڈ پیاٹ سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن پھر اس کے آدمیوں نے انہیں ٹریس کر لیا اور اس کے بعد اس نے پوری کوٹھی کو راکٹوں سے اڑا دیا۔ اور ان سب کی لاشوں کے ہزاروں ٹکڑے ملبے میں پھیلے ہوئے ملے۔

" ہوں۔۔۔۔ آپ نے بروقت ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دیا۔ ورنہ ہمارا سارا پلان ختم ہو جاتا۔ اور آپ جانتے ہیں اس کا نتیجہ آپ کے حق میں کس قدر برا نکلتا"۔۔۔۔ وزیر اعظم نے جواب دیا۔

" سر۔ دراصل غلطی تو ہو گئی تھی۔ لیکن سر۔ یہ غلطی وکرم صاحب کے آدمیوں سے ہوئی۔ انہوں نے اس سپرنٹنڈنٹ فیاض کو وہاں لے جا کر ویسے ہی چھوڑ دیا۔ وہ چونکہ بے ہوش تھا۔ اس لئے میرے

آدمیوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اسے بے ہوشی کا انجکشن لگایا گیا ہے یا نہیں اور اسی نے ہوش میں آ کر سارا کھیل کھیلا"۔۔۔۔ شاگل نے عادت کے مطابق ساری ذمہ داری راجیش وکرم پر ڈالتے ہوئے کہا۔

" میرے آدمیوں کو صرف اتنا حکم دیا گیا تھا کہ فیاض کو اس عمارت تک پہنچا دیا جائے وہ انہوں نے پورا کر دیا"۔۔۔۔ راجیش وکرم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

" آپ کو کیسے علم ہوا کہ ان سب کے نکلنے کی یہی وجہ ہے"۔۔۔۔ وزیر اعظم نے پوچھا۔

" سر۔ پوری صورتحال کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہی صورت ہی سامنے آتی تھی"۔۔۔۔ شاگل نے جواب دیا۔

" سر۔ وقت ہو گیا ہے۔ مشین لنک کی جائے"۔۔۔۔ مشین کے پاس کھڑے ایک آدمی نے مداخلت کرتے ہوئے وزیر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اوہ ہاں"۔۔۔۔ وزیر اعظم نے چونک کر گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ اور دونوں آدمی مشین پر مصروف ہو گئے۔ مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اور بے شمار چھوٹے بڑے بلب جلنے بجھنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی مشین کے درمیان نصب بڑی سی سکرین روشن ہو گئی۔ پہلے تو اس پر آڑی ترچھی لکیریں سی دوڑتی رہیں۔ پھر ایک جھماکے سے اس پر ایک کمرے کا منظر ابھر آیا اس کمرے میں ہر طرف مختلف قسم کی مشینیں پھیلی ہوئی تھیں۔ البتہ ایک بڑی سی مشین کے سامنے چار افراد موجود تھے۔

"انہیں لنک کیا جائے سر۔" ——— پرائم منسٹر سے مخاطب ہو کر سفید کوٹ والے نے پوچھا۔

"ہاں۔ لنک کرو" ——— پرائم منسٹر نے دوبارہ گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

اور سفید کوٹ والے نے جلدی سے مشین کی سائیڈ کا ایک خانہ کھولا۔ اس میں سے ایک ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکال کر وہ تیزی سے پرائم منسٹر کی طرف بڑھا اور اس نے وہ آلہ پرائم منسٹر کو پیش کیا۔ پرائم منسٹر نے وہ آلہ اس سے لے لیا۔ جب کہ دوسرے آدمی نے مشین کا دوسرا بٹن دبایا تو سکرین پر نظر آنے والی مشین کے سامنے موجود چاروں آدمی چونک کر سیدھے ہو گئے۔

"ہیلو ——— پرائم منسٹر کالنگ۔ کیا پوزیشن ہے" ——— پرائم منسٹر نے آلے کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"سر۔ پوزیشن بالکل او۔ کے ہے سر۔ ہم نے اپنی انونٹری گریب کو چیک کر لیا ہے۔ وہ بھی او۔ کے ہے" ——— ایک آدمی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سرتیش کہاں ہے" ——— پرائم منسٹر نے پوچھا۔

"وہ کنٹرول روم میں ہیں سر" ——— اسی آدمی نے جواب دیا۔

"او۔ کے" ——— پرائم منسٹر نے کہا۔ اور آلے کا بٹن آف کر دیا۔

"کنٹرول روم کنکٹ کرو" ——— پرائم منسٹر نے سامنے کھڑے سفید کوٹ والوں سے کہا اور وہ سر جھکا کر دوبارہ مشین پر جھک

گئے۔ سکرین پر دوبارہ جھماکے سے ہونے لگے۔ اور چند لمحوں بعد ایک اور منظر ابھر آیا۔ یہ ایک چھوٹے سے کمرے کا منظر تھا جس میں ایک اور مشین نظر آ رہی تھی۔ اور اس کی سائیڈ پر موٹے شیشوں کی عینک پہنے سرتیش موجود تھا۔ پرائم منسٹر نے دوبارہ آلے کا بٹن دبایا۔ اور سرتیش چونک پڑا۔

"اوہ یس سر ——— سرتیش بول رہا ہوں سر" ——— سرتیش نے چونک کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر سرتیش۔ کیا پوزیشن ہے" ——— وزیراعظم نے پوچھا۔

"سر۔ پوزیشن او۔ کے ہے۔ ہماری گریب باقاعدہ سگنل وصول کر رہی ہے۔ صحیح وقت پر اسے آن کر دیا جائے گا" ——— سرتیش نے جواب دیا۔

"ہم خود اسے آن ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں" ——— پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ میرے سامنے والی مشین کے درمیان سکرین آپ کو نظر آ رہی ہے۔ جیسے ہی گریب آن ہو گی اس پر سرخ رنگ کے نقطے لکیر کی صورت میں چلنے لگیں گے۔ اگر یہ نقطے ترتیب سے چلتے رہے تو سمجھئے کہ گریب صحیح کام کر رہی ہے۔ اور اگر یہ نقطے ترتیب میں نہ چلے تو اس کا مطلب ہے گریب کام نہیں کر رہی" ——— سرتیش نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ صحیح وقت تو تمہیں معلوم ہے۔ اس کے باوجود مجھے فون پر کنفرم کر دیا جائے گا اور میں تمہیں اطلاع

"دے دوں گا" ——— پرائم منسٹر نے کہا اور دوبارہ گھڑی دیکھنے لگا۔

چند لمحوں بعد اس کے سامنے پڑی ہوئی میز پر رکھا ٹیلی فون بج اٹھا۔ اور پرائم منسٹر نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——— پرائم منسٹر سپیکنگ" ——— پرائم منسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ پاکیشیا سے سپیشل ٹرانسمیٹر کال ہے۔ لنک کر دوں سر" دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ یس۔ فوراً لنک کرو" ——— پرائم منسٹر نے بے چین لہجے میں کہا۔

"ہیلو سر۔ میں لاکھانی بول رہا ہوں۔ سر شوگران کے صدر آباد میں پہنچ گئے ہیں۔ سر وقت وہی ہے۔ سر یہاں تیاریاں مکمل ہیں سر اوور" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ پرائم منسٹر صاحب نے رسیور رکھا اور جلدی سے ایک بار پھر گھڑی کو دیکھا اور پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے آلے کا بٹن دبا دیا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے سریش کی آواز سنائی دی۔

"اطلاع مل گئی ہے۔ وقت وہی ہے" ——— وزیر اعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ——— ہم تیار ہیں سر" ——— سریش نے جواب دیا۔ اور وہ مشین پر جھک گیا۔ جس پر ایک ریڈیم ڈائل ڈیجیٹل گھڑی بھی لگی ہوئی تھی۔ اس کی نظریں گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔

یہ گھڑی پاکیشیا کا وقت ظاہر کر رہی تھی۔ کیونکہ پاکیشیا اور کافرستان کے وقت میں آدھے گھنٹے کا فرق تھا۔

وزیر اعظم ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ شاگل اور راجیش وکرم کی بھی یہی حالت تھی۔ ان سب کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ اور انہوں نے اپنے سانس روک رکھے تھے۔ کیونکہ وہ لمحات اب بالکل قریب تھے۔ جس کے لئے انہوں نے اس قدر خوفناک جدوجہد کی تھی۔ وزیر اعظم کی نظریں بھی اب سکرین پر نظر آنے والی گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر انہوں نے سریش کا ہاتھ ایک سرخ رنگ کے ہینڈل کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ سریش کی نظریں گھڑی کے تیزی سے بدلتے ہوئے ہندسوں پر جیسے چپکی ہوئی تھیں۔ اور پھر جیسے ہی ہندسہ بدلا سریش نے پلک جھپکنے میں ہینڈل پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے سکرین پر سرخ رنگ کے نقطے ابھرے اور پھر وہ ایک ترتیب سے چلنے لگے۔ ان کے اس طرح ترتیب سے چلنے سے ایک لکیر سی بن گئی۔ پرائم منسٹر سمیت سب افراد بتوں کی طرح خاموش بیٹھے اس لکیر کو دیکھتے رہے۔ تقریباً پانچ منٹ تک یہ لکیر چلتی رہی پھر یک لخت بجھ گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی سریش نے ہینڈل اونچا کر دیا۔

"مبارک ہو جناب۔ ہمارا مشن مکمل ہو گیا۔ نقلی گروپ باقاعدہ کام کر رہی ہے۔ اور اب ظاہر ہے یہ معاہدہ کسی صورت نہیں ہو سکتا" ——— سریش کی مسرت سے کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ویری گڈ ویری گڈ ——— آخر کار ہم جیت گئے۔ ویری گڈ" ———

پرائم منسٹر نے یک لخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ان کا
چہرہ مسرت سے کھلا پڑ رہا تھا۔ شاگل اور راجیش وکرم بھی اٹھ کھڑے
ہوئے۔ ان دونوں کے چہروں پر بھی بے پناہ مسرت تھی۔

"مبارک ہو جناب"۔۔۔ شاگل نے کانپتے ہوئے لہجے میں
کہا۔

"تھینک یو شاگل اینڈ مسٹر راجیش وکرم۔۔۔ آپ کو بھی مبارک
ہو۔ آپ نے واقعی اس مشن پر محنت کی ہے"۔۔۔ وزیر اعظم
نے ان دونوں سے باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارا فرض تھا جناب"۔۔۔ شاگل اور راجیش وکرم نے
سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"آیئے۔۔۔ اس خوشی کے موقع پر میں آپ کو چائے
پلواتا ہوں۔ میں نے صدر صاحب کو بھی رپورٹ دینی ہے۔ آیئے"
وزیر اعظم نے کہا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ راجیش اور شاگل
مودبانہ انداز میں اس کے پیچھے چل پڑے۔

"سر۔۔۔ اس بات کی اطلاع کب ملے گی کہ پاکیشیا اور
شوگران کے درمیان دفاعی معاہدہ نہیں ہو سکا"۔۔۔ شاگل نے
پوچھا۔

"آج رات ان کا اہم اجلاس ہے۔ صبح حتمی تفصیلات مل
جائیں گی۔ لیکن نقلی گروپ کے کام کے بعد ظاہر ہے پاکیشیا والوں
کی آبدوز کا سارا مظاہرہ مکمل طور پر اپ سیٹ ہو گیا ہے۔ اب
یہ معاہدہ کسی صورت نہیں ہو سکے گا"۔۔۔ وزیر اعظم نے جواب

دیا۔ اور راجیش وکرم اور شاگل دونوں بے اختیار مسکرا اٹھے۔ شاگل
کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ اس بار نہ صرف ان کا پلان مکمل ہو
گیا تھا بلکہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی عبرت ناک
انتقام لے لیا تھا۔ خاص طور پر عمران کی موت کے بعد تو اسے
یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا قد خود بخود چار فٹ اونچا ہو
گیا ہو۔

"دھماکوں" کی خوف ناک آوازیں سنتے ہی عمران ٹیلی فون کی طرف بڑھا تھا جب کہ باقی ساتھی بے اختیار بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے تھے۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور جلدی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ یہاں صورت حال بے حد سنجیدہ ہو چکی ہے۔ ہماری آبدوز میں کافرستان والوں نے نقلی انونٹری گرپ فٹ کی ہے۔ اور سپیشل ڈیک کا سب انجینئر جانسن یقیناً ان کا آدمی ہے۔ اس کو گرفتار کرا لیں۔ اور فوراً یہ معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ کیا شوگران والوں کی طرف سے کوئی متبادل انونٹری گرپ بھی ہمیں دی گئی ہے یا نہیں۔ مجھے فوراً بتائیں"۔۔۔۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی

اس نے فون پر لکھے ہوئے نمبر بھی بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔ اور رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد سیکرٹ سروس کے ممبر واپس آ گئے۔ کیونکہ اب دھماکوں کی آوازیں بند ہو گئی تھیں اور فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"اوہ۔ اگر ہم وہاں موجود ہوتے تو"۔۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوتا۔ اطمینان سے حوروں کے مجمع کی طرف پرواز کر رہے ہوتے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سوائے عمران کے باقی سب بُری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ عمران ان کی عدم موجودگی میں ایکسٹو کو فون کر چکا ہے۔ وہ تو یہی سمجھے تھے کہ ڈاکٹر رام بھروسے کا فون ہو گا۔

"یس"۔۔۔۔ عمران نے اطمینان سے رسیور اٹھاتے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھرتے ہی سیکرٹ سروس کے سارے ممبرز اس طرح اچھلے جیسے انہوں نے زندگی میں پہلی بار ایکسٹو کی آواز سنی ہو۔ حیرت سے ان کے ذہن ماؤف سے ہو گئے کہ ایکسٹو کو اس فون نمبر اور ان کی یہاں موجودگی کا کیسے پتہ چل گیا۔

"یس سر" ۔۔۔۔۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"دوسری گرپ نہیں ہے عمران ۔ اور یہاں کسی کو علم نہیں ہے کہ آبدوز میں نقلی گرپ لگائی جا چکی ہے" ۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ پھر تو معاملات اور زیادہ سیریس ہو گئے ۔ آپ ایسا کریں کہ فوری طور پر آبدوز کو کافرستان کے شمالی ساحل پر بین الاقوامی سمندر میں واقع ڈیڈ جزیرے پر بھجوا دیں ۔ ہم وہاں موجود ہوں گے ۔ انہیں ہدایات دے دیں ۔ اب مجھے فوری طور پر اصلی گرپ حاصل کرنی پڑے گی ۔ رات کو بارہ بجے اسے وہاں پہنچ جانا چاہئے ۔ کوڈ ایکسٹو ہی رہے گا" ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن تمہیں معلوم ہے کہ شوگران کے صدر نے مظاہرہ دیکھنا ہے ۔ اس لئے ایسے وقت میں آبدوز کیسے ہٹائی جا سکتی ہے" ۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس مظاہرے کے لئے تو اسے حرکت میں لا رہا ہوں ۔ ورنہ مظاہرہ حرکت میں آ گیا تو اصل معاملہ ساکت ہو جائے گا" ۔۔۔۔۔ عمران ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گیا تھا۔

"ٹھیک ہے ۔ مجھے تم پر اعتماد ہے ۔ میں سپیشل آرڈر جاری کر دیتا ہوں" ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے پہلے ایکسٹو سے بات کی تھی" ۔۔۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"ظاہر ہے اب ایکسٹو کو علم نجوم تو نہیں آتا ۔ کہ وہ زائچہ بنا کر

اس ٹیلی فون کا نمبر معلوم کرے" ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے ۔

"اصل گرپ حاصل کرنے کے لئے تو اسے لیبارٹری میں گھسنا پڑے گا ۔ وہاں کا حفاظتی نظام تو بے حد ٹائٹ ہے" ۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم نے مجھے تفصیلات بتائی ہیں اس لئے انہیں دوبارہ دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں نے اسی لئے آبدوز منگوائی ہے ۔ اس سے اس حفاظتی نظام کو وقتی طور پر معطل کیا جا سکتا ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس طرح تو آبدوز یہاں چیک ہو جائے گی" ۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ۔ میں اس آبدوز کو سلیمانی ٹوپی پہنا دوں گا ۔ اور میرے ذہن میں جو پلان ہے اس کے مطابق ہمیں لیبارٹری کے اندر بھی داخل نہ ہونا پڑے گا" ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا ۔ اور پھر وہ اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ چند لمحوں بعد وہ ناٹران کو ساتھ لئے ایک دوسرے چھوٹے سے کمرے میں گھس گیا ۔

رات کے بارہ بجنے میں ابھی چند منٹ باقی تھے ۔ عمران، کیپٹن شکیل اور ناٹران تینوں بین الاقوامی سمندر میں موجود ایک ویران جزیرے پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ عمران نے ناٹران سے تفصیلی گفتگو کر کے سارا پروگرام سیٹ کر لیا تھا ۔ اور پھر وہ لوگ ڈاکٹر رام بھروسے کی کوٹھی سے ایک ایک دو دو کر کے نکلے تھے اور ناٹران کے ایک خفیہ

اڈے پر پہنچ گئے تھے۔ عمران نے وہاں سے سیکرٹ سروس کے باقی تمام ممبران کی واپس پاکیشیا خفیہ روانگی کا بندوبست کر دیا تھا۔ اس نے صرف سپرنٹنڈنٹ فیاض اور کیپٹن شکیل کو روک لیا تھا۔ فیصل جان کو اس نے شاگل کی مصروفیات پر نظر رکھنے کا کام سونپا تھا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اُسی اڈے میں چھوڑ کر وہ ناٹران اور کیپٹن شکیل کو ہمراہ لے کر ایک لانچ کے ذریعے طویل سفر کرتا ہوا اس جزیرے تک پہنچا تھا لانچ اس نے جزیرے کی ایک کھاڑی میں چھپا دی تھی۔ ان تینوں کے جسموں پر غوطہ خوری کا لباس تھا۔ اور عمران کے ہاتھ میں ایک مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا۔

"کیا ان حالات میں آبدوز واقعی یہاں آئے گی"۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"اگر آبدوز نہ آئی تو حالات خود چل کر وہاں پہنچ جائیں گے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ اس کے ہاتھ میں موجود آلے میں سے ٹائیں ٹائیں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ اس نے جلدی سے اس آلے کا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔۔۔ ایکس تھرٹی"۔۔۔ آلے میں سے ایک آواز نکلی۔

"یس۔۔۔ عمران بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"کوڈ"۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔ میں کیپٹن اطہر بول رہا ہوں۔ آپ جزیرے پر موجود ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے نرم لہجے میں پوچھا گیا۔

"ہاں پہلے یہ بتائیں کہ آپ چیک تو نہیں ہوئے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ ہم لمبا چکر کاٹ کر آئے ہیں"۔۔۔ کیپٹن اطہر نے جواب دیا۔

"گڈ۔۔۔ ہم تیار ہیں"۔۔۔ عمران نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی آلہ خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد جزیرے سے کافی فاصلے پر پانی میں ہلچل پیدا ہوئی اور پھر آبدوز باہر ابھرتی نظر آنے لگی۔

"آؤ"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور انہوں نے غوطہ خوری کا لباس درست کرتے ہوئے جزیرے سے سمندر میں چھلانگیں لگا دیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ آبدوز کے آپریشن روم میں پہنچ چکے تھے۔ کیپٹن اطہر خاصا وجیہہ اور شکیل آدمی تھا۔ اس کی فراخ پیشانی بتا رہی تھی کہ وہ ذہین آدمی ہے۔

"آپ میں سے عمران صاحب کون ہیں"۔۔۔ کیپٹن اطہر نے ان تینوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ تینوں ہی غوطہ خوری کا لباس اتارنے میں مصروف تھے۔

"یہ لباس تو صاحب لوگوں کا نہیں ہوتا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن اطہر چونک کر عمران کی طرف مڑ گیا۔ کیونکہ وہ پہلے آلہ کی مدد سے اس کے ساتھ گفتگو کر چکا تھا۔ اس لئے اس نے آواز پہچان لی تھی۔

"اوہ عمران صاحب ــــــ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم نے آپ کے احکامات کی تعمیل کرنی ہے۔ لیکن مشن کیا ہے اس کی کوئی تفصیل ہمیں نہیں بتائی گئی" ــــــ کیپٹن اطہر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بڑا عرصہ ہو گیا تھا مچھلی نہیں کھائی تھی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اپنے پاس آبدوز تو ہے۔ اسے ہی کیوں نہ استعمال کیا جائے" ــــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

اور کیپٹن اطہر اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی کسی صحیح دماغ آدمی سے بات کر رہا ہے۔

"یہ انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے۔ ہم انتہائی خطرناک سچوئیشن میں ہیں۔ کسی بھی لمحے ہمیں چیک کیا جا سکتا ہے۔ اور آبدوز نے آج ہی واپس بھی جانا ہے اور آپ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں" ــــــ کیپٹن اطہر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سنجیدہ مسئلہ ہے۔ کمال ہے۔ آبدوز سے مچھلی پکڑنا کیسے سنجیدہ مسئلہ ہو سکتا ہے۔ اور وہ بھی ایٹمی آبدوز سے" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے ایڈمرل صاحب سے بات کرنی پڑے گی" ــــــ کیپٹن اطہر نے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود مشین کی طرف بڑھ گیا۔

"کیپٹن اطہر۔ پہلے یہ بتائیے کہ اگر اصل انونٹری گروپ کی بجائے نقلی انونٹری گروپ لگا دی جائے تو اُسے چیک کرنے کا آپ کے پاس کیا طریقہ ہو گا" ــــــ عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے

میں کہا۔ اور کیپٹن اطہر ایک جھٹکے سے مڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"نقلی انونٹری گروپ ــــــ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں" ــــــ کیپٹن اطہر کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو کیپٹن۔ صورت حال انتہائی سیریس ہے" ــــــ عمران کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

"اول تو جناب ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ سپیشل ڈیک سے ابھی آبدوز مکمل چیکنگ کے بعد آئی ہے۔ اور اسے او۔کے قرار دیا گیا ہے۔ رہ گئی اس کی چیکنگ۔ تو جناب یہ چیکنگ تو مخصوص ایریے میں ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ انونٹری گروپ کو سپیشل کوڈ پر ہی آن کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ کوڈ سگنل براہِ راست صدرِ مملکت دیتے ہیں۔ انونٹری گروپ کے آن ہوتے ہی آبدوز کے ایٹمی آلات حرکت میں آجاتے ہیں" ــــــ کیپٹن اطہر نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں ــــــ اس کا مطلب ہے کہ اسے یہاں چیک نہیں کیا جا سکتا۔ ٹھیک ہے۔ اچھا اب سنیں۔ ہماری اس آبدوز میں نقلی انونٹری گروپ لگائی گئی ہے۔ اصل انونٹری گروپ کافرستان کی نیوی انجینئرنگ لیبارٹری میں موجود ہے۔ اور آبدوز کو یہاں بلوانے کا مقصد یہی ہے کہ ہم نے لیبارٹری سے وہ اصل گروپ حاصل کر کے س آبدوز میں فٹ کرنی ہے۔ اور نقلی گروپ اتار لینی ہے" ــــــ ران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور کیپٹن اطہر کی حالت ایسی

تھی جیسے وہ ابھی بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔

"سر ـــــ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ بھی مذاق ہے سر۔ نقلی انونڑی گریپ کیسے بک سکتی ہے" ـــــ کیپٹن اطہر کی حالت واقعی خاصی خراب تھی۔

"جو میں نے کہا ہے کیپٹن وہ حرف بحرف درست ہے۔ تم صرف اس آبدوز کے کیپٹن ہو۔ جب کہ ہمیں پورے ملک کی سلامتی کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ جو کچھ ہمیں معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں ہے۔ اس لئے جیسے میں کہتا جاؤں ویسے کرتے جاؤ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے" ـــــ عمران نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ـــــ ایڈمرل صاحب نے یہی بتایا تھا۔ ٹھیک ہے سر۔ لیکن سر۔ نیوی انجینئرنگ لیبارٹری میں آبدوز کا داخلہ تو ناممکن ہے۔ ایک تو وہ کافرستانی سرحد کے اندر ہے دوسرا اس کے لئے زبردست حفاظتی انتظامات کئے گئے ہوں گے۔ اور اگر ہم کافرستانی سرحد میں داخل ہوئے تو سر خاصا سریس مسئلہ بن جائے گا" ـــــ کیپٹن اطہر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"آبدوز میں ـــــ نیڈرڈ میلشم مشین تو ہے" ـــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"جج ـــــ جج ـــــ جی ہاں۔ ہے" ـــــ کیپٹن اطہر کا چہرہ ایک بار پھر ہونقوں جیسا ہو گیا۔ ظاہر ہے یہ مخصوص کوڈ نام تھا۔ اور عمران اس طرح نام لے رہا تھا جیسے اس کی ساری زندگی آبدوزوں میں گزری ہو۔

"ٹھیک۔ اب غور سے سنو۔ اس مشین پر ہاٹ سگنل دیا جاسکتا

ہے۔ اور یہ ہاٹ سگنل کسی طرح چیک نہیں ہو سکتا۔ تم صرف اس کی آخری رینج بتا دو" ـــــ عمران نے کہا۔

"سر۔ ہاٹ سگنل کی رینج تو بہت وسیع ہے" ـــــ کیپٹن اطہر نے جواب دیا۔

"کیپٹن شکیل۔ وہ لیبارٹری یہاں سے کتنے فاصلے پر اور کس سمت میں ہے" ـــــ عمران ساتھ کھڑے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو گیا۔

"وہ یہاں سے تقریباً بائیس بحری میل جنوب کی طرف ہے میرا اندازہ ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب بتاؤ کیپٹن۔ کیا ہاٹ سگنل لیبارٹری پر جا سکتا ہے" ـــــ
ران نے دوبارہ کیپٹن اطہر سے پوچھا۔

"یس سر ـــــ یہ اس کے لئے معمولی فاصلہ ہے۔ لیکن سر
بارٹری کا مخصوص کوڈ ہو گا۔ وہ کوڈ کیسے معلوم ہو گا" ـــــ کیپٹن اطہر
نے کہا۔

"وہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ آیئے۔ وہ مشین کہاں ہے" ـــــ
ن نے کہا۔

اور کیپٹن اطہر آپریشن ہال کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔
ن اس مشین کو کافی دیر تک غور سے دیکھتا رہا۔ پھر وہ کیپٹن شکیل
رف مڑا۔

کیپٹن۔ ایک کاغذ لے کر اس لیبارٹری کا نظری نقشہ بناؤ"
نے کیپٹن شکیل سے کہا۔

"نظری کیا" ـــــ کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

"نظری سے مطلب ہے کہ بیرونی۔ اس کا حدود اربعہ یعنی کس ساحل سے کتنی دور ہے۔ مشرق مغرب شمال جنوب وغیرہ میں کوئی خاص پوائنٹ ہوں تو وہ بتاؤ" ـــــ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کاغذ دیں کیپٹن" ـــــ کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کیپٹن اطہر سے کہا۔

اور کیپٹن اطہر نے آگے بڑھ کر ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک پیڈ نکال کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ کے پاس نیوی کا مخصوص نقشہ ہو گا" ـــــ عمران نے کیپٹن اطہر سے کہا۔

"جی ہاں۔ ہے۔ کافرستان کا چاہیئے" ـــــ کیپٹن اطہر نے کہا۔

"ظاہر ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

اور کیپٹن اطہر دوبارہ اسی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک خانے سے نقشہ نکالا۔ اور اسے لا کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے سائیڈ میں رکھی ہوئی میز پر نقشہ پھیلا دیا۔ جب کہ اس دوران کیپٹن شکیل کاغذ پر نقشہ بناتا رہا۔ اور پھر اس نے وہ نظری نقشہ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران کافی دیر تک غور سے نظری نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر وہ میز پر پھیلے ہوئے نقشے پر جھک گیا۔ وہ کافی دیر تک اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے عمر

اور کیپٹن شکیل کے ہاتھ سے پیڈ اور بال پوائنٹ لے کر اس نے کاغذ پر تیزی سے مختلف نمبرز لکھنے شروع کر دیئے۔ وہ ان نمبرز کو ایک دوسرے سے مخصوص انداز میں جمع تفریق کرتا رہا۔ اور پھر آخر میں اس نے ایک نمبر علیحدہ لکھ کر اس کے گرد دائرہ لگا دیا۔

"یہ لو کیپٹن اطہر۔ یہ ہے اس لیبارٹری کا ہاٹ سگنل کوڈ" ـــــ عمران نے کاغذ کیپٹن اطہر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ صرف نقشہ دیکھ کر یہ نمبر کیسے معلوم کر سکتے ہیں" ـــــ کیپٹن اطہر کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے قطعاً یقین نہیں آ رہا۔

"یہ بڑی مصیبت ہے کہ مجھے تعلیم بالغاں کا استاد بننا پڑتا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے کیپٹن اطہر کو سمجھانا شروع کیا کہ ہاٹ سگنل کوڈ بنانے کے بین الاقوامی اصول کیا ہوتے ہیں۔ اور کس طرح سمتوں کے مخصوص بین الاقوامی نمبرز کو ترتیب دے کر کوڈ مرتب کیا جاتا ہے۔

"اوہ اوہ۔ ویری سٹرینج۔ ویری سٹرینج۔ میری ساری عمر نیوی میں گزر گئی۔ لیکن مجھے یہ سب کچھ معلوم نہ تھا۔ اوہ۔ آپ کیا چیز ہیں" کیپٹن اطہر کی آنکھیں واقعی حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو رہی تھیں۔

"کہا تو ہے کہ تعلیم بالغاں کا استاد بننا پڑتا ہے۔ تم اب ہاٹ سگنل کوڈ دو اور لانکنگ مائیک مجھے دے دو" ـــــ عمران نے کہا۔ اور کیپٹن اطہر سر ہلاتا ہوا مشین کی طرف مڑ گیا۔

کیپٹن شکیل اور نائٹران دونوں ہی عمران کو اس طرح دیکھ رہے

تھے۔ جیسے عمران کی بجائے انہیں کوئی جن بھوت نظر آرہا ہو۔ وہ سوچ رہے تھے کہ نجانے عمران کی کھوپڑی میں اللہ تعالیٰ نے کیا بھر دیا ہے کہ دنیا جہان کی معلومات اس میں نہ صرف جمع رہتی ہیں بلکہ عین موقع پر برآمد بھی ہوجاتی ہیں۔ کیپٹن اطہر نے مشین آن کی اور ایک چھوٹا سا مائیک عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ چند لمحوں بعد مشین کے درمیان سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ مشین کو آپریٹ کیپٹن اطہر ہی کر رہا تھا اور پھر جیسے ہی یہ بلب مستقل جلنے لگا۔ کیپٹن اطہر کا چہرہ حیرت سے ایک بار پھر بگڑ گیا۔ بلب کے مسلسل جلنے کا مطلب تھا کہ کوڈ واقعی درست تھا۔

"ہیلو ۔۔۔ ہاٹ سگنل کوڈ تھرٹی الیون ون سکس"۔۔۔ عمران نے نامانوس سے لہجے میں کہا۔

"یس ۔۔۔ ہاٹ سگنل کوڈ تھرٹی الیون ون سکس اٹنڈنگ"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"پرائم منسٹر آف کافرستان سپیکنگ ۔۔۔ اپنا تعارف کرائیں" عمران نے اُسی لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں مارک بول رہا ہوں چیف انجینئر فرام نیوی انجینئرنگ لیبارٹری سر"۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہوگیا۔

"پریم چند کہاں ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"پریم چند صاحب تو جناب نیول ہیڈ کوارٹر گئے ہوئے ہیں سر۔ وہ کل گئے ہیں سر"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ اور عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے

"چیف انجینئر مارک۔ ہاٹ سگنل ایک خصوصی مقصد سے دیا جارہا ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔ کوئی ٹاپ کانفیڈنشل معاملہ ہی ہو سکتا ہے سر"۔۔۔ مارک نے جواب دیا۔

"گڈ ۔۔۔ ایسا ہی معاملہ ہے۔ پاکیشیا کی ایٹمی آبدوز سے حاصل کی گئی انونٹری گرپ لیبارٹری میں موجود ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ مارک نے جواب دیا۔

"او۔ کے ۔۔۔ آپ ایسا کریں کہ اسے لے کر انتہائی خفیہ طریقے سے شمالی سرحد پر موجود ڈیڈ جزیرے پر پہنچ جائیں۔ جس قدر جلد ممکن ہوسکے۔ وہاں ایک آدمی موجود ہوگا۔ وہ آپ کو کوڈ کہے گا ہاٹ سگنل اور آپ نے جواب میں کہنا ہے۔ پی۔ ایم۔ اور اس کے بعد آپ اصل انونٹری گرپ اس کے حوالے کر کے فوراً واپس لیبارٹری میں چلے جائیں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ مارک نے جواب دیا۔

"اب خصوصی ہدایات سن لیں۔ یہ انتہائی ٹاپ کانفیڈنشل معاملہ ہے۔ اس لئے اس کا ذکر آپ نے کسی سے نہیں کرنا۔ کیونکہ یہ بات صرف میرے۔ آپ کے اور صدر مملکت کو معلوم ہوگی۔ اگر یہ بات لیک آؤٹ ہوئی تو اس کا یہی مطلب سمجھا جائے گا کہ آپ کی طرف سے لیک آؤٹ ہوئی ہے۔ اور ایسی صورت میں آپ سمجھتے ہیں کہ کیا انجام ہوسکتا ہے آپ کا"۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد ہوگیا۔

"میں سمجھ گیا ہوں سر۔ بے فکر رہیں سر۔ یہ بات مارک کے منہ سے کبھی باہر نہیں آئے گی سر" ——— مارک نے جواب دیا۔

"تھینک یو ——— اس مشن کی تکمیل پر آپ کو خصوصی عہدہ دیا جائے گا۔ یہ میرا وعدہ رہا۔ آپ اب فوراً روانہ ہو جائیں" ——— عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے کیپٹن اطہر کو مشین آف کرنے کا اشارہ کیا۔ کیپٹن اطہر نے مشین آف کر دی۔

"بس جناب کیپٹن اطہر صاحب۔ مسئلہ حل ہو گیا۔ آپ کی ایٹمی آبدوز کو لیبارٹری میں نہ جانا پڑا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی انتہائی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں" ——— کیپٹن اطہر نے بڑے عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

"کیپٹن شکیل۔ آپ واپس جزیرے پر جائیں گے اور مارک سے یہ انوئنڈری گرپ لے کر واپس یہاں آئیں گے۔ میں اصل انوئنڈری گرپ یہاں اپنے سامنے فٹ کرانا چاہتا ہوں" ——— عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا واپس اس طرف چل پڑا جہاں اس کا غوطہ خوری کا لباس موجود تھا۔

"عمران صاحب۔ اگر یہ کوڈ دستیاب نہ ہوتا تو پھر" ——— ناٹران نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پھر لازماً ہمیں لیبارٹری میں گھسنا پڑتا۔ بہرحال مجھے یقین تھا کہ اس جدید ترین آبدوز میں یہ مخصوص مشین ہو گی۔ اس لئے میں نے اسے یہاں طلب کرایا تھا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کیپٹن اطہر کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر آؤٹ دے کی طرف چلا گیا تھا۔

"آپ نے اس مارک کو منع کیوں کیا ہے۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ کافرستانی حکام کو اصل بات کا پتہ چلے" ——— ناٹران نے کہا۔

"ہاں۔ میں ذرا انہیں شاک ڈاؤن کرنا چاہتا ہوں۔ شاگل مطمئن ہو گا کہ عمران اور اس کے ساتھی ختم ہو چکے ہیں۔ اس لئے نقلی گرپ کا کسی کو علم نہ ہو گا۔ اور وہ اُسے باقاعدہ آپریٹ کریں گے۔ اور پھر اپنی فتح کا جشن منائیں گے۔ اس کے بعد میں تحفے کے طور پر سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ہاتھ نقلی گرپ شاگل کو بھجوا دوں گا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ تصور ہی تصور میں شاگل کی حالت کا اندازہ کر رہا تھا۔

"لیکن نقلی گرپ جب اتر جائے گی عمران صاحب تو وہ آپریٹ کیسے ہو گی۔ اور جب وہ آپریٹ نہ ہو گی تو انہیں معلوم نہیں ہو جائے گا" ——— ناٹران نے کہا۔

"یہ انوئنڈری گرپ سیلف آپریٹڈ ہے۔ بس اسے مخصوص سگنل ملنا چاہیئے۔ اور کافرستان والے عین اس وقت سگنل دیں گے۔ جس وقت ہمارے ملک کے صدر سگنل دیں گے اس طرح نقلی گرپ عین اُسی لمحے آن ہو جائے گی۔ اور اگر یہ آبدوز میں ہوتی تو پھر ہماری کارکردگی کا ایسا مظاہرہ شوگران کے صدر کے سامنے ہوتا کہ وہ دفاعی معاہدہ تو ایک طرف ہمارے ملک سے ہی بھاگنے کی فکر کرتے۔ یہ تو ہے کافرستان والوں کا اصل پلان۔ لیکن اب ہو گا یہ کہ وہ یہی سمجھ کر سگنل دیں گے کہ آبدوز

میں نقلی گرپ موجود ہے۔ لیکن آبدوز میں اصل گرپ ہو گی۔ جو ہمارے ملک کے صدر کا سگنل وصول کر کے آن ہو گی اور صحیح کام کرے گی۔ اس لئے شوگران کے صدر مطمئن ہو کر معاہدہ پر دستخط کر دیں گے۔ لیکن یہاں کافرستان والے یہ سمجھتے رہیں گے کہ نقلی گرپ آن ہو کر مظاہرہ خراب ہو گیا ہے۔ اس لئے دفاعی معاہدہ نہیں ہو گا۔ بس یہ ہے سارا کھیل" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور ناٹران نے سر ہلا دیا۔

"آپ نے فیصل جان کو اس لئے شاگل کی نگرانی پر لگایا ہے۔ تاکہ آپ اُسے خاص موقع پر نقلی گرپ بھیجنا چاہتے ہیں" ——— ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرا جہاں تک اندازہ ہے۔ پرائم منسٹر صاحب۔ اس موقع پر موجود ہوں گے۔ اور شاگل بھی اپنے کارنامے کا انجام دیکھنے کے لئے ساتھ ہو گا۔ لیکن یہ لوگ کہاں ہوں گے یہ بات فیصل جان کی رپورٹ سے مل جائے گی۔ اور میں چاہتا ہوں کہ پرائم منسٹر کے سامنے یہ نقلی گرپ شاگل کے پاس پہنچے" ——— عمران نے لطف لینے کے سے انداز میں کہا اور ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن آپ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ہاتھ کیوں بھیجنا چاہتے ہیں" ——— ناٹران نے کہا۔

"اس لئے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے واقعی اس مشن میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ورنہ شاید اس بار ہمارا خاتمہ بالخیر ہو جاتا اور کافرستانی مشن پورا ہو جاتا۔ پھر وہ سرکاری آدمی ہے۔ کھلے عام تو اسے پر ہاتھ نہیں

ڈالا جا سکتا" ——— عمران نے کہا اور ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"صرف ایک پوائنٹ اور واضح کر دیں کہ یہ نقلی گرپ تو آپریٹ ہوتے وقت یہاں کافرستان میں ہو گی۔ جب کہ وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ پاکیشیا میں آن ہو رہی ہے۔ کیا اسے لنک کرتے وقت مشین فاصلہ ظاہر نہ کر دیں گی" ——— ناٹران نے کہا۔

"ویری گڈ ناٹران۔ تم نے واقعی ذہانت بھرا سوال کیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ظاہر ہے۔ میرا یہ شاٹ ڈاؤن والا سارا پلان ہی فضول تھا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ مشین جس سگنل پر آن ہوتی ہے اس کے لئے فاصلے کی کوئی اہمیت نہیں ہے یہ ریڈیو ویو کی طرح کے سگنل ہوتے ہیں جہاں بھی یہ گرپ ہو گی یہ اُسے رسیو کر لے گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ناٹران نے مطمئن ہو کر سر ہلا دیا۔

"ھالے مسٹر شاگل اور مسٹر راجیش وکرم۔ ہم نے اس بارے میں تو سوچا ہی نہیں کہ ہم حکومت پاکیشیا کو سپرنٹنڈنٹ فیاض اور اسلم رضا کے بارے میں کیا جواب دیں گے وہ دونوں بھی تو اس ایکشن میں مارے جا چکے ہیں" ۔۔۔۔ چائے پیتے ہوئے وزیر اعظم نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی ابھی انہیں اس کا خیال آیا ہو۔

"سر یہی ہو سکتا ہے کہ روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کیا جائے" ۔۔۔۔ راجیش وکرم نے کہا۔

"لیکن پھر وہ لاشیں طلب کریں گے" ۔۔۔۔ وزیر اعظم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سر، روڈ ایکسیڈنٹ میں آگ بھی لگ جاتی ہے، اور لاشیں جل کر راکھ بھی ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی کوئی روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کر دیا جائے گا"

"اوہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ اس کے لئے راجیش صاحب آپ نے مکمل پلاننگ کرنی ہے تاکہ پاکیشیا کو پوری طرح مطمئن کیا جا سکے" ۔۔۔۔ وزیر اعظم نے راجیش وکرم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ہمارا اصل مشن مکمل ہو گیا ہے تو یہ اب معمولی باتیں ہیں" ۔۔۔۔ راجیش وکرم نے مؤدبانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات ہوتی۔ سائیڈ پر موجود ٹیلی فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔

"یس" ۔۔۔۔ وزیر اعظم صاحب نے رسیور اٹھاتے ہوئے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"سر، پاکیشیا سے سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان جناب راجیش وکرم سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔ اے نے کہا تو وزیر اعظم چونک پڑے۔

"یہ لیجیئے، سر رحمان کا فون ہے۔ اب آپ اُسے مطمئن کر دیں" ۔۔۔۔ وزیر اعظم نے سر ہلاتے ہوئے رسیور سامنے بیٹھے ہوئے راجیش وکرم کی طرف بڑھا دیا۔ راجیش وکرم نے اٹھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں رسیور لیا۔

"ہیلو۔ راجیش وکرم بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ راجیش وکرم نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ بھی کافرستان انٹیلی جنس کا چیف تھا اور اس وقت وزیر اعظم صاحب بھی سامنے موجود تھے۔

"رحمان سپیکنگ۔ ہمارے وفد نے واپس آنا تھا لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ انہیں واپس آنے کی اجازت نہیں دے رہے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر رحمان کی انتہائی باوقار آواز سنائی دی۔

"اوہ سر رحمان، یہ بات نہیں ہے۔ دراصل بڑا ہولناک ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے آپ کے وفد کے دونوں آدمی اس میں ہلاک ہو گئے ہیں اور یہ ایکسیڈنٹ اس قدر ہولناک تھا کہ دونوں کی لاشیں موقع پر ہی جل کر راکھ ہو گئی ہیں۔ میں

پرائم منسٹر صاحب سے اسی ایکسیڈنٹ کے بارے میں ڈسکس کرنے آیا تھا۔ حکومت کافرستان نے سرکاری طور پر اس پر بے حد رنج کا اظہار کیا ہے"۔۔۔ راجیش وکرم نے لہجے کو قدرے رنجیدہ اور گلوگیر بناتے ہوئے جواب دیا اور سامنے بیٹھے پرائم منسٹر نے اس کی اس اداکاری پر تعریفی انداز میں سر ہلا دیا۔

"یہ ایکسیڈنٹ کب ہوا ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے اسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا گیا۔

"شام کے وقت ہوا ہے۔ اب تحقیقات ختم ہوئی ہیں"۔۔۔ راجیش وکرم نے جواب دیا۔

"آپ کی تحقیقات غلط ہوئی ہیں جو ایکسیڈنٹ ہوا ہو گا اس میں ہلاک ہونے والے کوئی اور لوگ ہوں گے کیونکہ ابھی ایک گھنٹہ پہلے میری سپرنٹنڈنٹ فیاض سے ٹیلی فون پر بات ہوئی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو اس کی معرفت جناب وزیراعظم کافرستان کو کوئی خاص چیز بھیجنا چاہتے تھے۔ وہ چیز سپرنٹنڈنٹ فیاض تک پہنچ بھی چکی ہے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کچھ دیر بعد وہ چیز لے کر پرائم منسٹر صاحب کو پہنچانے پرائم منسٹر ہاؤس پہنچ جائیں گے۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے تاکہ اس چیز کی ڈیلیوری کے بعد آپ انہیں فوراً واپس آنے کی اجازت دے دیں۔ یہاں ان کے لئے انتہائی ضروری کام موجود ہیں گڈ بائی"۔ دوسری طرف سے سر رحمان نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ٹیلی فون سے منسلک لاؤڈر کا بٹن چونکہ وزیراعظم صاحب نے آن کر دیا تھا۔ اس لئے کمرے میں سر رحمان کی واضح آواز گونج رہی تھی۔

"کیا مطلب۔ کیا سر رحمان کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ یہ کیا چکر ہے"۔۔۔ وزیراعظم صاحب نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اور راجیش وکرم نے بھی حیرت

بھرے انداز میں آگے بڑھ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"میرے خیال میں سر واقعی اپنے وفد کی ہلاکت کا سن کر ان کا ذہن ماؤف ہو گیا ہے بوڑھے آدمی ہیں۔ اس لئے انہوں نے ایسی بہکی بہکی باتیں کی ہیں"۔ شاگل نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے وہ وزیراعظم کو سر رحمان کے دماغ خراب ہو جانے کا مکمل یقین دلانا چاہتا ہو۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وزیراعظم کوئی جواب دیتے۔ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی وزیراعظم نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ وزیراعظم نے بری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔ ان کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بری طرح الجھ گئے ہیں۔

"سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل سے فوری طور پر کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے پی۔ اے نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ایکسٹو۔ اوہ اچھا۔ بات کراؤ"۔۔۔ وزیراعظم نے تقریباً اچھلتے ہوئے کہا۔ اور رسیور شاگل کی طرف بڑھا دیا۔ کیونکہ لاؤڈر پر آوازیں سب سن رہے تھے۔ اس لئے شاگل نے میکانکی انداز میں ہاتھ بڑھا کر رسیور لے لیا۔ اسے حیرت کی وجہ سے پروٹوکول پر عمل کرنا بھی یاد نہ رہا تھا کہ وزیراعظم صاحب سے بیٹھے بیٹھے کوئی چیز نہیں لی جا سکتی۔ اس کے لئے دوسرے کا اٹھنا ضروری ہوتا ہے۔

"ہیلو۔ ایکسٹو سپیکنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد لاؤڈر سے انتہائی سرد آواز گونجی۔

"شش۔۔۔ شش۔۔۔ شاگل بول رہا ہوں"۔۔۔ شاگل کی زبان نہ چاہنے کے باوجود بھی بری طرح لڑکھڑا گئی اور وزیراعظم نے اس بری طرح ہونٹ بھینچ لئے کہ جیسے وہ شاگل کو کچا چبا رہے ہوں۔

" مسٹر شاگل۔ میں نے ایک مخصوص چیز آپ کے پرائم منسٹر صاحب کے لئے بھجوائی ہے۔ چونکہ میرا آدمی سامنے نہ آسکتا ہے اس لئے یہ چیز پاکیشیا انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ذریعے بھجوائی جا رہی ہے"۔۔۔۔ ایکسٹو نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"یہ کیا چیز ہے"۔۔۔۔ شاگل نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

" اس کی تفصیلات ابھی میرا خصوصی نمائندہ آپ کو بتا دے گا آپ فون ہولڈ رکھیں"۔۔۔ دوسری طرف سے کرخت لہجے میں جواب دیا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد جیسے ہی ایک آواز رسیور سے ابھری شاگل اس طرح اچھلا کہ بے اختیار کرسی سمیت نیچے گرتے گرتے بچا۔

" ہیلو مسٹر چھاگل۔ اوہ سوری مسٹر شاگل۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ کم از کم میری آواز تو تم اب تک پہچاننے تک ہی گئے ہو گے۔ ہیلو۔ تم خاموش کیوں ہو مسٹر پاگل۔ اوہ اوہ۔ ویری سوری۔ تم کافرستان کے اعلیٰ افسر ہو۔ اس لئے مزید ویری سوری"۔۔۔ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

اور شاگل کے ساتھ ساتھ راجیش وکرم اور خود وزیراعظم بھی اس طرح بت بنے بیٹھے تھے کہ ان کی پلکیں تک نہ جھپک رہی تھیں انہیں اپنے جسم کے ساتھ ساتھ اپنے ذہن بھی ماؤف ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔

"بب۔۔۔۔ بب۔۔۔ بکواس ہے۔ جھوٹ ہے۔ میں نے تمہاری لاش کے ٹکڑے آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ آواز بدل کر مجھے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا"۔۔۔۔ یک لخت شاگل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

" کون سا ٹکڑا دیکھا تھا چھاگل بے آب۔ عزت خراب۔ اوہ سوری پھر زبان پھسل گئی"۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

" پپ ۔۔۔ پاپ ۔۔۔ پیر ۔۔۔ تمہارا پیر"۔۔۔۔ شاگل نے بے اختیار جواب دیا۔

" اچھا۔۔۔۔ واقعی پھر تو تمہیں ضرور حیرت ہو رہی ہو گی۔ تمہاری حیرت بجا ہے۔ تمہارے ہاں پیر سے بولا جاتا ہو گا۔ اوہ۔ وہ جو بزرگ کہتے ہیں کہ اس کی عقل گھٹنے میں ہے تو وہ تمہارے متعلق ہی کہتے ہوں گے۔ پیر پر زبان لگی ہوئی ہو تو عقل بے چاری تو لازماً گھٹنے میں ہوتی ہو گی۔ لیکن جناب شاگل صاحب میری زبان پیر پر نہیں لگی ہوئی۔ میں پاکیشیا کا فرزند ہوں کافرستان کی چھاگل اوہ سوری شاگل نہیں ہوں۔ ویسے ایک بات بتا دوں کہ جس کا پیر تم نے دیکھا تھا وہ تمہارا اپنا ہی آدمی تھا۔ میرے خیال میں گرین ٹاؤن پر ریڈ کرنے کے بعد تم نے اپنے آدمیوں کو گننا گوارا ہی نہ کیا ہو گا۔ تم تو جشن منانے میں مصروف ہو گئے ہو گے۔ ویسے سپرنٹنڈنٹ فیاض جو چیز لے کر آ رہا ہے۔ اس سے آپ حضرات کا جشن پوری طرح مکمل ہو جائے گا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران نے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیوں ہو رہا ہے"۔۔۔۔ وزیراعظم نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور وہ بے اختیار کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"جی ـــــ جناب۔ یہ ہمیں چکر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے جناب میں سچ کہتا ہوں کہ عمران مر چکا ہے سر" ـــــ شاگل نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ خود ذہنی طور پر پاگل پن کے قریب پہنچ چکا ہے رسیور اُس کے ہاتھ سے راجیش وکرم نے لے کر رکھ دیا۔ اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک باوردی آدمی ہاتھ میں ایک پلیٹ اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"سر۔ یہ صاحب آپ سے براہِ راست ملنا چاہتے ہیں اور فوری۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ انتہائی فوری اور ضروری ہے" ـــــ آنے والے نے پلیٹ بڑے مؤدبانہ انداز میں وزیر اعظم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ جس پر ایک کاغذ رکھا ہوا تھا۔

"فیاض احمد سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس پاکیشیا" ـــــ وزیر اعظم نے کاغذ پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا ان کی چیکنگ ہو گئی ہے" ـــــ وزیر اعظم نے دربان کی وجہ سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"یس سر ـــــ کمپیوٹر چیکنگ نے انہیں او۔ کے قرار دیا ہے"۔ دربان نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں۔ یہ کاغذ بتا رہا ہے۔ ٹھیک ہے انہیں بھجوا دو" ـــــ وزیر اعظم نے بُری طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر ـــــ یہ میک اپ میں ہو گا" ـــــ شاگل نے کہنا چاہا۔

"شٹ اپ ـــــ کمپیوٹر چیکنگ میں سب سے پہلے میک اپ چیک کیا جاتا ہے" ـــــ وزیر اعظم نے بڑی بُری طرح شاگل کو ڈانٹتے

ہوئے کہا۔ اور شاگل ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض بڑے فاخرانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کا سینہ پھولا ہوا تھا۔ چہرے اور آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ اس کے جسم پر مکمل یونیفارم تھی۔ اس کے ہاتھ میں کاغذ میں لپٹی ہوئی کوئی چیز تھی۔

"میں جناب وزیر اعظم کافرستان کی خدمت میں آداب پیش کرتا ہوں" ـــــ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ذرا سا سر کو جھکاتے ہوئے کہا۔ راجیش اور شاگل دونوں سپرنٹنڈنٹ فیاض کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے انسان کسی بھوت کو دیکھ رہا ہو۔

"آداب ـــــ تشریف لیئے" ـــــ وزیر اعظم نے بڑی مشکل سے اپنے ہونٹوں پر سفارتی مسکراہٹ پیدا کرتے ہوئے کہا۔ اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں مصافحہ کیا۔ اور پھر وہ شاگل اور راجیش وکرم کی جانب مڑ گیا۔

"آپ مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہیں۔ آپ سے تو میں پہلے واقف ہوں" ـــــ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے مسکراتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ملاقات کا مقصد مسٹر فیاض" ـــــ وزیر اعظم نے فیاض کو ٹٹولتے ہوئے کہا۔

"سر ـــــ حکومت پاکیشیا کی طرف سے یہ آپ کو سرکاری طور پر بھجوائی گئی ہے" ـــــ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کاغذ میں لپٹی ہوئی چیز

وزیراعظم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ لیکن وزیراعظم نے شاگل کو اشارہ کیا اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر وہ چیز فیاض کے ہاتھ سے لے لی۔ اور اس کا کاغذ کھولنے لگا۔

"یہ ہے کیا چیز"۔۔۔ وزیراعظم نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"جی۔ یہ ایٹمی آبدوز کی انونٹری گرپ ہے۔ لیکن یہ اصلی نہیں ہے نقلی ہے۔ اور چونکہ اسے آپ کی نیوی انجنیئرنگ لیبارٹری کے مسٹر مارک نے تیار کیا ہے۔ اس لئے یہ آپ کو شکریہ کے ساتھ واپس بھیجی گئی ہے"۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"۔۔۔ اس بار وزیراعظم اپنے ذہن پر کنٹرول نہ رکھ سکے تھے۔

"آپ غیر پارلیمانی زبان استعمال کر رہے ہیں جناب۔ میرا فرض ادا ہو گیا۔ مجھے اجازت دیجئے"۔۔۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بھی سخت لہجے میں کہا۔ اور بغیر مصافحہ کئے یا سلام کئے تیزی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکل گیا۔

شاگل انونٹری گرپ سے کاغذ ہٹا چکا تھا اور اب اُسے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ میں کوئی زہریلا سانپ ہو۔ لیکن وہ اُسے پکڑے رکھنے پر مجبور ہو۔ وزیراعظم سمیت وہ تینوں بت بنے کھڑے شاگل کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی انونٹری گرپ کو یک ٹک دیکھ رہے تھے۔

"اس۔۔۔ اس۔۔۔ اس کا مطلب ہے شکست۔ ہمارا پلان ختم ہو گیا۔ اوہ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیسے ہوا۔ کیونکر ہوا۔

تم۔۔۔ تم نے تو کہا تھا کہ سب ختم ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ سپرنٹنڈنٹ فیاض یہ عمران کا فون۔ یہ انونٹری گرپ۔ یہ کیا ہے۔ بولو۔ جواب دو۔ ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ الٹا لٹکا دوں گا۔ احمق۔ الو۔ نانسنس"۔۔۔ وزیراعظم کا چہرہ غصے سے مسخ ہو گیا تھا۔ اور آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔ اور دوسرے لمحے شاگل یک لخت لہرایا اور دھڑام سے گر کر پہلے کرسی سے ٹکرایا اور پھر فرش پر گر گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ انونٹری گرپ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے فرش پر گر گئی تھی۔ راجیش وکرم نے جلدی سے اُسے سنبھالنے کی کوشش کی۔

"میں اسے معطل کرتا ہوں۔ فوری طور پر معطل کرتا ہوں۔ یہ احمق ہے۔ یہ سیکرٹ سروس کا چیف تو کیا چمار خانے کا بھنگی بننے کے بھی قابل نہیں ہے"۔۔۔ وزیراعظم نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے وہ ٹیلی فون کی طرف جھپٹے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر مترنم آواز میں بج اٹھی۔

"یس"۔۔۔ وزیراعظم نے رسیور اٹھا کر پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"جناب صدر مملکت آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے پی۔ اے نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ بات کراؤ"۔۔۔ وزیراعظم نے صدر کا نام سن کر بُری طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہیلو"۔۔۔ دوسرے لمحے رسیور سے صدر مملکت کی آواز ابھری۔

" یس سر " ——— وزیراعظم نے بڑی مشکل سے اپنے لہجے کو کنٹرول میں کرتے ہوئے کہا۔

" آپ نے تو مجھے فون کیا تھا کہ آپ کا پلان کیا ہوا مشن کامیاب ہو گیا ہے اور اب پاکیشیا اور شوگران کے درمیان دفاعی معاہدہ نہیں ہو گا۔ لیکن ابھی مجھے سرکاری طور پر حکومت پاکیشیا کی طرف سے رسمی اطلاع دی گئی ہے کہ صدر شوگران چونکہ پاکیشیا کو ملنے والی ایٹمی آبدوز کے معائنے کے دوران پاکیشیا کے ماہرین کی صلاحیتوں سے بے حد متاثر ہوئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے پاکیشیا کے ساتھ دفاعی معاہدے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اور اس معاہدے کے تحت پاکیشیا کو جدید اور اعلیٰ ترین ٹیکنالوجی پر مبنی ایسے ہتھیار دیئے جائیں گے جو شاید سپر پاورز کے پاس بھی نہ ہوں گے۔ یہ سب کیا ہے۔ وہ آپ کا پلان " ——— صدر مملکت نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" آئی۔ ایم ویری سوری سر ——— پلان فیل ہو گیا ہے۔ اور یہ سب کچھ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کی وجہ سے ہوا ہے " ——— وزیراعظم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" لیکن آپ نے تو بتایا تھا کہ اس پلان کو مکمل طور پر آپ نے خود سپروائز کیا ہے اور مسٹر شاگل آپ کی ہدایات کے تحت کام کر رہے ہیں " صدر مملکت نے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ میں نے درست بتایا تھا لیکن پلان پھر بھی فیل ہو گیا ہے۔ نہ صرف فیل ہو گیا ہے بلکہ بری طرح فیل ہو گیا ہے۔ ٹھیک ہے سر میں ساری ذمہ داری اپنے آپ پر لیتا ہوں۔ ویسے میں نے شاگل کو معطل

[illegible] وزیراعظم نے [illegible] ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ اس ساری شکست کے بارے میں تفصیلی تحقیقات کرائیں۔ اور مجھے رپورٹ بھیجیں۔ اس کے بعد اسے ڈسکس کر لیا جائے گا۔ میں نے آپ کو ذاتی طور پر پہلے ہی منع کیا تھا کہ آپ ایسا پیچیدہ پلان نہ بنائیں بلکہ کوئی سیدھا سادھا سا پلان بنائیں کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں ہماری سیکرٹ سروس کی صلاحیتیں بے حد معمولی ہیں۔ لیکن آپ نے کہا تھا کہ آپ چونکہ اسے خود سپروائز کریں گے اس لئے ناکامی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا " ——— دوسری طرف سے کافرستان کے صدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" واقعی مجھ سے حماقت ہو گئی۔ میں نے اسے بھی سیاسی داؤ پیچ سمجھ لیا تھا۔ لیکن یہ تو سیکرٹ سروسز کی جنگ تھی۔ کاش کافرستان کے پاس بھی پاکیشیا جیسی سیکرٹ سروس ہوتی یا کم از کم ایکسٹو ہی کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوتا " ——— وزیراعظم نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں بڑبڑا کر کہا۔ اور اس طرح کرسی پر ڈھیر ہو گئے جیسے کوئی جواری اپنی زندگی کی آخری بازی تک ہار چکا ہو۔

" سر۔ کیا حکم ہے " ——— راجیش نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

" جاؤ۔ اسے بھی لے جاؤ۔ میں اس کی معطلی کے آرڈر واپس لیتا ہوں۔ ٹھیک ہے میں نے سپروائز کیا تھا تو نتیجہ بھی مجھے ہی بھگتنا چاہیے " وزیراعظم نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا اور ان کے چہرے پر مایوسی کے گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔

ختم شد

Ba[illegible]

عمران سیریز میں قطعی منفرد انتہائی دلچسپ اور سحر انگیز یادگار ناول

بلیک ورلڈ

مصنف : مظہر کلیم ایم اے

بلیک ورلڈ — شیطان کی دنیا — شیطان اور اس کے کارندوں کی دنیا — جہاں سیاہ قوتوں کا راج ہے ۔ جہاں انسانیت کے خلاف ہر سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے ۔

پروفیسر البرٹ — شیطانی دنیا کا ایک ایسا کردار — جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کیلئے ایک خوفناک شیطانی منصوبے پر کام شروع کر دیا — یہ منصوبہ کیا تھا — ؟

رعمیس — ایک ایسا جادوئی زیور — جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے پجاری کی ملکیت تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی — کیوں — وہ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا ۔ ؟

جبوتی — ایک شیطانی قوت — جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے ٹکرائی اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطنیت سے کسی صورت بھی نہ بچ سکے گا — کیا واقعی ایسا ہوا — کیا جبوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی ۔

بلیک ورلڈ — جس کے مقابل عمران ، جوزف ، جوانا اور ٹائیگر سمیت جب میدان میں اترا تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر [illegible] کی مالک ہیں ۔

بلیک ورلڈ — ایک ایسی پُراسرار ، سحر انگیز اور انوکھی دنیا — جس کا ہر معاملہ عام دنیا سے ہٹ کر تھا ۔

بلیک ورلڈ — جس کی پُراسرار اور انوکھی قوتوں کے مقابل عمران کو بالکل منفرد انداز میں جدوجہد کرنی پڑی ۔ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی جدوجہد ۔

- وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کے خوفناک پنجوں میں پھنس کر رہ گئے اور ان کے بچ نکلنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی — کیا عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئے — یا — ؟ ۔

بلیک ورلڈ — جس کے خلاف طویل جدوجہد کے باوجود آخر کار ناکامی ہی عمران کا مقدر بنی ۔ کیوں اور کیسے — کیا واقعی عمران ناکام ہو گیا تھا — یا — ؟

بلیک ورلڈ — جس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران کو عام دنیاوی اسلحے کی بجائے قطعی مختلف انداز کی طاقت کا سہارا لینا پڑا — وہ طاقت کیا تھی — ؟

- قطعی مختلف انداز کی کہانی — انتہائی منفرد انداز کی جدوجہد
- تحیر اور سحر کی فسوں کاریوں میں لپٹی ہوئی ایک پُراسرار دنیا کی کہانی
- ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحۂ قرطاس پر نہیں اُبھرا ۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ منفرد کہانی

بلڈی گیم

مصنف:۔ مظہر کلیم ایم اے

بلڈی گیم ۔ جس کا آغاز پاکیشیا کی ایک نوجوان لڑکی کے غنڈوں کے ہاتھوں جبری اغوا سے ہوا ۔

بلڈی گیم ۔ جس کا انجام ایکریمیا کی عظیم الشان لیبارٹریوں کی تباہی اور یہودی سائنسدانوں کی پے در پے موت پر جا کر ہوا ۔

بلڈی گیم ۔ ایک ایسے سائنسی آئیڈیے کی بنیاد پر کھیلی گئی جو ابھی محض ایک آئیڈیا ہی تھا ۔ وہ آئیڈیا کیا تھا ---- ؟

بلڈی گیم ۔ جس میں عمران، ٹائیگر اور جوانا نے حصہ لیا لیکن اس گیم کے ہر مرحلے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ۔ کیوں ؟

بلڈی گیم ۔ جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل ہونے والے ہر کلیو کو انتہائی مہارت سے مسلسل ختم کیا جاتا رہا اور عمران اور اس کے ساتھی باوجود مسلسل جدوجہد کے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے ۔

• بے پناہ سسپنس ۔ لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے واقعات تیز رفتار ایکشن سے بھرپور ایک ایسی کہانی جو جاسوسی ادب میں ایک مختلف کہانی ثابت ہوگی ۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

سلور ہینڈز

مصنف مظہر کلیم ایم اے

• سلور ہینڈز ---- ایک ایسی تنظیم جس نے عمران کے ملک میں ایک مخصوص کاروبار پر مکمل اجارہ داری حاصل کرنی چاہی ۔ وہ کیسا کاروبار تھا ۔ ؟

• مادام لوسیا ---- سلور ہینڈز کی ایسی ایجنٹ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو حقیقت میں تگنی کا ناچ ناچنے پر مجبور کر دیا ۔

• مادام لوسیا ---- جو نہ صرف مارشل آرٹ کی بے مثال ماہر تھی ۔ بلکہ وہ گولیوں سے جسم چھلنی کرنے کی بھی ۔ بے حد شوقین تھی اور پھر جو بھی مادام لوسیا کے سامنے آیا ۔ اس کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو گیا ۔

• مادام لوسیا ---- جس نے سیکرٹ سروس کی موجودگی میں بیشمار افراد کو گولیوں سے بھون ڈالا ۔ مگر سیکرٹ سروس کے ممبران خاموش تماشائی بنے رہ گئے ---- کیوں ---- ؟

• جولیا اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران ایکسٹو کے انکار کے باوجود ایک ہوٹل میں فیشن شو دیکھنے پر بضد تھے اور پھر ایکسٹو کے واضح انکار کے باوجود وہ فیشن شو دیکھتے رہے ---- کیا سیکرٹ سروس نے ایکسٹو سے بغاوت کر دی تھی ؟

• سنسنی خیز اور انتہائی دلچسپ کہانی ۔ سسپنس اور ایکشن سے بھرپور ۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

نام	حصہ
رنگین موت	اول
ڈینجر گینگ	دوم
دہشت گرد	مکمل
ریڈ میڈوسا	مکمل
ڈینجر لینڈ	مکمل
کراس کلب	مکمل
فوہاگ انٹرنیشنل	اول
سیکارو پوائنٹ	دوم
فاسٹ ایکشن	اول
فاسٹ ایکشن	دوم
کاغذی قیامت	اول
کاغذی قیامت	دوم
پرنس آف ڈھمپ	مکمل
بلڈی سنڈیکیٹ	مکمل
لیڈی ایگلز	اول
موت کا جال	دوم
ایسکیپ گرے	مکمل
پرنس وینچل	مکمل
ٹوپاز	اول
یقینی موت	دوم
ہائی فائی	مکمل
اناڑی مجرم	مکمل
آپریشن سینڈوچ	اول
سینڈوچ پلان	دوم
کایا پلٹ	مکمل
بلیو آئی	مکمل
انکانا	اول
انکانا	دوم
بے جرم مجرم	اول
بے جرم مجرم	دوم

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان